بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۃ اللہ حضرت امامنا وسیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام

کی

سیرت طیبہ اور آپ کے جانشینوں اور اولاد امجاد کے تذکرے

الموسوم

والیانِ ولایت

(حصہ اول)

مولفہ

حضرت محمد نور الدین عربیؒ

شائع کردہ

ادارہ تنظیم مہدویہ

16-8-806 نیو ملک پیٹ، حیدرآباد

https://theimammehdi.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : والیان ولایت (حصہ اول)

نام مصنف : حضرت محمد نور الدین عربی صاحب

باراول : اکٹوبر 1998ء

باردوم : 2010ء مطابق ۱۴۳۱ھ

تعداد : ۵۰۰

صفحات : ۲۸۸

طباعت:

کمپیوٹر کمپیوزنگ: SAN کمپیوٹر سنٹر، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد

سرورق:

قیمت: -/100 روپئے

به تعاون

جناب فقیر میراں سید مشتاق حسین صاحب کاظمی

(اہل مصدق آباد)

ملنے کا پتہ

☆ جناب فقیر میراں سید مشتاق حسین صاحب کاظمی فون نمبر 9399964459

☆ ادارہ تنظیم مہدویہ 806-8-16 نیو ملک پیٹ، حیدرآباد۔۲۴

☆ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبہ دار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک) چنچل گوڑہ، حیدرآباد

https://theimammehdi.com

والیانِ ولایت

(حصہ اول)

﴿انتساب﴾

ان والیانِ ولایت کے نام
جنہوں نے راہِ حق کے طئے کرنے میں
کبھی تھکن محسوس نہیں کی

https://theimammehdi.com

فہرست مضامین

جناب سید حسین کاظمی صاحب (ہانگ کانگ)	۱۳
عرض ناشر۔ جناب مقصود علی خاں صاحب	۱۴
عربی صاحب کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی۔ سید میراں مشتاق حسین صاحب کاظمی (اہل مصدق آباد)	۱۷
تمہید۔ حضرت محمد نورالدین عربی صاحب	۲۹

پہلا باب

خلیفۃ اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام

خلیفۃ اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام	۲۹

دوسرا باب

ازواج واولاد حضرت مہدی موعود علیہ السلام

ام المومنین بی بی الہدیتیؓ	۷۶
میراں سید اجملؓ	۷۸
بی بی خونزا بڈھن۔ بندگی میاں عبدالفتح	۷۹
میاں ابوبکر۔ میاں الہداد۔ بی بی فاطمہ خاتون ولایتؓ	۸۰
ام المومنین بی بی بھیکاںؓ	۸۱
ام المومنین بی بی ملکانؓ	۸۲
حضرت میاں سید حمیدؓ	۸۴
میاں سید میرانجیؓ	۸۵
حضرت میاں سید یوسف عرف میراں صاحب میاںؓ	۸۷
حضرت میاں سید ولی بن میاں سید یوسف	۸۷
میاں سید منجو بن میاں سید حمیدؓ۔ میاں سید حمید بن میاں منجوؒ	۸۸

ام المومنین بی بی بون جیؓ	۸۸
حضرت بندگی میراں سید ابراہیم بن حضرت مہدی موعودؑ	۹۰
ام المومنین بی بی بھان متیؓ	۹۲
حضرت بندگی میاں سید علیؓ فرزند حضرت مہدی موعود علیہ السلام	۹۲

تیسرا باب
حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ

حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ	۹۴

چوتھا باب
اولاد حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ

حضرت بندگی میاں سید عبدالحئی روشن منورؓ	۱۱۴
حضرت بندگی میاں سید حسینؒ بن حضرت روشن منورؒ	۱۱۸
حضرت بندگی میاں سید زین العابدینؒ بن حضرت سید حسین	۱۱۹
حضرت بندگی میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں صاحبؒ بن حضرت زین العابدین	۱۱۹
حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاں صاحب بن حضرت سید ابراہیم	۱۲۱
حضرت سید قاسم بن میاں سید ابراہیم صاحبؒ	۱۲۱
حضرت سید ابراہیم بڑے میراں ثانی بن حضرت سید قاسم	۱۲۱
حضرت سید محمود ننھے میراں صاحبؒ بن حضرت سید قاسم	۱۲۲
حضرت سید خدا بخش سیدو میاں شہید بن حضرت سید محمود ننھے میراںؒ	۱۲۲
حضرت سید محمود میراں صاحب میاںؒ لاکھی بن حضرت سید خدا بخش سیدو میاں	۱۲۳
حضرت سید احمد بابا صاحب میاںؒ بن حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاںؒ	۱۲۴
حضرت سید نور محمد عرف روشن میاں صاحبؒ بن حضرت سید احمد بابا صاحبؒ	۱۲۴
حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاں صاحبؒ بن حضرت سید نور محمد روشن میاںؒ	۱۲۵
حضرت سید احمد بادشاہ میاں گھڑیال والے بن حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاںؒ	۱۲۷

https://theimammehdi.com

حضرت میاں سید ابراہیم بڑے میراں گھڑیاں والے	۱۲۸
حضرت سید زین العابدین من صاحب میاں گھڑیال والے بن حضرت سید ابراہیم بڑے میراں	۱۲۸
حضرت سید احمد باشاہ میاں بن حضرت سید زین العابدینؒ	۱۲۹
حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاں المعروف بڑے حضرت گھڑیال والے بن حضرت سید زین العابدین	۱۳۰
حضرت مولانا ابوالعرفان سید خوندمیر منوری صاحبؒ بن بڑے حضرت	۱۳۱
حضرت سید مطیع اللہ ذاکر منوری صاحب	۱۳۲
حضرت سید نور محمد روشن میاں بن حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاں	۱۳۲
حضرت سید حسین عرف میاں صاحب میاں بن حضرت سید نور محمد	۱۳۲
حضرت سید محمود ننھے میراں صاحب بن حضرت سید حسین	۱۳۴
حضرت سید ابراہیم سیدامیاں صاحب بن حضرت سید محمود ننھے میراں	۱۳۴
ابوالعائذ حضرت سید احمد باشاہ میاں صاحب بن حضرت سید ابراہیم	۱۳۶
حضرت ابوالاشفاق سید عبدالحئی راشد منوری صاحب	۱۳۷

پانچواں باب

حضرت بندگی میاں سید شاہ یعقوب حسن ولایتؒ	۱۳۹

چھٹا باب

حضرت بندگی میاں سید اشرف بنی اسرائیل بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ	۱۴۵
حضرت سید میرانجی صاحبؒ بن حضرت بندگی میاں سید اشرف	۱۴۷
حضرت سید جعفر صاحب بن حضرت سید میراں جی	۱۴۸
حضرت میاں سید میرانجی	۱۴۹
حضرت سید مصطفیٰ خوب صاحب میاں بن حضرت سید میراں جی	۱۴۹
حضرت سید احمد سیدن میاں صاحب بن حضرت سید مصطفیٰ خوب میاں	۱۵۰
حضرت سید اشرف شاہ صاحب میاں بن حضرت سید احمد	۱۵۱
حضرت سید ہاشم بن حضرت بندگی میاں سید اشرفؒ	۱۵۱
حضرت سید یعقوب صاحبؒ بن حضرت سید ہاشم	۱۵۱
حضرت سید ولی سکندر آبادی صاحبؒ بن حضرت سید یعقوب	۱۵۱

https://theimammehdi.com

حضرت سید میرانجی عرف باوا صاحب میاں بن حضرت مصطفیٰ خوب میاں	۱۵۲
حضرت سید خوب صاحب میاں بن حضرت سید میرانجی میاںؒ	۱۵۳
حضرت سید جعفر بن حضرت بندگی میاں سید اشرفؒ	۱۵۳
حضرت سید کریم صاحب بن حضرت سید جعفر	۱۵۳
حضرت سید حسن شاہ میاں بن حضرت سید جعفر صاحب	۱۵۳
حضرت سید حسین شاہ میاں بن حضرت سید جعفر صاحب	۱۵۳
حضرت سید ابراہیم بڑے میاں صاحب بن حضرت حسین شاہ میاں	۱۵۴
حضرت سید جعفر بن حضرت حسین شاہ میاں صاحب	۱۵۴
حضرت سید اسداللہ بن حضرت سید جعفر صاحبؒ	۱۵۴
حضرت سید یٰسین بن حضرت بندگی میاں سید اشرف صاحب	۱۵۵
حضرت سید کریم الدین صاحب بن حضرت بندگی میاں سید اشرف صاحب	۱۵۵
حضرت سید میراں عرف میراں صاحب میاں بن حضرت سید کریم الدین	۱۵۵

ساتواں باب

حضرت بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل بن حضرت بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایتؒ	۱۶۰
حضرت سید اللہ بخش میاں صاحبؒ بن حضرت سید اسحاق	۱۶۰
حضرت سید شاہ محمد صاحبؒ بن حضرت سید اللہ بخش	۱۶۰
حضرت سید احمد صاحبؒ بن حضرت سید شاہ محمد	۱۶۱
حضرت سید عبدالقادر صاحب بن حصرت سید احمد	۱۶۲
حضرت سید خانجی میاں صاحبؒ بن حضرت سید شاہ محمد	۱۶۲
حضرت میاں سید اسحاق عرف بڑے میراں صاحب بن حضرت سید شاہ محمد	۱۶۲
حضرت سید یعقوب توکلیؒ بن حضرت سید اسحاق بڑے میاں	۱۶۳
حضرت سید ابراہیم باوا صاحب میاں بن حضرت سید یعقوب توکلیؒ	۱۶۶
حضرت سید میرانجی میاں صاحب بن حضرت سید یعقوب توکلیؒ	۱۶۷
حضرت میاں صاحب میاں	۱۶۸
حضرت سید محمود عرف خوب میاں	۱۶۸

https://theimammehdi.com

حضرت میاں سید دلاور عرف گورے میاں بن حضرت سید ابراہیم	۱۶۸
حضرت سید خدا بخش رشدی بن حضرت سید دلاور	۱۶۹
حضرت میاں سید اسحاق بن حضرت سید اللہ بخش	۱۶۹
حضرت سید اللہ بخش	۱۷۰
حضرت سید عثمان	۱۷۰
حضرت سید پیر محمد بن بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل	۱۷۱
حضرت سید مبارک بن بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل	۱۷۱
حضرت سید علی بن بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل	۱۷۱
حضرت میاں سید عبدالحئی صاحب بن حضرت سید علی	۱۷۱
حضرت سید شہاب الدین شہید بن حضرت حضرت سید منجو شاہ میاں	۱۷۳
حضرت سید اشرف غازی منجھلے میاں صاحب بن حضرت سید شہاب الدین شہید	۱۷۶
حضرت سید محمود سید نجی میاں صاحب بن حضرت سید اشرف غازی	۱۷۶
حضرت سید عبدالحئی شاہ صاحب میاں	۱۷۶
حضرت سید مبارک بن میاں سید شہاب الدینؒ	۱۷۷
حضرت سید عطاء اللہ صوفی	۱۷۸
حضرت سید زین العابدین تقدیر	۱۷۹
حضرت سید پیر محمد بن حضرت سید خوندمیرؓ	۱۷۹

آٹھواں باب

حضرت بندگی میاں سید یوسف بن حضرت بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ	۱۸۰

نواں باب

حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؓ	۱۸۵
حضرت میاں سید یعقوب بن حضرت شاہ قاسمؒ	۱۹۰
حضرت میاں سید زین العابدین بن حضرت سید یعقوب	۱۹۱
حضرت میاں سید یوسف بن حضرت سید یعقوب	۱۹۱

https://theimammehdi.com

حضرت میراں سید یوسف بن بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ	۱۹۲
حضرت سید محمد انجی میاں شہید بن حضرت سید نور محمد نمکین بڑے میاں	۱۹۲
حضرت سید عبدالحئی بن میاں سید زین العابدین صاحب	۱۹۴
حضرت مولانا سید نصرت المجتہدی بن حضرت سید عبدالحئی روشن میاں	۱۹۴
حضرت سید میرانجی بن حضرت شاہ قاسمؒ	۱۹۵
حضرت سید نصرت بن حضرت سید زین العابدین	۱۹۶
حضرت سید محمد خواجہ زادے میاں صاحب بن حضرت سید محمود	۱۹۶
افضل العلماء حضرت سید نجم الدین بن حضرت سید محمود میاں صاحب	۱۹۶
حضرت سید محمد تقی بن حضرت سید میرانجی میاں	۱۹۹
حضرت سید نجم الدین میاں صاحب میاں بن حضرت سید انور	۲۰۱
حضرت سید علی مرتضیٰ عرف دادا میاں صاحب بن حضرت سید انور	۲۰۱
حضرت سید مرتضیٰ بن بندگی میاں سید یوسف بنی اسرائیل	۲۰۲

دسواں باب

حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ بنی اسرائیل بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ	۲۰۴
حضرت سید منجو بن حضرت سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ	۲۰۶
حضرت سید میاں سید نجم الدین بن حضرت سید منجو میاں	۲۰۷
حضرت بندگی میاں سید جلال بن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل	۲۰۸
حضرت سید موسیٰ بن میاں سید جلال	۲۰۹
حضرت بندگی میاں سید قادن بن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل	۲۰۹

گیارھواں باب

حضرت بندگی میاں سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاں صاحب	۲۱۰
حضرت سید جلال بن حضرت سید یداللہ	۲۱۵
حضرت سید زین العابدینؒ بن حضرت سید یداللہ	۲۱۵
حضرت سید عبدالکریمؒ بن حضرت سید زین العابدین	۲۱۶
حضرت سید مصطفیٰ شہیدؒ بن حضرت سید عبدالکریم	۲۱۶

https://theimammehdi.com

حضرت سید ابراہیم عرف خاموش باوا صاحب میاں بن حضرت سید عبدالکریم	۲۱۷
حضرت سید عمر بن حضرت سید مصطفیٰ شہید	۲۱۹
حضرت سید یحییٰ بن حضرت سید یداللہ	۲۲۱
حضرت سید قاسم بن حضرت سید یحییٰ	۲۲۱
حضرت سید مصطفیٰ بن سید یحییٰ	۲۲۲
حضرت سید موسیٰ بن حضرت سید یداللہ	۲۲۲
حضرت میانجی صاحب بن سید موسیٰ	۲۲۳
حضرت سید منجو بن حضرت سید یداللہ	۲۲۳
حضرت اچھے میاں	۲۲۴
حضرت سید ابراہیم بن سید منجو عرف خوب میاں	۲۲۵
حضرت سید ابراہیم تحسین	۲۲۶
حضرت سید جعفر بن حضرت سید یداللہؒ	۲۲۹
حضرت سید شہاب الدین روشن میاں بن حضرت سید یعقوب	۲۳۰
حضرت سید علی بن حضرت سید یداللہؒ	۲۳۲
حضرت میاں سید شریف عرف اجی میاں بن میاں سید علی	۲۳۴
حضرت میاں سید علی مکی بڑے میاںؒ بن حضرت سید شریف	۲۳۴
حضرت سید مرتضیٰ بن میاں سید علی	۲۳۵
حضرت سید محمود سید نجی میاں بن سید علی	۲۳۵
حضرت بحرالعلوم علامہ سید اشرف شمسیؒ بن حضرت سید علی	۲۳۶
حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب بن حضرت سید شریف	۲۳۷
حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب بن حضرت سید مرتضیٰ صاحب	۲۳۸
حضرت مولانا سید شہاب الدین بن حضرت سید مرتضیٰ صاحب	۲۳۹
حضرت بندگی میاں سید قادن بن حضرت سید خوندمیر بنی اسرائیل	۲۳۹

https://theimammehdi.com

بارھواں باب

حضرت بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ بن حضرت سید خوندمیر بنی اسرائیل	۲۴۰
حضرت سید خوندمیر بن حضرت بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ	۲۴۷
حضرت سید یوسف میراں صاحب میاں بن حضرت سید خوندمیر	۲۴۷
حضرت سید مبارک بن میراں صاحب میاں	۲۴۷
حضرت سید خدا بخش سید صاحب میاں بن حضرت سید مبارک	۲۴۹
حضرت سید یعقوب بڑے حضرت بن حضرت سید خدا بخش	۲۴۹
حضرت سید نجم الدین عرف روشن میاں شہید بن حضرت سید خدا بخش	۲۵۲
جنگ چینچل گوڑہ	۲۵۲
حضرت مولانا سید نصرت صاحبؒ بن حضرت سید یعقوب	۲۵۶
حضرت مولانا سید شہاب الدین صاحب بن حضرت سید نصرت	۲۵۹
حضرت سید اشرف شہیدؒ بن حضرت سید نجم الدین شہید	۲۶۱
حضرت سید مبارک صفا بن حضرت سید عطن اشرف	۲۶۱
حضرت سید عطن شہاب مہدوی صاحب بن حضرت مولانا سید شہاب الدین	۲۶۲
حضرت سید نصرت بن حضرت سید مبارکؒ	۲۶۳
حضرت سید مبارک بن حضرت سید نصرت	۲۶۴
حضرت سید عبدالرحیم رحیم شاہ میاں صاحب	۲۶۴
حضرت سید عبدالرحیم گورے میاں صاحب	۲۶۴
حضرت سید شریف بن حضرت شاہ نصرتؒ	۲۶۴
حضرت میاں سید عالم بن حضرت شاہ نصرتؒ	۲۶۵
حضرت میاں سید روشن منور شہیدؒ	۲۶۵
حضرت سید عالم شاہ صاحب بن حضرت سید نصرت	۲۶۷
حضرت سید عالم بن حضرت سید شریف	۲۶۹
حضرت سید یوسف میراں صاحب میاںؒ بن حضرت سید نصرت میاں صاحب	۲۶۹
حضرت سید خوندمیر خانجی میاں صاحب بن حضرت سید یوسف میراں	۲۷۰
حضرت مولانا سید نصرت عالم صاحب بن حضرت سید خوندمیر خانجی میاں	۲۷۰

https://theimammehdi.com

تیرھواں باب

حضرت بندگی میاں شاہ ابراہیمؒ	۲۷۱

چودھواں باب

حضرت بندگی میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ	۲۷۵
حضرت میاں سید ولی بن حضرت بندگی میاں سید ابراہیمؒ	۲۷۵
حضرت میاں سید روح اللہؒ بن حضرت سید ولی	۲۷۵
حضرت سید عبدالقادر بن حضرت سید ولی	۲۷۶
حضرت سید یعقوب بن حضرت سید ابراہیم بڑے میراں صاحب	۲۷۶
حضرت سید حیدر بن حضرت سید ابراہیم بڑے میراں صاحب	۲۷۶
حضرت سید طاہر بن حضرت سید ابراہیم بڑے میراں صاحب	۲۷۷
حضرت سید نعمت اللہ بن حضرت سید ابراہیم بڑے میراں صاحب	۲۷۷

پندرھواں باب

حضرت بندگی میاں سید محمود بنی اسرائیل عرف ننھے میراں بن حضرت شاہ یعقوبؓ	۲۷۸
حضرت سید جلال بن حضرت بندگی میاں سید محمود بنی اسرائیل عرف ننھے میراں	۲۷۸
حضرت میاں سید حسنؒ بن حضرت سید جلال	۲۷۸
حضرت سید عیسیٰ عالم میاںؒ بن سید اسد اللہ	۲۷۹
حضرت سید موسیٰ بن حضرت سید محمود ننھے میراں صاحب	۲۸۱
حضرت سید میرانجی بن حضرت سید محمود ننھے میراں صاحب	۲۸۱
حضرت سید یعقوب بن حضرت سیدن میاں صاحب	۲۸۲

سولھواں باب

حضرت بندگی میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ بن حضرت بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ	۲۸۳
حضرت میاں سید ایوب بن حضرت بندگی میاں سید عالم	۲۸۶
حضرت میاں سید اسماعیل بن حضرت بندگی میاں سید عالم	۲۸۷

سترھواں باب

حضرت بندگی میاں سید مصطفیٰ بنی اسرائیل بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ	۲۸۸

https://theimammehdi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم قارئین! السلام علیکم

اس دنیا میں انسان کیا کیا نہیں سوچتا ہے لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور رب العالمین ہوتا ہے۔ میری خواہش اور آرزو تھی کہ ''تصوف کی باتیں'' کی طرح کتاب ''والیان ولایت'' بھی حضرت محمد نورالدین عربیؔ صاحب کی حیات میں شائع ہوجائے۔ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور رہی۔ بحیثیت بندہ ہونے کے ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ یہ کتاب تیار ہوکر قوم کے ہاتھوں میں ہے۔

حضرت عربیؔ صاحب اور میرے والد محترم سید میراں منشی صاحب میں بہت گہرا دوستانہ تھا ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ والد محترم جب تک بقید حیات رہے آپ کا خیال رکھتے تھے۔ اس گہری دوستی کی وجہ سے مجھے اور میرے بھائیوں کو بھی حضرت کے ساتھ بہت سارا وقت یا یوں کہئے صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ ان ملاقاتوں کے دوران صرف دینی ومذہبی باتیں ہوتی تھیں۔ سیدھے سادھے لفظوں میں بڑی بڑی باتوں کی افہام وتفہیم کیا کرتے تھے۔ جب بھی آپ تشریف لاتے تمام لوگ گھیر لیتے تھے۔ قال اللہ، قال رسول اللہ اور قال مہدی مراد اللہ کی باتیں ہوتی تھیں۔ ہم بھائیوں میں جو دینی ومذہبی بیداری ہوئی اور عبادت کا جو ذوق وشوق پیدا ہوا وہ صرف اور صرف حضرت کی صحبت کا نتیجہ ہے۔ بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں سے سرفراز فرمائے آمین

چونکہ میرا قیام حیدرآباد سے دور پردیس میں ہے جہاں اردو کتابوں کی اشاعت کا اہتمام ممکن نہیں اس اعتبار سے میں نے عزیزی مقصود علی خاں صاحب سے اعانت کی خواہش کی مجھے خوشی ہے کہ صاحب موصوف نے اپنے بھرپور تعاون سے جوان کے جذبہ خدمت کی آئینہ دار ہے۔ اشاعت کتب بے آب وگیاہ صحرا کو ہنستے ہوئے پار کرلیا۔ میں ان کا بطور خاص اور دیگر کارکنانِ ادارہ تنظیم مہدویہ کا بے حد ممنون ومشکور ہوں اللہ پاک انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

سید حسین کاظمی (ہانگ کانگ)

۴/اکتوبر ۱۹۹۸ء

https://theimammehdi.com

عرض ناشر

ساری تعریف خدائے تعالیٰ کے لئے ہے جو رحمٰن ورحیم ہے' غفار وستار ہے۔ ہزاروں درود وسلام ہو وجہہ تخلیق کائنات حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کے تابع تام خلیفۃ اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی آخرالزماں پر جن کی بدولت زندگی نے زندگی پائی۔

قارئین کرام! اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ ادارہ تنظیم مہدویہ جس کی داغ بیل ۱۹۷۳ء میں ڈالی گئی تھی بحمد اللہ قوم کے صاحبانِ درد و اخلاص کے بھرپور تعاون کے باعث اپنی قومی خدمت کے ۳۷ سال مکمل کر چکا ہے۔ آج اس ادارہ کی جانب سے قوم کے ہاتھوں ہم حضرت مولانا محمد نورالدین عربی صاحبؒ کی معرکتہ الآراء تصنیف ''والیان ولایت'' کا پہلا حصہ ۱۹۹۸ء میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی جواب نایاب ہے۔ افراد قوم کے مسلسل اصرار پر اس کی دوبارہ اشاعت کی جارہی ہے۔

حضرت مولانا محمد نورالدین عربیؒ صاحب یکم شوال ۱۳۲۴ھ م ۱۸/نومبر ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام جناب شیخ محمد عرف محمد صاحب تھا۔ اور والدہ کا نام سیدہ رحیم النساء تھا جو جناب سید حسین صاحب کی دختر تھیں۔ جب عربی صاحب کی عمر سات سال کی تھی تو والدہ محترمہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ اور آپ کی پرورش کا سارا بار نانی صاحبہ پر آپڑا۔ عربی صاحب نے ۱۹۲۴ء میں جب کہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی منشی کا امتحان کامیاب کیا جو اس زمانے میں میٹرک کے مماثل سمجھا جاتا تھا۔ اس امتحان میں کامیابی کے بعد سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔

بچپن سے مذہبی ذوق وشوق تھا۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۹ سال کی عمر میں حضرت سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب اہل پالن پور سے جو ان دنوں حیدر آباد میں مقیم تھے' سے تربیت ہو کر تلقین ذکر حاصل کی۔ پھر ۵۷ سال کی عمر میں حضرت ابوالعائذ سید احمد منوری صاحب عرف باشاہ میاں صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت کی صحبت میں رہے اور انہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت باشاہ میاں صاحب قبلہؒ آپ کی ریاضت' عبادت اور جذبہ علمی سے متاثر ہو کر ۱۲/صفر ۱۳۸۹ھ کو افعال ارشادی کی اجازت دی۔ حضرت باشاہ میاںؒ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب اکیلوی علیہ الرحمہ سے رجوع ہوئے۔ حضرت مولانا محمد نورالدین عربی صاحب کا شمار ایک قابل فخر رہنما' قلم کاروں اور شاعروں میں ہوتا ہے۔ یہ قابل فخر ہستی ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

https://theimammehdi.com

م ۱۹/ اگسٹ ۱۹۹۸ء کو اس فانی دنیا سے کوچ کر گئی۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ آپ کے جسد خاکی کو حظیرہ حضرت بندگی میاں شاہ نصرت علیہ الرحمہؒ لال گڑھی میں سوگواروں کے ہجوم نے بادیدہ نم سپرد خاک کیا۔

حضرت محمد نورالدین عربیؔ کی شخصیت یوں تو قوم کے کسی بھی طبقہ میں اور خاص طور پر اہل علم کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کی کئی ایک کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر بے شمار مضامین ماہنامہ ''نور حیات'' اور ''نور ولایت'' میں شائع ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ مسائل فقہ پر آپ کی تالیف ''تصدیق و عمل'' بھی منفرد ہونے کے اعتبار سے شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اس کو قوم کے ہر مکتبہ وفکر و نظر نے پسند کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتاب دینی مدارس کے نصاب تعلیمی میں رکھنے کے قابل ہے۔ نیز اس کتاب کی افادیت کے مدنظر ضروری ہے کہ اس کا انگریزی، ہندی اور گجراتی زبانوں میں ترجمہ ہو۔ ''ہفت مسائل'' بھی آپ کی ایک بہترین تصنیف ہے جس میں سلسلہ بیعت، تعلیم ذکر، تحیۃ الوضو، تسویت خاتمین، بہرہ عام، دعا کا طریقہ اور نماز شب قدر پر مختصر اور مفید مضامین ہیں جس سے قوم کے نوجوان کافی استفادہ کئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ حضرت عربی صاحب کے جو مضامین کافی مقبول ہوئے جنہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کے لئے قارئین کا بے حد اصرار ہے۔ ان میں قابل ذکر ''چند اصولی باتیں، فاقہ اور بھوک کی فضیلت، مہدویت اور ایوان کی بلندی، کلمہ ذکر لا الہ ہوں نہیں الا اللہ توں ہے، مہدویت فرامین امامنا کی روشنی میں، مسئلہ نجات، فرقہ ناجیہ، معراج انسانیت، راہ حق اور توسل شیخ، مہدویت اور سیرت خلفاء، حضرت مہدی موعود علیہ السلام۔

آپ نے اپل گوڑہ کی ایک منظوم تاریخ کو ''کہکشاں'' کے نام سے شائع کی تھی۔ تاریخ اور ادبی نقطہ نظر سے یہ کتاب ہماری قومی کتابوں میں ایک بیش قیمت اور بہترین اضافہ ہے۔ حضرت سید الشہداءؓ صدیق ولایتؓ کے فرزند حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین کی سیرت پر ایک کتابچہ ''جالوی پیر'' کے نام سے بھی شائع ہوا ہے۔ ''تصوف کی باتیں'' اور کئی دیگر کتب شائع ہو کر قارئین کی دینی معلومات میں اضافہ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ''جواہر پارے'' کے نام سے آپ کا نعتیہ و منقبتی کلام انجمن مہدویہ کرجگی ضلع شولا پور سے شائع ہو کر مقبولیت پایا۔ حضرت بندگی میاں علی محمدؒ کی ''چھند شریف'' کا آپ نے اردو میں منظوم ترجمہ کیا اور ''انمول موتی'' کے نام سے شائع ہوا۔ غرض آپ کے تمام شائع شدہ کتابیں اس وقت نایاب ہیں۔

ہمارے پاس یوں تو کئی ایک کتب، رسائل وغیرہ ماضی میں شائع ہوئے اور حال میں شائع ہورہے ہیں اور انشاءاللہ آگے بھی شائع ہوتے رہیں گے لیکن ''والیان ولایت'' قومی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے جو ہمارے ماضی اور حال پر مشتمل ہے۔

والیان ولایت دراصل فاضل قلم کار کی حیات کا ایک انمول کارنامہ ہے۔ اور قوم کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔ قاری اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے مطالعہ کے بعد ہی کرسکتا ہے۔ حضرت عربی صاحب نے جس محنت و جانفشانی، کدوکاوش سے اس کو مرتب کیا ہے وہ ان کی زندگی کا ایک عظیم قابل قدر اور قابل تحسین کارنامہ سمجھا جائے گا۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں حضور سیدنا مہدی علیہ السلام کی سیرت طیبہ، آپ کے جانشینوں اور اولاد امجاد کے تذکرے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ کی اولاد کے احوال پر مشتمل ہے اور آخری حصہ میں حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ اثنا عشر مبشر و دیگر اصحاب و تابعین حضرت مہدی موعود علیہ السلام اور ان کی اولاد کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔

ان کتابوں کا ہر مصدق کے گھر میں رہنا باعث اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ بزرگان دین سے اپنی عقیدت کا اظہار بھی ہے۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ جو قومیں اپنے ماضی کو فراموش کردیتی ہیں انہیں تاریخ بھی نظر انداز کردیتی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں کہ یہ تصنیف اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ حضرت عربؔی صاحب نے قومی کتب، اپنے علم معلومات اور بزرگان دین کی صحبت میں رہ کر جو کچھ حاصل کیا تھا اس کو حتی الامکان اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ اور وہ اس مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ یہ قرین قیاس بھی ہے کہ اس میں بعض بزرگان دین کے حالات چھوٹ گئے ہیں لیکن فاضل قلم کار نے ایک راہ دکھائی ہے ہوسکتا ہے مستقبل میں کوئی اور قلم کار اس میں مزید اضافہ کے ساتھ بہتر انداز میں قلم بند کرکے پیش کرے۔

آخر میں دعا ہے کہ بزرگان دین نے جس ذوق و شوق سے خدا کی عبادت کرکے بفضل تعالیٰ جو منزلت اور قرب پایا اس روحانی زندگی کا کچھ حصہ ہمیں بھی عطا کرے تاکہ ہم بھی تیرے مخلص بندے بن کر تیری عبادت بجالائیں آمین۔

مقصود علی خاں

25 سپٹمبر 2010ء

https://theimammehdi.com

عربی صاحب کی کہانی کچھ اُن کی کچھ میری زبانی

''ہم لوگوں کی نگاہ میں ان کی جو قدر و منزلت ہے اس کو تم کیا جانو۔ ہندوستان کے لوگوں کے حالات تو ہم سے پوشیدہ نہیں وہ اس لئے کہ یہیں کی پیدائش ہے اور یہی عمر بسر ہوئی ہے۔ ملک عرب کو بھی دیکھا ہے اس کی سیاحت بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات جیسے افغانستان، ایران میں رہنے والوں کے حالات وہاں کے معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کوئی ایسا بزرگ جو جادہ شریعت اور طریقت پر کتاب و سنت کی پیروی میں اس طرح استوار و مستقیم ہو اور طالبین کی رہنمائی میں اس کا پایہ اتنا بلند اور اس کی توجہ اتنی قوی ہو ہمارے اس دور میں ان ملکوں میں سے کسی ملک میں جن کا اوپر ہم نے تذکرہ کیا، پایا نہیں جا سکتا۔ دور ماضی اور بزرگان سلف میں بے شک ہو سکتا ہے بلکہ سچ پوچھئے تو ہر زمانہ میں ایسے بزرگ زیادہ تعداد میں پائے نہیں جاتے چہ جائیکہ ایسے زمانہ میں جو فتنوں اور فساد سے پُر ہے''

ان الفاظ میں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے نامور معاصر حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے متعلق شہادت دی ہوگی۔ جس وقت یہ الفاظ کہے گئے ہوں گے کتنے اہل علم اور واقفین حال کو تعجب ہوا ہوگا۔ کتنے ہی ابنائے زمانہ نے اس کو مبالغہ اور غلو پر محمول کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ معاصرت بہت بڑا حجاب ہے۔ اور جب ذوق اور طریق کار کا اختلاف بھی اس میں شامل ہو جائے اور وضع اور رواجی طریقوں کے حجابات بھی درمیان میں حائل ہوں تو پھر حجاب نہیں بلکہ ایک سنگین دیوار بیچ میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس

https://theimammehdi.com

شخصیت کے متعلق کتنے ہی خلوص وصداقت اور کتنے ہی احتیاط اور احساس وذمہ داری سے جو کچھ بھی کہا جائے اس کو مبالغہ یا خوش عقیدگی یا غلو پر ہی محمول کیا جاتا ہے۔

مجھے بھی اپنی بے قاعدہ زندگی اور تہی دامنی کا پورا پورا احساس ہے۔ لیکن تقدیر کی بات ہے کہ کم عمری میں ہی ورنگل جیسے ضلع سے نکل کر حیدرآباد وہندوستان کے مختلف مقامات کی سیاحت کرنے وہاں موجود ذی اثر لوگوں سے ملنے' احباب طریقت کے ساتھ رہنے اور ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ یہی نہیں بلکہ مما لک اسلامیہ اور عالم اسلامی سے واقفیت کے ایسے ذرائع ومواقع فراہم ہوئے جو ہم عمروں میں بہت کم اشخاص کو میسر آتے ہوں۔ قوم مہدویہ (جو کہ گروہوں میں بٹ چکی ہے) اور دنیائے اسلام (جو نہ صرف فرقوں میں بلکہ عرضی خطوں میں بٹ چکی ہے) کے دینی' علمی اور روحانی حلقوں کو بہت قریب سے دیکھنے اور برتنے کا موقع ملا۔ بڑی بڑی شخصیتوں سے اکثر تفصیلی طور پر تو کبھی مختصراً ہی صحیح ملنے کا ان کے خیالات کو اور ان کے طور وطریقہ کو سمجھنے کا موقع ملتا رہا۔ اسی واقفیت کی بناء پر یہ کہنے کی جراء ت کر رہا ہوں کہ ایمان بالغیب کی دعوت' دعوت کے شفقت انہماک اور تاثیر کی وسعت وقوت اس دور میں جناب محمد نورالدین عربیؔ مرحوم میں بہ درجہ اتم موجود پایا۔ بلکہ بہت کم کو ان کا ہمسر اور مقابل پایا سوائے والیانِ ولایت کے۔ مرحوم کی نادر روزگار شخصیت میں بہت ایسے کمالات پائے جن کا پایہ بہت بلند تھا ان کی ایمانی قوت' ان کا اعتماد وتوکل' ان کی ہمت اور جراءت۔ صحابہ اکرام کی زندگی سے ان کی گہری واقفیت ان کے حالات کا طریقہ اظہار۔ اتباع سنت کا اہتمام' فہم قرآن' واقعات انبیاء اور بزرگانِ دین سے عظیم نتائج کا استخراج' عام فہم انداز میں افہام وتفہیم کی قابلیت اور پھر اس کے علاوہ دعوت وتصنیف کے متضاد ومشاغل کو جمع کرنے کی قوت اور احباب میں ان کی غیر معمولی محبوبیت ومقبولیت یہ سب ان کی زندگی کے وہ پہلو ہیں اور نمایاں صفات ہیں جن کے تعلق سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔

جس کے لفظ بہ لفظ کی تصدیق وہ سب لوگ کریں گے جن کو جناب محمد نورالدین عربیؔ مرحوم کی

https://theimammehdi.com

خدمت میں چند دن رہنے کا موقع ملا ہو۔ یا کسی سفر میں رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہو۔ اور ایسے حضرات کی تعداد تو ہزاروں تک آسانی سے پہنچتی ہے۔ بحر حال یہ تمام حقیقتیں اپنی جگہ ضرور ہیں اس کے ماسوا اور بہت سے پہلوان کی زندگی کا موضوع ہیں۔ جن میں سے بعض کمالات اور امتیازات ایسے ہیں جن کے پیہم وشریک مل سکتے ہیں۔ اور بعض شخصیتیں ان سے فائق بھی ہوسکتی ہیں۔ مگر میں نے ان ہی حالات اور امتیازات کا انتخاب کیا ہے جن کا مجھے اس ماحول میں اور اس دور میں مد مقابل بہت ہی کم نظر آئے آیا (والغیب عند اللہ)

مرحوم عربؔی صاحب کی زندگی کو کئی عنوانات کے تحت لایا جاسکتا ہے تو پہلے عنوان کا تعلق یہ ہے کہ غیبی حقائق۔ اللہ کے وعدوں اور انبیاء علیہ السلام کی دی ہوئی اطلاعات پر ایمان لانے اور ان کے اعتماد ویقین پر اپنی زندگی کی کشتی کو چھوڑ دینے کی ایسی واشگاف طاقت' بے لاگ دعوت اور دعوت باعمل کا مظاہرہ کہیں اور نظر نہیں آیا ایمانی صفات واخلاق اور اطاعت وعبودیت کے سامنے وسائل وذخائر کی بے حقیقتی کو سمجھنے کا عملی نمونہ دنیا جہاں کے سامنے پیش کیا۔ اور دور مادیت میں اسباب نے ارباب کی شکل اختیار کرلی ہے۔ ایک سارے کا سارا عالم اور علمائے زمانے نے اپنی قسمت کو مادی اسباب اور ذاتی کوشش وقابلیت کے ساتھ وابستہ کرلیا ہے۔ کسی بھی دینی دعوت اور تحریک کو وہ قلندر صفت افراد نہیں مل رہے ہیں جن کا عشق ''آتش نمرود'' میں بے خطر کود کر عقل کو ''تماشائے لب بام'' کردے بلکہ تھوڑی سی ایثار وقربانی کی جنس میں بھی نایاب ہوگی۔ قربانی ایک ایندھن ہے جس کے بغیر کسی بھی تحریک کی گاڑی دو قدم بھی چل نہیں سکتی۔ اسلام نے قربانی میں جانی ہی نہیں بلکہ مالی واسباب کی قربانی کو اللہ کی راہ میں مقدم قرار دیا ہے۔ قرآن ایسی قربانی کو اختیار کرکے عمل خیر وعملِ صالح کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس قربانی کو مہدی علیہ السلام نے ولایت میں ''ترک دنیا'' کے نام سے فرائض میں شامل کیا ہے۔ تاکہ بندہ عمل صالح یعنی رویت باری تعالیٰ تک آسانی سے پہنچ جائے۔ ترک دنیا (جس میں ترک علائق' ترک اسباب' ترک مال'

ترک وطن) اب مہدویت میں ایسا شامل ہوگیا ہے کہ فقراء کو مساجد میں بھی جگہ نہیں ہے۔ اور صاحب دائرہ کو مکان میں داخل کردیا ہے۔ دائرے جہاں سے حصول فتوح کے بعد ''عشر'' نکالا جاتا تھا دوسرے دائروں میں اور حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کا تاکیدی عمل کیا جاتا تھا۔ اب ''عشر'' وصول کرنے وجمع کرنے کا کام دائروں کی کارکردگی میں شامل ہوگیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اسباب اور ارباب کی تکمیل تو مختلف انداز میں ہورہی ہے۔ مگر عمل صالح (دیدار خداوندی) کی خواہش عملی طور پر معدوم ہوتی جارہی ہے۔

عرآبیؔ صاحب نے ترک دنیا' ترک علائق' ترک اسباب ' ترک وطن اور عزلت از خلق اختیار کرکے دنیائے مہدویت کو بتلادیا کہ ترک دنیا کس کو کہتے ہیں۔ عزلت از خلق کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ مہدویہ طور وطریقہ پر چلنے والوں کے سامنے تجرباتی مشاہدہ قائم کی اور مشاہدہ کے طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ تا کہ اہل نظر' صاحب علم وعمل اور متلاشیان حق اس سے سبق لے کر انفرادی واجتماعی طور پر عمل کو استوار کریں۔ ورنہ مادی دنیا تو یہی کہے گی حالات سے تنگ آکر شہر سے' اولاد سے دور آخری وقت سکونت اختیار کرلی اور بڑی کسمپرسی میں آخری ایام گذار دیئے۔ ایمان بالغیب ہی کی طاقت رہی ہے جس سے معاشرہ کی اصلاح وانقلابی انداز میں دنیا کے حالات میں تبدیلی پر غور وفکر کا جذبہ مرحوم کی فطرت میں بیدار ہوا اور عملی طور پر خود آپنے آپ کو پیش کیا۔

آپ کا دوسرا امتیازی عنوان خاموش دعوت' شغف وانہماک' استغراق' خود فراموشی' والہیت اور واقع نگاری میں جذبات کی عکاسی ہے۔

ہر ایک کے ساتھ خوش دلی سے ملنا' خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا' سلام میں پہل کرنا' محفل میں حدود ومراتب کا خیال رکھنا' صاحب علم' صاحب حال اور صاحب مال سے رغبت رکھنا' پابندی صوم وصلوٰۃ نہ صرف ظاہری شریعت کا اظہار کرتی ہے بلکہ سماج میں انسانی قدروں کا معیار بلند کرتی ہے۔ اور ان باتوں کا بے دریغ اظہار سماج میں ماحول میں بلند

اخلاق وعادات کا حامل ہونے کا مظاہرہ کرتا ہے۔اور یہی نہیں قرآن اس کے علاوہ ایک ایسی تعلیم کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جس سے عقل کی گرہ کھل جاتی ہے سچائی جس کو اصل میں حق کہا جاتا ہے اس کا اظہار ہونا گویا غیر حق کا پردہ فاش ہونا ہے۔سچائی (حق) کیا ہے جب اس کی سمجھ اور پہچان کی طلب بڑھ جاتی ہے تو اس صلاحیت کے لئے خود رب کریم فرماتے ہیں جس کو ہم ہدایت دینا چاہتے ہیں وہی ہدایت پا جاتے ہیں۔جس کو ہم نہیں چاہتے وہ لاکھ کوشش کے بعد بھی ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔‘‘

یہ ہدایت‘ یہ سچائی کی پہچان اور حق کو حاصل کرنے کی سعی راست منجانب اللہ بندہ پر ظاہر ہوتی ہے۔وہ نبی‘ پیغمبر ماامور من اللہ یا خلیفۃ اللہ بن جاتے ہیں۔اور کبھی کبھی اللہ کے خاص بندوں پر القاء کی شکل میں تو کبھی خواب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔اور کبھی ’’اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ‘‘ کی شکل میں طالبان حق پر ظاہر ہوتی ہے۔تب جس بندے میں‘ میں نے اوپری سطروں میں امتیازی عنوان کا ذکر کیا ہے اس کی عکاسی کرنے لگتی ہے۔یہی حال عربی صاحب کا تھا اور یہ باتیں ان کی طرز زندگی کے آئینہ دار ہیں۔

’’سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ‘‘ کی شان یہی ہے کہ محترم باپ لڑکے کی تربیت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔اس لئے والد کا احترام‘ عزت‘ پاس ولحاظ کا ذکر قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ ملتا ہے۔دوسرا وہ جو قابل احترام ہوتا ہے بیوی کا باپ وہ اس لئے کہ اس کی تعلیم وتربیت کے جواب میں شادی کے بعد جو اولاد ہوتی ہے وہ ماں کے زیر اثر ہی تربیت پاتی ہے۔اس لئے بیوی کا باپ بھی قابل احترام ہے۔ان دو کے علاوہ ایک اور تیسری شخصیت بھی قابل احترام ہے وہ ہے استاذ‘ استاد چاہے کسی جہت کا کیوں نہ ہو قابل احترام اس لئے بھی ہے کہ اس کی تربیت انسانی عقل وشعور کے تاریک گوشوں کو منور کردیتی ہے۔جس انداز کا تعلیمی رجحان دیا جاتا ہے۔شاگرد ایسے ہی نکلتے ہیں۔استاد کی تعلیم پر پوری اترنے والی ہستیاں دنیائے عالم میں سکندر مقدونی‘ ارسطو‘ نیوٹن‘ فیثا غورث بن کرابھرے ہیں۔یہ تو دنیاوی ومادی سوچ وسمجھ اور افکار کے نتائج ہیں مگر اسلام جس تعلیم کی طرف بار بار

اشارہ دیتا ہے وہ حاصل ہو جائے تو پھر قدرت بے اختیار کہنے لگتی ہے یہ ’’صدیق‘‘ ہے۔ ’’اگر باب نبوت میرے بعد بند نہ ہوتا تو عمر فاروق نبی بن کر مبعوث ہوتے۔‘‘ شرم وحیا کے ساتھ ساتھ اللہ کی راہ خرچ کرنے میں فراخی کے ایسے نمونے برآمد ہوتے کہ جس کو دیکھ کر قدرت بھی حیاء کے پردہ میں آجاتی۔ اور عثمان غنیؓ کے نام یاد کئے جاتے۔ اور پھر قدرت یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی کہ اگر میں علم کا شہر ہوں تو علی شہر کا باب الداخلہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایسے حضرات کا گزر عرش کے پار ہو جاتا ہے۔ جس کے قدموں کی آہٹ سننے والے ہی سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان علم وعمل وفکر کے جواب میں ان سے قیامت کے دن کا حساب وکتاب کا دفتر اٹھا لیتا ہے۔ اور ان کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں وہ پورے ہو جاتے ہیں نہ صرف لقب بلکہ حال وقال وسیرت وصورت میں ’’ثانی‘‘ بن جاتے ہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہوں کہ ان کے ہاتھ میں دنیا رائی کے دانے کے برابر ہو جاتی ہے۔ عربی صاحب‘ حضرت باچھا میاںؒ اور خوزادے میاں جیسے صاحبان علم کی صحبت میں رہنے اور ابتدائی تعلیم اور پھر تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جو کہ اپل گوڑہ میں رہتے تھے‘ قابل ذکر ہیں۔ محمد خاں صاحب جن کا مدرسہ پامل پڑتی میں تھا وہاں بھی انہوں نے داخلہ لیا اور تعلیم حاصل کی۔ عربی صاحب کے ماموں سید رحیم صاحب مرحوم ومغفور جب اورنگ آباد میں تھے وہاں عربی صاحب نے تعلیم حاصل کر کے ۱۹۲۳ء میں مڈل کامیاب کیا پھر حیدرآباد اپنے والد کے پاس آگئے۔ ۱۹۲۴ء میں منشی کا امتحان کامیاب کیا اس کے بعد ایک سال تک اپل گوڑہ کے مدرسہ میں درس وتدریس کی خدمات انجام دی۔ اسی اثناء میں پیر طریقت مرشد قبلہ حضرت سید قطب الدین صاحب عرف خوب میاں صاحب پالن پوری سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کا سلسلہ یوں ہے کہ میرے والد سید میراں منشی اور عربی صاحب بچپن کے دوست تھے اور انتقال تک یہ دوست ہی رہے۔ اس زمانہ میں لوگ اپل گوڑہ سے حیدرآباد پیدل یا بیل گاڑی میں آیا جایا کرتے تھے۔ ایک بار میرے والد مرحوم حیدرآباد جا رہے تھے جاتے جاتے لال گڑھی حضرت بندگی میاں شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کی قدمبوسی کرنے ٹھیر گئے اتفاق سے

https://theimammehdi.com

وہاں جناب خوب میاں صاحب پالن پوری مرحوم بھی ٹھیرے ہوئے تھے۔آپ کی اور والد صاحب کی ملاقات چند گھنٹوں تک رہی۔اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ میاں قبلہ سے چند گھنٹوں کا وعدہ لے کر اپل گوڑہ آئے اور عربیؔ صاحب سے ملاقات کی اور کہا بھائی عربی تیرا مدعا پورا ہوگیا ایک ایسی ہستی سے تیری ملاقات کراؤں گا کہ بار بار تو ان سے ملنے کی خواہش کرے گا۔ اس کا ذکر عربی صاحب نے اپنی منظوم نظم تاریخ اپل گوڑہ ''کہکشاں'' میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

ملا پیرِ کامل سے جس دن یہاں | کہا دل میں ہے دوست میرا کہاں
وہ جس محفلِ عیش میں تھا شریک | کیا اس میں مجھ کو بھی لے جا شریک

(منظوم تاریخ اپل گوڑہ ''کہکشاں'' صفحہ نمبر ۳۱۵)

حضرت خوب میاں صاحبؒ پالن پوری سے ملاقات کا سلسلہ ایسا آگے بڑھا کہ عربیؔ صاحب نے ان سے بیعت کر لی آپ کی صحبت اختیار کی۔نقلیات کی کتابیں حضرت موصوف سے لے کر نقل کئے۔اور پھر خطیب اعظم مرشد و مولائی حضرت ابو العائذ سید احمد پاشاہ میاں صاحب منوری اعلی اللہ مقامہ کی خدمت میں رہ کر حصول علم و عمل کا موقع ملا۔اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی جس کے جواب میں حضرت قبلہ نے اس فقیر بے نوا کو نہ صرف خلیفہ منتخب کیا بلکہ افہام و تفہیم کے ساتھ ساتھ ارشادی کی اجازت بھی دے دی۔یہ وہ انگارہ تھا جو تعلیمات ولایت کی بھٹی میں پڑ کر پورے کا پورا سلگ چکا تھا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو مناسب ہے کہ یہ ستارہ آسمان ولایت پر چمکنے اور روشنی سے ایک عالم کو منور رکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ انگارہ جو اپنی آب و تاب سے دوسروں کو روشن رکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا ولایت کی چیرہ دستیوں کا نہ صرف شکار ہوگیا بلکہ حسبی، نسبی زنجیروں کی جکڑ میں پھنس گیا اور دستاری بھول بھلیوں میں ایسا کھو گیا کہ یہ انگارہ راکھ کی دبیز تہہ میں چھپ کر چنگاری کی شکل میں اہل عرفان کی نظر سے اوجھل ہوگیا۔

عربی صاحب کو بچپن ہی سے شاعری میں بھی دلچسپی تھی جس کی وجہ سے لڑکپن ہی

https://theimammehdi.com

سے طبیعت شاعری کی طرف راغب رہی۔ ان کے بچپن کا واقعہ میں نے ان ہی کی زبانی سنا ہے کہ ان کے ماموں سید رحیم صاحب کے ہاں ایک ہندولڑکا کام کرتا تھا اور وہ ان کے ساتھ رہنے لگا اور ان ہی کے زیر پرورش رہا۔ لڑکا بڑا ہو گیا اس پر میرے دادا سید حسین مرحوم جن کے ہاں ایک لڑکی رحمٰن صاحبہ نامی تھی جس کو انہوں نے اپنی بیٹی کی طرح پرورش کیا تھا اور ہم بھی ان کو رحمٰن پھوپو پکارتے تھے۔ بہرحال ان دونوں کی شادی مقرر ہوئی شادی کے موقع پر عرؔبی صاحب نے ایک سہرا لکھا جس کا ایک شعر مجھے یاد ہے۔

ترک مذہب کو کیا کلمہ توحید پڑھا　　　اور پھر باندھ لیا ہو کے مصدق سہرا

عرؔبی

عربی صاحب کا کہنا ہے کہ اس وقت میری عمر دس یا بارہ سال تھی۔ فی البدیہ اشعار کہنے میں ان کو بڑا ملکہ تھا۔ واقعہ بھی میں نے ان ہی کی زبانی سنا ہے۔ یہ حضرت ہر وقت سفر میں رہا کرتے۔ زیارتِ بزرگان دین اور مہدوی دائروں سے ایسا لگاؤ تھا کہ ہر وقت کہیں نہ کہیں جایا کرتے۔ جہاں بھی جاتے مسجد میں قیام کرتے۔ اگر کوئی بلواتا بمشکل اس کے گھر جاتے ورنہ مسجد ہی میں احباب سے ملاقاتیں ہوتیں۔ اہلیان محلّہ سے ملاقات اور بزرگان دین کی زیارت پر ہی زیادہ مصروفیت رکھتے۔ مسجد میں قیام کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اوقات صوم وصلوٰۃ اور ذکر کی پابندی رہے۔ بہرحال ایک وقت آپ کو کرنول جانا پڑا رات کا وقت تھا ایک مسجد میں ٹھیر گئے۔ جب مسجد میں داخل ہو رہے تھے وہاں ان کو ایک پوسٹر نظر آیا۔ ''کرنول کے ایک بڑے عالم وخطیب ابو مسلم کل مسجد میں بعد نماز عشاء اسلام اور چھوٹی چھوٹی تجارت پر وعظ فرمائیں گے اور عملی طور پر مسجد کے متصل جو ہوٹل ہے اس میں عصر اور مغرب کے درمیان کباب فروخت کریں گے'' عربی صاحب کے ساتھ ایک بیاگ ہر وقت رہتا تھا جس میں قلم، دوات ہر قسم کی لکھوائی کا سامان رہتا۔ لکھوائی ایسی کہ آج کل کمپیوٹر کو بھی مات کر دیتی ہے۔ آپ رات کے انتہائی وقت ذکر سے فارغ ہو کر نماز فجر سے قبل ہی مسجد

https://theimammehdi.com

سے نکل پڑے اور ایک پرچے پر موٹے موٹے اور خوش خطی الفاظ میں لکھ کر اس پوسٹر کے بازو میں ایک اور پوسٹر چسپاں کر دیا کہ۔

پہلے حضرت کباب بیچیں گے　　بعد اس کے شراب بیچیں گے
عالم دین دار ہیں مسلم　　دین کو بے حجاب بیچیں گے

عربیؔ

عربی صاحب کا حافظہ اور یادداشت کے ضمن میں ایک ہی واقعہ کافی ہے۔ وہ یہ کہ میں اور عربی صاحب حضرت پاشاہ میاں صاحب سے ملنے کے لئے بیگم بازار آئے ہوئے تھے۔ مسجد میں مرشد قبلہ اور چند احباب بڑی سوچ اور فکر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ اس زمانے کا واقعہ یہ ہے کہ مشیر آباد کی کوئی صاحبہ کہیں زیارت پر گئی ہوئی تھیں وہاں پر ان کا انتقال ہو گیا۔ اس پر حضرت ابوالعرفان سید خوند میر صاحب منوری سے مرحوم کے احباب نے اصرار کیا کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے اور آپ نے پڑھ دی۔ اس وقت یہی تبادلہ خیال ہو رہا تھا کہ پڑھنا ٹھیک تھا یا نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ضرور تھی مگر بعد میں اس کا عمل گروہ مہدویہ میں کہیں نہیں ملتا۔ اس پر عربی صاحب نے فوراً کہا میاں (مرشد قبلہ) ایسی بات نہیں بعد میں بھی ہمارے گروہ میں ایسی نماز پڑھی گئی ہے۔ آپ اپنی تشفی کے لئے خاتم سلیمانی صفحہ نمبر فلاں فلاں پر دیکھئے۔ پھر کیا ہوا! کہیں سے وہ کتاب ڈھونڈھ کر منگوائی گئی اور دیکھا گیا عربی صاحب کے بیان کے مطابق تحریر لکھی پائی تب مرشد قبلہ پاشاہ میاں صاحب نے سکون خاطر سے کہا عربیؔ تمہارا حافظہ اور یادداشت بڑی صحت بخش ہے۔ اور معاملہ تسکین کی حد تک پہنچ کر خاموش ہو گیا۔

والیان ولایت حصہ اول، دوم اور سوم بڑی جستجو اور جدوجہد سے ترتیب دیا گیا اس کا حال مولف کا دل ہی جانتا ہے کہ اس کے لئے ان کو کئی حضرات کو خطوط لکھنا پڑا۔ اشتہار دئے گئے اور فرداً فرداً احباب سے ملاقاتیں بھی کی اور تاریخی کتب کا مطالعہ کرنا پڑا۔ اس کوشش اور کاوش پر لکھنے بیٹھیں تو ایک دفتر قائم ہو جائے۔ بہر حال اس خوبی اور خصوصیت کی تصانیف

https://theimammehdi.com/

خودضامن ہیں۔مرحوم کی زندگی میں حصہ اول' دوم اور سوم کی طباعت کی خواہش پوری نہ ہوسکی مگران کے انتقال کے بعد میرے مرحوم بھائی سید حسین کاظمی اور مقصود علی خاں صاحب (ادارہ تنظیم مہدویہ) کے توسط سے طباعت کے اختتام تک لایا اور گروہ مہدویہ میں عام ہوئیں۔ حصہ اول تقریباً عنقا ہو گیا تھا۔الحمداللہ اس کو پھر سے چھپوانے کا کام شروع ہوا۔ اس پر یہ فقیر (میراں سید مشتاق حسین) حسب خواہش عربی صاحب

مگر آج بھی منشی بھائی کی روح ۔۔۔ ہے میرے لئے باعث صد فتوح
رہے اس کے فرزند اطاعت گزار ۔۔۔ دعا کے رہے میری امید وار
حسینؔ اور مشتاقؔ و جانیؔ میاں ۔۔۔ میری جان ودل کے ہیں جانی یہاں
میں کیا ان کے اوصافِ عالی کہوں ۔۔۔ بیاں ان کی نیکی کا میں کیا کروں
سوا ایک سے ایک یہ بھائی ہیں ۔۔۔ مزیّن با اخلاق آبائی ہیں

(کہکشاں ۳۸۷)

اسی کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر جناب مقصود علی خاں صاحب سے چھپوانے کی خواہش کی جس پر وہ راضی ہو گئے۔اوران سے میں نے یہ خواہش بھی کی کہ یہ چھوٹا تعارفی مضمون عربی صاحب کے تعلق سے اس نئے ایڈیشن میں آجائے تو اچھا رہے گا۔اس پر بھی وہ راضی ہو گئے اس کے ساتھ ہی اس مضمون کو ختم کر رہا ہوں اس کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔انشاء اللہ تفصیل بعد میں آئے گی۔

(عربی صاحب کی کہانی کچھ ان کی اور کچھ میری زبانی) جاری ہے۔

فقیر میراں سید مشتاق حسین کاظمی

اہل مصدق آباد (اپل گوڑہ)

۲۸/جنوری ۲۰۱۰ء

سیل نمبر 9399964459

https://theimammehdi.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والیان ولایت

تمہید

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین

حضرت رسول خدا ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے جانشین قرار پائے۔ اور یہ خلافت جس کو حضرت رسول خدا ﷺ نے خلافت راشدہ کا نام دیا ہے' تیس سال قائم رہی۔ حضرت علیؓ جب خلیفہ ہوے تو مخالفتیں شروع ہوئیں۔ آپ کا زمانہ بہت انتشار میں گزرا آپ اطمینان سے خلافت نہ کرسکے آپ کے بعد حضرت امام حسینؓ نے خلافت کا حق حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کردیا۔ اور حضرت امیر معاویہؓ خلیفہ بن گئے اس کے بعد خلافت حکومت وسلطنت میں بدل کر بجائے خلفاء کے بادشاہ اور سلاطین اہل اسلام کے امیر مقرر ہوئے۔ یہ خلافت بنوامیہ کے بعد بنو عباس میں قائم ہوئی۔ اس کے بعد عثمانی ترکوں میں منتقل ہوگئی اور شاہان روم خلیفہ اسلام کہلاتے رہے لیکن مصطفیٰ کمال پاشاہ نے اس خلافت کوتوڑدیا اور جمہوریت قائم کی۔

یہ خلافت جس کا ذکر ہوا ظاہر سے متعلق تھی۔ احکام شرع کی اجرائی اور حدود شریعت کا قیام خلفاء کا فرض تھا چونکہ حضرت علیؓ خلافت ظاہری کی طرف زیادہ متوجہ نہیں تھے اس لئے آپ سے ایک دوسرا سلسلہ شروع ہوا اور لوگ ظاہر سے باطن کی طرف متوجہ ہوکر راہ سلوک پر چلنے کے مشتاق ہوئے جس کی پیری مریدی کے سلسلے کا آغاز ہوا لیکن یہ سلسلہ ایک نہیں رہا کئی بزرگوں سے یہ سلسلے چلے جن میں چار سلسلے قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ مشہور ہیں۔ اس سلسلے کے مشائخین اپنے مریدوں کوریاضتوں اور عبادتوں میں لگاکران کو عجیب وغریب قسم کی سختیاں جھیلنے کی تعلیم دیتے اور خدا کی طرف لے جاتے تھے۔ دسویں

https://theimammehdi.com/

صدی ہجری میں رسم وعادت وبدعت کا زور ہوگیا تو حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت عمل میں آئی ۔ چونکہ آپ خدائے تعالیٰ کے خلیفہ معصوم عن الخطا ہیں اس لئے مکمل طور پر سلوک (خدا کا راستہ طئے کرنا) مہدویت کی طرف منتقل ہوگیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خلافت باطنی قائم کی تاکہ لوگ فیض ولایت سے مستفید ہوکر اپنے مقصد کو حاصل کرتے رہیں۔ اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ ان سے دین قائم ہوگا جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ہوا۔ لیکن اس خلافت کا تعلق ظاہر سے نہیں تھا۔ اور یہاں اس کا تعلق معناً ہوگا۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام کے بعد بھی خلافت قائم رہے گی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوئی۔ لیکن اس خلافت کا تعلق (نبوت میں) ظاہر سے تھا۔ یعنی حکومت ظاہری وسلطنت سے تھا اور یہاں خلافت کا تعلق باطن سے ہے یعنی حکومت نہ رہے گی رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد آپ کے جانشینوں میں جو سلسلہ فیض قائم ہوا وہ قیامت تک رہے گا اس سلسلے کے تمام مشائخین بجا طور پر ''والیان ولایت'' کہلانے کے مستحق ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محمد خاتم النبیؑ کے بعد کسی کو نبی کہنا اور سید محمد مہدی خاتم الولی کے بعد کسی کو ولی کہنا جائز نہیں۔ لیکن مراتب انبیاء واولیاء کے بندہ کی گروہ میں قیامت تک قائم رہیں گے۔'' ہر زمانے میں قطب وقت کی موجودگی ایک مانی ہوئی حقیقت ہے'' اس لئے اس کمترین نے خاتم سلیمانی' اخبار الاسرار' پنج فضائل' تذکرۃ الصالحین' تذکرۃ المرشدین اور دیگر قومی کتب سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جانشینوں کے حالات قلمبند کرکے اس کا نام والیانِ ولایت رکھا ہے جو حالات مجھے ملے اور مجھے معلوم تھے میں نے اس میں پیش کیا ہوں اگر بعض خاندانوں کے حالات اس میں نہ پائے جائیں تو سمجھئے کہ ان خاندانوں نے اپنے حالات اور شجرے مجھے نہیں دیئے حالانکہ میں نے اعلان چھپوا کر تقسیم بھی کردیا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

فقط

محمد نورالدین عربی

https://theimammehdi.com/

پہلا باب

حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صاحب خاتم سلیمانی لکھتے ہیں کہ ہر پیغمبر کی ذات میں ولایت موجود تھی کہ ان ہر دو سے پوری طرح فیض عوام کو پہنچے چونکہ رسول مختار سید الابرار سرور انبیاء برہان الامین خاتم الرسل کہ جن کی شان میں **لولاک لا خلقت الا فلاک** ہے آپ کو جو نبوت اور ولایت عطا ہوئی تھی وہ تمام نبوتوں اور ولایتوں سے افضل واکمل تھی۔ حضرت سرور کائنات مظہر المعجزات پر نزول وحی اور غزوات جنگ اور نزول قرآنی وغیرہ کے معجزے ظاہر ہوئے۔ امت مرحومہ نے اس سے فیض لیا۔ لیکن خلق اللہ کو فیض باطن پہنچانے کے لئے آپ کی ولایت کے لئے بھی ایک مظہر چاہئے۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ نے اپنی ولایت کو اپنی نبوت سے فاضل تر رکھا ہے۔ دیدار خدا بچشم سر اور توکل وتسلیمؑ قرآن کا بیان کرنا لوگوں کو تلقین اور اسباب دنیا سے دوری اختیار کرنا جو کہ ولایت مصطفیٰ سے مخصوص احکام ہیں۔ جمہور کے اتفاق سے اس کا اظہار خاتم الاولیاء مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق ہے جیسا کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں ولایت اور نبوت دونوں مصطفیٰ کی صفات ہیں نبوت آپ کا ظاہر اور ولایت باطن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ولایت کی بہت تعریف کی ہے اور فرمایا **الولایۃ افضل من النبوۃ** پس نبوت نبی کو عطا کی گئی ہے اور ولایت مہدیؑ کو پس مہدیؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کے مانند ہے۔ اور وہ صورت وسیرت میں نبی کے مانند ہے اس کے بعد یہ عبارت ہے۔ (پس مہدی کی ذات محمد نبی کی ذات کے مانند ہے اور اس کا گروہ نبی کے گروہ کا مانند ہے اور اس کا علم نبی کے علم کے مانند ہے۔ اور اس کا صبر نبی کے صبر کے مانند ہے اور اس کا توکل نبی کے توکل کے مانند ہے۔ اور وہ صورت وسیرت میں نبی کے مانند ہے۔) شارق الانور کی شرح بعض بڑی کتابوں سے ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر صدی کے شروع میں مہدی خروج کریں گے ان میں نو (۹) مہدی لغوی ہیں اور دسواں مہدی موعود ہے۔ شارحوں

https://theimammehdi.com

نے کہا ہے کہ نولغوی مہدی یہ ہیں (۱) حسن بصریؒ (۲) جنید بغدادیؒ (۳) خواجہ عثمان مغربی (۴) ابوالحسن نوری (۵) عبداللہ خفیف (۶) شیخ عیسیٰ (۷) سید عبدالقادر جیلانیؒ (۸) شیخ محمد مغربی (۹) سید محمد حسینی گیسودرازؒ۔ دسویں امیر سید محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

صحیح مسلم کی شرح نووی میں ہے مہدی کا ظہور دسویں صدی ہجری میں ہوگا۔ تاریخ طبری میں ہے۔ مہدی ۹۰۵ھ میں ظاہر ہوں گے۔

مہدی کے مقام پیدائش میں اختلاف ہے۔ لیکن جہاں اس کی پیدائش ہوگی وہی صحیح سمجھی جائے گی۔ مہدی کے ظہور کے دس مقام بیان کئے گئے ہیں۔ مکہ، مدینہ، خراسان، ہند، بیت المقدس، ماوراء النہر اور امامیہ غار میں چھپے ہوئے مہدی کے قائل ہیں۔ عقد الدار میں ہے وہ مشرق سے ظہور کرے گا اور شعب الایمان میں بیہقی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی کا خروج خراسان یا مشرق سے ہوگا، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی ولد الحسین مشرق سے خروج کرے گا۔ حافظ ابن عبداللہ نعیم اور حافظ ابوالقاسم طبرانی اپنے مجموعے میں لکھتے ہیں کہ مہدی کی ولادت ہندوستان میں ہوگی۔ عقد الدرر میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ولد الحسین خروج کرے گا کابل یا ہند سے پھر مکہ معظمہ آئے گا۔ فتوحات مکیہ میں ہے۔

الا ان ختم الاولیاء شہید عین امام العارفین فقید
ھو السید المھدی من آل احمد ھو الصارم الھندی عین یبید
ھو الشمس تجلو لکل غیم الظلمات ھو این الوسمی عین یجید

ولادت: حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ملک مشرق ہندوستان کے پورب میں بلدہ پر نور جونپور میں ۱۴/ جمادی الاول ۸۴۷ھ پیر کے دن ہوا۔ اس وقت وہاں کا تاجدار سلطان ابراہیم (حسین شرقی) کا باپ تھا۔ اور حضرت خاتم الولایت کا شجرہ رفیعہ (**رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی**) سے مبشر ہیں بارہ واسطوں سے امام موسیٰ کاظمؒ کو پہنچتا ہے۔

https://theimammehdi.com/

حضرت میراں سید محمد مہدی موعود بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن امیر سید جلال الدین بن امیر سید نعمت اللہ بن امیر سید اسماعیل بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین ابن امیر المومنین ابوعبداللہ الحسین بن امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ خدائے تعالیٰ نے میاں سید عثمان کو دو بیٹے دیئے تھے ایک امیر سید جلال الدین دوسرے امیر سید عبداللہ جن کا خطاب سید خان تھا۔ اور میاں سید جلال الدین کو تین بیٹے ہوئے۔ سید سلامؒ سید کریم اور سید عبدالغنی اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ بی بی راستی اور بی بی الہدیتیؓ اور امیر سید عبداللہ کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں سید احمد دوسرے میراں سید محمد مہدی موعودؑ بی بی راستی میاں سید احمد کے عقد میں آئیں اور بی بی الہدیتیؓ کو میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی اہلیہ ہونے کا شرف ملا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے آبائے کرام سادات صحیح النسب مناصب جلیلہ پر فائز اور صاحب ارشاد مشائخ اور سنت پاک کے مقتدی تھے اور طریقہ چشتیہ اور مذہب حنفیہ پر تھے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے بھائی کا نام قوام الملک اور بقول قیام الملک تھا۔ اور بی بی کے والد کا نام موالید میں نہیں پایا گیا۔ لیکن بعضوں سے سمع ہے کہ بی بی کے والد کا نام سید عبداللہ ہے۔ حضرت کی والدہ نہایت صالحہ اور تہجد گزار تھیں۔ ایک دن انہوں نے معاملہ دیکھا کہ چاند آسمان سے نازل ہوا اور بی بی کے گریبان میں چھپ گیا۔ بی بی جذبہ الٰہی میں مستغرق ہوگئیں اور بے ہوش ہوگئیں۔ آپ کے بھائی بہن کے پاس آئے اور دیکھ کر کہا کہ کوئی رنج کی بات نہیں ہے یہ جذبہ حق ہے۔ جب بی بی کو ہوش آیا حال پوچھا انہوں نے واقعہ بیان کیا بھائی نے بہن کے قدمبوس ہوکر کہا کہ تمہارے پیٹ سے خاتم الولایت محمدیؐ کا ظہور ہوگا۔ مدت حمل کے چار ماہ گزرنے کے بعد پیٹ سے آواز آنے لگی ''مہدی موعود حق ہے'' نو مہینے کے بعد فرزند ارجمند ہوا اور آفتاب دارین طلوع ہوا اور تمام شہر بازار وکوچے بلکہ تمام عالم نورانی ہوگیا اور شہر جونپور کے بت سرنگوں ہوکر زمین پر گر پڑے اور ہاتف سے آواز آئی قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان

ذھو قا آپ کی تاریخ ولادت شمس ولایت (۸۴۷ھ) ہے جب اس الہام سے اور بتوں کے سرنگو ہونے کی کیفیت مخدوم شیخ دانیال نے سنی تو فرمایا کوئی ذات پیمبر صفات اس شہر میں پیدا ہوئی۔ جب حضرت پیدا ہوئے خون وغیرہ کثافتوں سے پاک تھے۔اور شرم گاہ کوڈھانپے ہوئے تھے۔کپڑا پہنانے کے بعد ہاتھ اٹھائے۔ جب روتے سننے والوں کو جذبہ پیدا ہوتا۔حضرت سید عبداللہ نے آپ کی تمام خصوصیات مخدوم شیخ دانیال سے بیان کیں۔شیخ نے پوچھا نام کیا رکھا ہے کہا میں نے آج رات حضرت رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں میں نے اس نومولود کو اپنے نام سے موسوم کیا۔اس بشارت کی وجہ سید محمد نام رکھا ہے۔آپ کے شمائل اور حلیہ کے متعلق دریافت کیا فرمایا سرور عالم ﷺ کا مشابہ ہے۔ایک مدت کے بعد حضرت سید عبداللہ سے شیخ نے آپ کی کنیت دریافت کی کہا اپنے دادا کے نام پر ابوالقاسم رکھا ہوں۔آنحضرتؑ کا بول وغائط نظر نہیں آتا تھا۔آپ کی پشت اطہر پر مہر ولایت تھی۔شیخ نے یقین سے جان لیا کہ البتہ وقت (مہدی موعود کا) آ پہنچا ہے۔یہی ذات پیغمبر صفات مہدی موعود کی ہے۔ جب حضرت نے بات کرنی شروع کی کہا ''مہدی موعود آیا'' اور کبھی کبھی یہی جملہ دہراتے۔مخدوم شیخ دانیال بہت ہی آرزو مندی سے سید احمد کے ذریعہ آپ کو مدرسہ میں طلب کرکے آپ کی تعظیم کرتے اور مدارات سے پیش آتے۔سید احمد نے اس کی وجہ پوچھی کہا اس کا درجہ گرامی بعد میں ظاہر ہوگا۔ایک روز شیخ کی مجلس میں ایک شخص آیا۔شیخ نے سید احمد سے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا میں نہیں جانتا۔ان کو کبھی نہیں دیکھا یہی بات حضرت سے بھی پوچھی کہ کون شخص ہے۔حضرت نے فرمایا کہ خواجہ خضرؑ ہیں۔شیخ نے سید احمد سے کہا کہ تمہارے بھائی کی تعظیم کا سبب یہ ہے جو ایسا عالی مرتبہ اور فراست رکھتا ہے۔

جب آن سرور علیہ السلام کی عمر چار سال کی ہوگئی سید عبداللہ نے حضرت کے مکتب کے لئے بڑی ضیافت کی اور اکابرین شہر کو مدعو کیا۔شیخ نے حضرت کو بسم اللہ پڑھائی۔خواجہ خضر بھی پہنچ گئے اور آمین کہی۔اس کے بعد سید احمد حضرت کو مدرسہ لانے لگے یہاں تک کہ آپ کی عمر سات سال کی ہوگئی۔کلام اللہ حفظ کرلیا۔اس کے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کی۔حضرت مہدی علیہ السلام

https://theimammehdi.com/

فرماتے ہیں کہ مجھ کو تولد کے بعد فرمان خدا کا ہوا اے سید محمد دعویٰ مہدیت کر لیکن بندہ نے ہضم کیا اور عرض کیا اے پروردگار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں دعویٰ کیا بہت سی خلق فتنہ میں پڑ گئی۔ مبادا امت محمدؐ فتنہ میں پڑ جائے۔ مخدوم شیخ دانیال جب کسی نسخہ کا ایک جز (کسی کتاب) کی تعلیم دیتے حضرت مہدی علیہ السلام اس پوری کتاب کی ماہیت سوال وجواب کے ساتھ ادا کر دیتے۔ جس سے شیخ کی اکثر مشکلیں حل ہو جاتیں۔ اور اکثر شبہات یقین سے بدل جاتے۔ جب عمر شریف ۱۲ سال کی ہوئی علماء وفضلاء نے آپ کے علم اور قوت فہم پر متفق ہو کر ''اسد العلماء'' کا خطاب دیا۔

ایک دن حضرت خواجہ خضر علیہ السلام حضرت رسول مقبول ﷺ کی امانت سپرد کرنے آپ کو مسجد کھوکھری کے کنارے لے گئے جو صحرا میں ہے۔ حضرت شیخ دانیال بھی ہمراہ تھے۔ شیخ کے بالمواجہہ خضر علیہ السلام نے رسول کریم ﷺ کی امانت جو ذکر خفی ہے آپ کے حوالے کی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے پہلے خواجہ خضرؑ کو پھر شیخ دانیال کو تلقین کیا' ذکر خفی کے ساتھ امانت میں احکام ولایت بھی آپ کے حوالے کئے گئے وہ یہ ہیں۔ پہلے آپ پر ایمان لانا' دوسرے ترک دنیا' تیسرے طلب خدا' چوتھے عزلت خلق' پانچویں ذکر دوام' چھٹے توکل تام' ساتویں صحبت صادقاں' آٹھویں منکر مہدی کو کافر جاننا' نویں ہجرت از وطن' دسویں ایک پہر نوبت جاگنا' گیارہویں سویت' بارہویں اجماع

مخدوم شیخ دانیال حضرت مہدی علیہ السلام کو سید الاولیاء کہتے تھے اور اکثر علماء کا اقرار اسی پر ہے کہ خاتم الاولیاء اور مہدی موعود آپ ہی ہیں۔

جب آپ کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی بی بی الہدیتیؓ سے آپ کا کار خیر ہوا اور بیس سال کی عمر میں آپ کو دختر بی بی بڈھن پیدا ہوئیں۔ اور ۲۲ سال کی عمر میں خلف ارشد میراں سید محمود پیدا ہوئے۔

جونپور کا بادشاہ سلطان حسین شرقی آپ کا بہت معتقد تھا لکھنوتی میں گوڑ کے ہندوؤں کا راجہ دلپت نام تھا وہ اسلام کا دشمن تھا اس کی فوج ہر سال سلطان سے خراج وصول کرتی تھی۔ ایک

https://theimammehdi.com/

دن حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مطیع اسلام ہونا جائز ہے مطیع کفر ہونا جائز نہیں ہے۔ سلطان حضرت مہدی علیہ السلام سے مدد کا طالب ہوا۔ حضرت رسول خدا ﷺ کی روح مبارک سے حضرت مہدی علیہ السلام کو گوڑ کی فتح اور دلپت کے مارے جانے کی بشارت ملی۔ آپ نے سلطان سے فرمایا فتح ہماری ہے پس گوڑ پر لشکر کشی کی گئی سخت جنگ واقع ہوئی کافر دلپت حضرت مہدی علیہ السلام کی تلوار سے مارا گیا اس کے دو ٹکڑے ہو کر اس کا دل باہر نکل پڑا۔ حضرت نے دیکھا اس کے دل پر اس بت کی تصویر منقش ہے جس کی وہ پوجا کرتا تھا حضرت نے دیکھ کر فرمایا جب کفر و شرک کا یہ اثر ہے تو توحید اور ذکر کا اثر کتنا نہ ہوگا۔ خدا کا آپ کو فرمان پہنچا کہ اے سید محمد ہم نے تجھ کو دنیاوی کروفر کے لئے نہیں پیدا کیا ہے بلکہ اپنی ذات کے لئے پیدا کیا ہے۔ **اصطفتک لنفس** کشش ایزدی اور تجلیات الوہیت کی وجہ آپ اس دنیا سے بے خبر جذب کی حالت میں زمین پر گر پڑے۔ سلطان کو معلوم ہونے پر دوڑتا ہوا آیا اور آپ کو سنگھاسن پر بٹھا کر آپ کے مقام پر پہنچایا۔ انوار حق آپ پر اتنے محیط تھے کہ آپ بے ہوش ہو گئے یہ حال بارہ برس تک رہا۔ سات سال تک تو آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں نماز کے وقت آپ کو ہوش آ جاتا آپ نماز پڑھ لیتے یک سر مو آپ سے خلاف شرع فعل نہیں ہوا۔

ایک دن بی بی الہدیتیؓ سے آپ نے فرمایا کہ الوہیت کی تجلی ایسی پے در پے ہو رہی ہے کہ اگر اس سمندر کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیدیا جائے تو اس کو تمام عمر کسی سے کوئی آگاہی نہ رہے۔ سات سال گزرنے کے بعد آپ اس دنیا سے کچھ آگاہی رکھتے تھے اس عرصہ میں کبھی کبھی کچھ غذا آپ نے تناول فرمالی ہے۔

حضرت شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا "دانا پور میں جذبہ ہوا پہلی مرتبہ ذات کی تجلی ہوئی اور فرمان ہوا کہ اے سید محمد تجھ کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے اور مراد اللہ معنی اس کے عطا کئے ہیں۔ اور ایمان کے خزانوں کی کنجیاں تیرے ہاتھ میں دیدی ہیں اور تجھ کو دین محمد پر حاکم بنایا ہے تیرا انکار ہمارا انکار اور ہمارا انکار تیرا انکار ہے"

ایک دن سلطان حسین شرقی نے وظیفہ کا وثیقہ قاضی کے ہاتھ سے حضرت کی خدمت میں بھیجا آپ نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سلطان نے حضرت کی ظاہری خبر گیری سے مایوس ہو کر یہ رباعی پڑھی۔

آں کس که ترا یافت جاں راچه کند   فرزند وعیال وخانماں راچه کند

دیوانه کنی ہر دو جہاں رابخشی   دیوانه تو ہر دو جہاں راچه کند

جب حضرت مہدی علیہ السلام کا بارہ سالہ جذبہ فرد ہو گیا آپ کو خدا کا حکم ہوا کہ اے سید محمد ہمارے لئے ہجرت کر اور لوگوں کو ہماری طرف بلا اس وقت حضرت کی عمر چالیس سال کی تھی آپ نے پہلے شہر جونپور میں دعوت حق کی اور جمادی الثانی ۸۸۷ھ میں ترک وطن کر کے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی آپ کی ہجرت کا حال سن کر سلطان حسین شرقی حاضر ہوا اور خود بھی چلنے کی خواہش ظاہر کی حضرت نے فرمایا۔

الٰہی دل بجائے بسته گردد   کزاں دلبستگی جاں دسته گردد

مبادا دل بجائے بسته گردد   کزاں دلبستگی جاں خسته گردد

پھر سلطان نے فرمایا تم ساتھ ہو جاؤ گے تو کفار دار السلام پر غلبہ کریں گے۔ اس کو ٹھیرنے کی اجازت دی اور ایمان کی بشارت دی۔

ہجرت۔ پہلا مقام دانا پور: پہلا مقام حضرت کا دانا پور میں ہوا جو شہر جونپور کے قریب ہے۔ یہاں بی بی الہدیتؓ نے معاملہ دیکھا کہ ان کو خدا کا حکم ہوا کہ ہم نے تیرے شوہر کو مہدی موعود کیا ہے تو تصدیق کر بی بی نے آپ کی قدمبوسی کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہی اور تصدیق کر کے عرض کیا کہ حضرت کی ذات پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا اعتقاد رکھتی ہوں۔ یہ مذکور میراں سید محمود (فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) نے خیمہ کے باہر سے سنا اور تصدیق کر لی''

شاہ دلاورؓ راجہ دلپت کے بھانجے تھے جنگ میں ہاتھ آئے تھے سلطان نے ان کو اپنی بہن کے حوالے کر دیا تھا سلطان کی بہن سلیمہ خاتون نے دیکھا کہ ہر وقت ان پر جذب کی کیفیت طاری رہتی

https://theimammehdi.com/

ہے ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا سلیمہ خاتون نے ان کا نام دلاور رکھا تھا۔ جب سرکاری چوبداران کو لے کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے حضرت نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا'' یہ دلاور نہیں شاہ دلاور ہے'' پھر حضرت نے ان کو ذکر کا دم دیا یہ مستغرق بہ حق ہوگئے۔ دانا پور سے حضرت مہدی علیہ السلام ہجرت کر کے اس کے آگے ایک جنگل میں ٹھیرے۔ وہاں قریب کے ایک گاؤں میں میاں بھیکؓ نے مردہ کو زندہ کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے تین دن کا روزہ رکھ کر خدا سے دعا کی کہ خدا آپ کی قوم کو کرامت کی بلا سے بچائے۔ امام علیہ السلام نے میاں بھیکؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قائم مقام فرمایا۔ دانا پور سے ہجرت کے وقت حضرت شاہ دلاورؓ حالت سکر میں مشغول ہو جانے سے حضرت نے ان کو وہیں میاں دراج کی مسجد میں چھوڑا اور میاں دراج کو ان کی نگرانی کی تاکید کر دی اور خود روانہ ہوگئے۔

کالپی: یہاں سے آپ کالپی آئے۔ یہاں کے راجا کی لڑکی کو دیوانگی کا عارضہ لاحق تھا وہ حضرت کے پسخوردے سے اچھی ہوگئی راجا نے یہ خیال کر کے اس نے مسلمان کا جھوٹا (پسخوردہ) کھایا ہے اس کو حضرت کے حوالے کر دیا۔ حضرت نے اس کا نام بی بی بھیکا رکھا اور بی بی الہدیتیؓ کو دے دیا۔ بی بی الہدیتیؓ نے نہایت اصرار سے اس کا نکاح حضرت مہدی علیہ السلام سے کرا دیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد بی بی بھیکا کا انتقال ہوگیا۔

چندیری: کالپی سے حضرت مہدی علیہ السلام چندیری آئے بہت سے لوگ ولایت کے فیض سے مستفید ہوئے۔ چندیری میں اٹھارہ مشائخین رہتے تھے لوگوں کا رجوع حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر وہ آپ کے دشمن ہوگئے اور آپ کو نکل جانے کے لئے کہا۔ حضرت وہاں سے نکل گئے مگر اسی رات وہاں کے مشائخین میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ امیروں نے مشائخین کے گھروں کو آگ لگا دی اور ان کی عورتوں کو بے عزت کیا۔

مانڈو: چندیری سے آپ مانڈو آئے۔ یہاں کا بادشاہ سلطان غیاث الدین خلجی تھا اس کے بیٹے نصیر الدین نے اس کو قید کر کے خود بادشاہت پر قبضہ کر لیا تھا۔ غیاث الدین نے آپ کے حالات

سن کر آپ سے درخواست کی کہ اپنے دو اصحاب کو بھیجیں تا کہ ان کے ذریعہ آپ کے احوال کی تحقیق کی جائے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں ابوبکرؓ اور میاں سید سلام اللہؓ کو اس کے پاس بھیجا۔ سلطان نے ان سے حضرت کے حالات دریافت کئے اور شرف تصدیق سے مشرف ہوا اور کثیر التعداد مال آپ کی خدمت میں بھیجا جس میں (٦٠) قنطار سونے اور چاندی کے سکوں کے تھے (ایک قنطار بیل کے ایک چمڑے کا ہوتا ہے جس میں وہ روپیہ بھر کر رکھا جاتا ہے) حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ سب مال جو لوگ اس مال کے ساتھ آئے تھے ان میں لٹا دیا۔ آخر میں ایک تسبیح رہ گئی تھی جس کی قیمت ایک کروڑ محمودی کی تھی۔ آخر میں ایک دف نواز آیا آپ نے یہ تسبیح اس کی طرف پھینک دی۔ میاں سید سلام اللہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ تسبیح بہت قیمتی تھی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قل متاع الدنیا قلیل** (دنیا کی متاع تھوڑی ہے) سلطان غیاث الدین نے میاں سید سلام اللہ اور میاں ابوبکر کے ذریعہ یہ معروضہ بھی خدمت والا میں کیا تھا کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور موت مظلومیت پر ہو اور شہادت پر زندگی ختم ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا تینوں (باتیں) قبول۔ چنانچہ بادشاہ بحالت قید مظلوم جیا جب اس کے بیٹے نصیر الدین نے دیکھا کہ اس کی زندگی میں آزادی سے حکومت نہیں کر سکتا اس لئے اس کو مار ڈالا پس وہ شہید ہوا اور با ایمان گیا۔ مانڈو ہی میں دوسری ربیع الاول کو حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت رسول کریم ﷺ کا عرس مبارک کر کے لوگوں کو دعوت دی جب کھانا پک رہا تھا حضرت مہدی موعودؑ نے پخت کا انتظام حضرت میراں سید محمود کے حوالے کر کے قیلولہ کرنے چلے گئے۔ میراں سید محمودؓ میاں سید اجمل (فرزند مہدی علیہ السلام) کو جن کی عمر دیڑھ سال بقولے چھ ماہ کی تھی، گود میں لے کر دیگ کے پاس کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک سید اجمل چولہے کے آگ میں گر کر شہید ہو گئے۔ جس کا میراں سید محمود کو بہت ہی رنج ہوا اور رونے لگے یہ سن کر حضرت مہدی علیہ السلام حجرہ سے باہر آئے اور حضرت میراں سید محمود کو تسلی دی اور فرمایا اگر یہ اجمل زندہ رہتے تو تمہارے مقام کے ہوتے۔ جس قبرستان میں میاں سید اجمل کو دفن کیا گیا وہ پورا قبرستان حکم ایزدی

سے بخش دیا گیا اور تمام مقرب بندے مغفور ہو گئے ۔ کہتے ہیں تین سو حافظ قرآن اس قبرستان میں دفن تھے جن پر عذاب ہو رہا تھا وہ بھی بخش دئے گئے ۔

چاپانیر: کچھ مدت کے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام مانڈو سے نکل کر چاپانیر آئے جو گجرات کا دارالسلطنت تھا۔ اس وقت سلطان محمود بیگڑہ یہاں کا بادشاہ تھا آپ شہر سے مشرق کی طرف جامع مسجد میں ٹھیرے ۔ یہاں ہزار ہا آدمی آپ کا بیان سننے آتے یہاں تک مسجد پوری بھر جاتی صحن مسجد میں لوگ بھر جاتے پھر دیواروں پر چڑھ جاتے اور آپ کا بیان سنتے ۔ آپ کا بیان سن کر اکثر لوگ مست و مدہوش ہو جاتے اور بہت سے لوگوں نے ترک دنیا کر کے آپ کی صحبت اختیار کر لی۔ حضرت کی یہ کیفیت اور آپ کے بیان کا تاثر بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اس نے تحقیق کے لئے اپنے دو معتمد امیر اور دو علماء کو آپ کے پاس بھیجا۔ ان دو امراء میں ایک سلیم خاں تھے اور ایک فرہادالملک یہ دونوں آپ کے مرید ہو گئے ۔ پھر یہ علماء اور یہ دونوں امیر واپس جا کر بادشاہ سے حضرت کے حالات بیان کئے ۔ بادشاہ نے آپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن علماء نے کہا کہ اگر آپ جائیں گے تو وہ آپ کی تعظیم نہیں کریں گے ۔ اسی شہر کے مشرق میں ایک قاضی ''قاضی محمود'' نام کا رہتا تھا لیکن وہ حضرت کی خدمت میں نہیں آیا اس کا کلام حضرت کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضرت نے کلام سن کر فرمایا '' کلام مقبول ہے اس کی ذات مردود ہے''

اسی مقام پر حضرت شاہ نظامؓ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے ۔ یہ شہر جائیس کے بادشاہ تھے خدا کی طلب میں سلطنت چھوڑی اور مرشد کامل کی تلاش میں نکل کر بہت سے مقامات پھرے ۔ مکہ جا کر حج کیا پھر واپسی میں گجرات آ کر چاپانیر میں سلیم خاں کی بنائی ہوئی ایک مینار کی مسجد میں جو شہر سے مغرب کی جانب ہے' ٹھیرے ہوئے تھے ۔ سلیم خاں جب حضرت مہدی علیہ السلام کے مرید ہو گئے تو آ کر آپ کو کہا تم جیسا پیر چاہتے ہو ویسے ہی پیر جامع مسجد میں آ کر ٹھیرے ہوئے ہیں ۔ شاہ نظامؓ سنتے ہی اُٹھے اِدھر حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا کہ ہمارا بندہ آ رہا ہے اس کا استقبال کر ۔ شہر کے باہر حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت شاہ نظامؓ دونوں

ملے' شاہ نظامؓ حضرت مہدی علیہ السلام کے مرید ہو گئے اور ذکر کی تلقین حاصل کی اور ترک دنیا کر کے حضرت کے ساتھ ہو گئے۔ چونکہ سلیم خاں اور شاہ نظامؓ میں محبت ہو گئی تھی اس لئے سلیم خاں کے عرض کرنے پر خود حضرت مہدی علیہ السلام جامع مسجد سے سلیم خاں کی ایک مینار کی مسجد میں آ کر ٹھیرے۔ اس مسجد کے بانی خان مذکور ہیں۔ ام المومنین خدیجہ ثانی بی بی الہدیتیؓ اسی مقام پر بتاریخ ۳/ ذی الحجہ ۸۹۱ھ میں واصل حق ہو گئیں اور سلطان محمود بیگرہ کی دونوں بہنیں راجے سون اور راجے مرادی یہیں تصدیق سے مشرف ہوئیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی اقامت چاپانیر میں ڈیڑھ سال رہی ہے۔

بڑودہ: چاپانیر سے آپ بڑودہ تشریف لائے مگر زیادہ قیام نہیں کیا۔ دریائے نربدا عبور کر کے راج پیلہ اور مادود کی پہاڑیوں کے راستہ سے خاندیس تشریف لائے۔ یہاں سے برہان پور ہو کر دولت آباد آئے۔

دولت آباد: اس بلدہ میں بہت سے اولیاء اللہ آرام فرما ہیں۔ اس مقام کو آپ نے مکہ خورد فرمایا۔ برہان الدین غریب اور زین الحق کی فضیلت کے تعلق سے فرمایا "غریب کا سخن کمال پر دلالت کرتا ہے اور سید راجو قتال اور سید محمد گیسو دراز کے شرف کے متعلق فرمایا دونوں فضیلت میں باپ اور بیٹے کے جیسے ہیں۔ اولیاء اللہ کی زیارت کی اور ان کی فضیلتیں بیان کیں شیخ مومن کے روضہ میں ایک گھنٹہ بیٹھے اور دو رکعت نماز پڑھ کر فرمایا کہ شیخ مومن کا نام سید محمد عارف ہے ان کے روضہ کے قریب کھارے پانی کی باؤلی تھی اس میں کلّی کی اس کا پانی میٹھا ہو گیا اور مسواک کی لکڑی زمین میں گاڑ دی وہ ایک تناور درخت بن گیا۔

احمد نگر: دولت آباد سے احمد نگر چالیس کوس مغرب کی جانب ہے' وہاں تشریف لائے اور یہ نظام شاہوں کا دار السلطنت تھا۔ احمد نظام شاہ بحری اس وقت بادشاہ تھا۔ حضرت کی مجلس میں آیا بیان قرآن سنا اور تصدیق سے ممتاز ہوا اس کو اولاد نہیں تھی حضرت اس کو پان کا پسخوردہ دیا' خود کھایا اور اپنی بیوی کو بھی کھلایا۔ خدا نے اس کو اس کی تاثیر سے ایک بیٹا دیا۔

www.theimammehdi.com/

بیدر: بیدر کے بادشاہ ملک قاسم برید نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شیر شہر میں ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکل گیا۔ شیخ مومن توکلی نے جو بہت متقی اور پرہیزگار تھے اپنی فراست سے تعبیر اس خواب کی یہ بیان کی کہ ایک سید اولاد علی شیر خدا سے (مانند شیر کے) ایک دروازے سے اس شہر میں آئے گا اور دوسرے دروازے سے چلا جائے گا۔ چند روز کے بعد امام علیہ السلام بیدر تشریف لائے۔ یہاں کے خاص وعام اور بادشاہ شہر خود بہرہ ولایت محمدیؐ سے فیض یاب ہوئے اور شیخ مومن توکلی نے بھی تصدیق کی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ضیافت کے لئے اپنے گھر لے گئے اور حضرت سے غسل کی درخواست کی جب حضرت نے غسل کے لئے اپنے کپڑے نکالے تو شیخ مومن نے آپ کی مہر ولایت کی زیارت کی اور اس کو بوسہ دیا۔ آپ اکثر حضرت مہدی علیہ السلام کو وضو کراتے اور آپ کے پیروں کا دھویا ہوا پانی پی لیتے تھے۔ یہاں بہت سے لوگ حضرت کے مرید ومعتقد ہوگئے۔ اس مقام پر حضرت کے اکثر اصحاب کو استغراق اور اشتغال من اللہ کے اوقات میں بارہا الہام ہوا کہ ''تمہارے ہادی سید محمد مہدی موعود ہیں'' ان اصحاب نے کبھی کبھی حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں اپنے معلومات کا اظہار بھی کیا۔ حضرت جواب دیتے وقت باقی ہے اس کا ظہور خدا کی مرضی پر موقوف ہے جب وقت آئے گا دعویٰ خود بخود ظاہر ہوجائے گا۔ اسی مقام پر قاضی علاء الدین اور مولانا ضیاء الدین عاشق اللہ اور قاضی منتجب الدین جونیری اور شیخ بابوؒ وغیرہ نے اپنی قضات اور مناصب وغیرہ سب چھوڑ کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آکر حضرت کی صحبت اختیار کرلی۔ حضرت مہدی علیہ السلام بیدر میں ڈیڑھ سال رہے۔ جب بیدر سے نکلے آپ کے ساتھ (۳۶۰) یار واصحاب تھے جب آپ شہر بیدر سے نکلے بادشاہ اور امراء اور اکثر اہل شہر مشائعت کے لئے شہر کے باہر تک آئے آپ باہر نکل کر تھوڑی دیر ٹھیر گئے کچھ انتظار کے بعد حضرت قاضی علاؤالدین بدری آئے ان کو نہا دھو کر اچھا لباس پہن کر نے میں دیر ہوگئی تھی۔ ان کو دیکھتے ہی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔

آ

ھیتون ننتمی پکھال توں کپڑ دھوے مدھوے
اجل ھووے نچھوٹ سے سکھ نند رامت موے

یعنی روز دل کو دھویا کر کپڑوں کو دھو یا مت دھو۔

قاضی علاؤالدین نے یہ سنتے ہی اپنی قضات چھوڑ دی اور ترک دنیا کر کے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ قاضی منتجب الدین الدین جونیری بھی ساتھ ہو گئے۔ شیخ محمد ضیاء الدین متوکل جو مشائخ وقت تھے بہت لوگ ان کے مرید تھے وہ بھی ساتھ ہو گئے۔ بیدر سے حضرت مہدی علیہ السلام کعبۃ اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے لیکن راستہ میں حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی روح مبارک نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو بیدر سے گلبرگہ لے گئے۔

گلبرگہ: آپؑ گلبرگہ تشریف لائے اور خواجہ بندہ نوازؒ کی زیارت فرمائی اور حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کو بہت سی بشارتیں دیں۔ فرمایا سید محمد خواجہ بندہ نوازؒ میں بوئے رسول اللہؐ آتی ہے اور فرمایا سید محمد کو خدا نے مرشد الزماں کیا تھا۔ جس نے ان سے خدا کی ذات کی تحقیق نہیں کی خدا ان کو پوچھے گا۔ حضرت سید محمد خواجہ بندہ نوازؒ کی زیارت کے بعد ان کے روضہ سے نکل کر آپ شیخ سراج الدین کے روضہ میں تشریف لائے اور ایک ہفتہ وہاں اعتکاف کیا۔ ایک مسواک روضہ میں گاڑ دی اس کا درخت ہو گیا جو اب تک موجود ہے۔

بیجاپور: گلبرگہ سے آپ بیجاپور آئے اور شاہ حمزہ ولی کامل کے روضہ میں قیام کیا۔ بقولے مسجد ایک کنگرہ میں قیام فرمایا وہاں سے آپ قصبہ رائے باغ ہوتے ہوئے چیتاپور تشریف لائے۔

چیتاپور: یہاں چند روز قیام رہا۔ چیتاپور سے مغرب کی جانب آدھے کوس پرنا گائی ہے وہاں چند روز قیام فرمایا اور وہاں اعتکاف بھی فرمایا چیتاپور میں چیتا صاحب ایک مشائخ مجذوب تھے۔ حضرت کی خدمت میں شیر پر سوار ہو کر آئے۔ حضرت ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے چیتا صاحب کو دیکھ کر پتھر کو اشارہ کیا وہ چلنے لگا۔ چیتا صاحب یہ دیکھ کر شیر سے اُتر کر قدمبوس ہوئے اور صحبت میں داخل ہو گئے۔ چیتاپور سے رائے باغ اور پھر رائے باغ سے آپ کوکن تشریف لائے۔ وہ ملک رشک گلستاں بن گیا پھر۔

www.theimammehdi.com/

ڈابھول بندر: ڈابھول بندر جو جیول کے متصل ہے' آئے اور توکل وتقویٰ کے توشہ کے ساتھ جہاز میں سوار ہوئے۔ حکم دیا کہ صراحیوں سے میٹھا پانی پھینک دو اور فرمایا جو خدا خشکی میں میٹھا پانی پلاتا ہے وہ تری میں بھی میٹھا پانی پلانے پر قادر ہے۔ جہاز میں سوار ہونے میں لوگ جلدی کرنے لگے ان کو دیکھ کر حضرتؑ نے فرمایا

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جا است بیائند بیائند
آنکہ طلب گار خدائید خدائید
حاجت بہ طلب نیست شمانید شمانید

سمندر میں ایک دن طوفان آ گیا آپ عرشہ جہاز پر آ کر کھڑے ہوئے بہت سی مچھلیاں اور ایک بڑی مچھلی نے آپ کو دیکھا اور چلی گئی۔ طوفان فرو ہوا ان مچھلیوں میں بڑی مچھلی وہ تھی جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ جہاز میں فاقہ سے فقیروں پر حالت اضطرار ہوگئی۔ ایک کشتی غیب سے ظاہر ہوئی اور جہاز کے قریب آ کر سامان خور ونوش اور میٹھا پانی آپ کے حوالے کیا اور کشتی واپس ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا حلال طیب ہے' کھاؤ۔ جہاز میں جاتے وقت کسی صحابی کے دل میں گزرا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فلاں ولی کی زیارت نہیں کی جن کا مقبرہ قریب ہی تھا۔ ان کو مکاشفہ ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام اولیاء اللہ جہاز کی رسیاں پکڑے ہوئے ہیں اور کھینچ رہے ہیں۔ صحابی مذکور نے عذر خواہی کی جب جہاز سے اُترے۔ مقام یلملم پر احرام باندھا اور فرمایا کوئی ہم کو حاجی کہے یا غازی پھر وہاں سے جدہ پہنچے۔

جدّہ: جدہ میں سخت فاقہ کشی ہوئی۔ یہاں جونپور کے قاضی موجود تھے انہوں نے کہا کار اجرائی کے لئے شریف مکہ سے کچھ منگوائیے۔ حضرت نے فرمایا ضرورت نہیں۔ قاضی نے کہا ضروری کیوں نہیں لا ابدی ہے حضرت نے فرمایا لا ابدی خدا کی طلب ہے خدا باقی ہے اس لئے اس کی طلب لا بدی ہے۔

www.theimammehdi.com/

مکہ معظّمہ: جدہ سے آنحضرت علیہ السلام مکہ آئے ۔ یہاں اکثر لوگ آپ کے معتقد ہوگئے ۔آپ نے شاہ نظامؓ سے پوچھا تم پہلے بھی حج کے لئے آئے تھے جب کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھ رہے ہو۔عرض کیا دیکھ رہا ہوں کہ کعبہ حضرت کا طواف کررہا ہے اور کہہ رہا ہے۔فلیعبدوا رب ھذا البیت طواف کی ادائی کے بعد آپ نے رکن ومقام کے درمیان دعوئ مہدیت کیا اور فرمایا من اتبعنی فھو مومن (جس نے میری اتباع کی وہ مومن ہے) اکثر لوگ اور امام شافعیؒ کے مصلی کے امام نے تصدیق کی ۔اس وقت ۹۰۱ ہجری تھا۔اور حضرت سرداراولیاء کی عمر ۵۴ سال تھی ۔اس کے بعد نو سال حضرت کی حیات ہوئی ہے ۔ مکہ میں آپ نو ماہ ٹھیرے۔فقیروں پر بڑا فاقہ پڑا۔میاں سید سلام اللہؓ نے شریف مکہ سے کہا کہ تیرے پاس کچھ فقیروں کا حق ہے کہا کہ ہاں اور نوسو سکہ ابراہیمی دیئے ۔حضرت میاں سید سلام اللہؓ نے آش (ہریرہ) بنا کر لا کر حضور مہدیؑ میں اللہ دیا ہے کہہ کر پیش کیا۔حضرت نے فرمایا ’’یہ دادہ الٰہی نہیں بلکہ تم نے عنداللہ چاہا ہے‘‘ تم مضطر ہو تم کو جائز ہے بندہ مضطر نہیں ہے ۔ پھر آپ نے حضرت آدم علیہ السلام‘ حوا علیہما السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی اور مدینہ کا ارادہ فرمایا اور اونٹوں کا کرایہ بھی دے دیا۔لیکن روح مبارک رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہوا کہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے گجرات جاؤ پس وہی کرایہ واپس لے کر جہاز والوں کو دے دیا اور جہاز میں سوار ہوکر بندر دیو پہنچے ۔ پھر وہاں سے کھنبات تشریف لائے ۔

کھنبات: کھنبات میں تالاب پر ایک مسجد تھی یہاں تشریف لانے کے بعد ہی مسجد میں ٹھیرے۔کھنبات کے بوہروں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کے مرید ہوگئے ۔ بندر دیو میں کسی سوداگر نے اسّی ہزار ٹکے (جس کے تقریباً پچیس ہزار روپئے ہوتے ہیں) میاں سید سلام اللہؓ کے ذریعہ آپؑ کی خدمت میں بھیجے۔حضرت نے فرمایا یہ حلال تو ہیں لیکن حلال طیب نہیں ہیں۔ اس کو منظور تھا تو وہ خود روانہ کردیتا تمہارے ہی ساتھ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی یہ فرما کر وہ سب ٹکے واپس کردیئے۔

www.theimammehdi.com/

احمد آباد: حضرت مہدی موعود علیہ السلام کھنبات سے احمد آباد تشریف لائے۔ یہاں آپ تاج خاں سالار کی مسجد میں ٹھیرے جو جمال پوہ دروازے کے قریب ہے۔آپ کا قیام ڈیڑھ سال رہا۔ یہاں پر۹۰۳ ہجری میں آپ نے دوبارہ دعویٰ مہدیت کیا۔حضرت کا بیان سننے کے لئے اتنا ہجوم ہوتا کہ مسجد میں جگہ باقی نہ رہتی لوگ صحن میں بھر جاتے اور دیواروں اور درختوں پر چڑھ جاتے اور حضرت کا معجزہ تھا کہ آپ کا بیان جیسا نزدیک والے سنتے ویسا ہی دور والے سنتے اور سننے کے بعد اکثر لوگ مجذوب و مسحور بن جاتے۔اور آپ کی ریش مبارک جھٹکتے وقت آپ کے آنسوؤں کا قطرہ جس پر گر جاتا وہ مدہوش ہو جاتا اور جو خدمت میں آتا اور بیان سنتا گناہوں سے توبہ کر لیتا اور اخلاق محمودہ کی طرف رجوع کرتا اور اس کو آپ سے محبت ہو جاتی اور دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی اور جو بات ریاضت اور خلوت سالہا سال میں حاصل نہ ہو وہ ایک گھنٹے میں حاصل ہو جاتی۔ عالم، اُمّی، آزاد، غلام، بچے، بڑے، مرد، عورت آپ کی اطاعت پر قائم ہو جاتے بلکہ علماء اپنے علم سے اور مشائخین اپنی سجادگی سے اور امراء اپنی امارت سے اور کاسب اپنے کسب سے باز آ کر آپ کی صحبت اختیار کر لیتے۔حاجی مالی اسی مقام پر آپ کے پاس آئے ہیں انہوں نے کسی ہندو عورت کو اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ ستی ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس وقت آپ کے دل میں خیال گزرا۔ جب ایک فانی شخص کی یہ محبت ہے تو خدا کی محبت کا کیا عالم ہوگا۔اسی وقت آپ کے دل میں عشق کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اتفاقاً حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت سے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور ذکر ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کے ساتھ مدہوش ہو گئے۔تیسرے دن اسی حالت جذب میں انتقال کر گئے۔حضرت مہدی علیہ السلام نے خود نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا ان کی قبر پر تین دن تک پھول تازہ رہے۔حضرت مہدی علیہ السلام کو معلوم ہونے پر فرمایا کہ قبر میٹ دو ورنہ خلائق پرستش میں پڑ جائے گی۔

ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** کا بیان فرما رہے تھے۔ملک برہان الدین نے (جو بڑے صاحب رتبہ جاگیردار و نواب تھے) سن

کر اپنی تلوار اور گھوڑا دونوں حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی۔ ان دو چیزوں سے ملک برہان الدین کو بہت محبت تھی۔ حضرت نے ان سے پوچھا تم کو ان چیزوں سے کس لئے محبت ہے۔ عرض کیا ان سے جان کا بچاؤ ہوتا ہے۔ فرمایا جب ایسا ہے تو تم کو اپنی جان کی ان چیزوں سے بڑھ کر محبت ہے۔ خدائے تعالیٰ تو تمہاری جان مانگتا ہے تلوار اور گھوڑا نہیں۔ ملک برہان الدین نے اسی وقت دنیا کو ترک کر دیا اور صحبت مہدی اختیار کر لی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو اپنی دامادی سے معزز و مشرف کیا (اپنی بیٹی بی بی فاطمہ خاتون جنتؓ ان کو دی) ملک برہان الدینؓ کا شمار مہدی علیہ السلام کے خلفائے اثناعشر مبشر میں ہے۔ ملک گوہر جو بادشاہ بنگال کے خزانہ دار تھے بعد سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ مانڈو کے مناصب جلیلہ حاصل کیا تھا' حج کو جا رہے تھے۔ احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ترک دنیا کر کے آپ کے ہمراہ ہو گئے اور تا حیات حضرت کی صحبت میں رہے۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام سانبھرمتی ندی کے کنارے جو احمد آباد سے متصل ہے' ٹہل رہے تھے سلطان محمود بیگڑہ (بادشاہ گجرات) کا بدچلن بھانجہ اس رات اپنی کسبی کے پاس تھا۔ اتفاقاً دونوں میں تکرار ہو گئی غصہ میں وہاں سے نکل گیا اور ندی کے کنارے حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھ کر پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا ہم وہ ہیں جو کوئی اپنے محبوب سے آزردہ ہو کر آتا ہے ہم اس کو خدا سے ملا دیتے ہیں (ہماری ہدایت سے راستہ پاتا ہے) اس کلام نے اس کے دل پر ایسا سخت اثر کیا فوراً ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا حضور میں حاضر ہو کر توبہ کی اور تجرد اختیار کر لیا۔ حضرت شاہ دلاورؓ جو حضرت مہدی علیہ السلام کے دانا پور سے روانہ ہوتے وقت اپنے جذب کی وجہ دانا پور ہی میں میاں دراج کی مسجد میں رہ گئے تھے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد آئے شاہ دلاورؓ کو اچانک حضرت مہدی علیہ السلام کی خوشبو کی مہک پہنچی' فرمایا یہ بو کہاں سے آ رہی ہے یہ بو میرے مولا کی ہے' یہ بو میرے آقا کی ہے پس اس نکہت کو اپنا رہبر بنا کر احمد آباد حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ میاں دراج بھی جو آپ کی نگرانی پر مامور تھے وہ بھی ساتھ ہو گئے۔ میاں عبدالمجید نور نوش اور ان کے دونوں بھائی

میاں امین محمد اور میاں ابو محمد جو چشتیہ سلسلے کے مشائخ تھے' حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت کی بیعت کر کے صحبت مہدی اختیار کر لی۔ میاں یوسف نے بھی جو احمد آباد کے اعیان واشراف سے تھے بیعت مہدی کر لی اور تلقین کا شرف حاصل کیا۔ یہ بھی مشائخ اور عالم وفاضل تھے۔ بہر حال کثیر التعداد لوگوں نے جن کو خدا کی طلب تھی حضرت مہدی علیہ السلام کے آستانہ پر سر رکھ دیا لیکن جن کے دلوں میں حُبّ جاہ اور دنیا کی محبت تھی وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے جانی دشمن ہو گئے۔

ایک دن چند علماء کچھ سوالات سوچ کر حضرت کی خدمت میں آئے اور مجلس میں بیٹھے حضرت قرآن کا بیان فرما رہے تھے ان کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی۔**قل لا اقول لکم عندی خزاین الله** (سورہ انعام رکوع ۵) مگر پھر بھی یہ علماء ایمان نہیں لائے بلکہ دوسروں کو حضرت کے پاس آنے سے منع کرنے لگے۔ جب علماء ومشائخین نے دیکھا کہ لوگ دھڑا دھڑ آپ کی خدمت میں آ آ کر بیعت سے مشرف ہوتے جا رہے ہیں' پس ان کو آگ لگ گئی تو انہوں نے آ کر آپ سے سوال کیا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی حیات میں بے حکم اس کے کیا کسی سے نکاح کر سکتی ہے؟ حضرت نے فرمایا اگر اس کا شوہر عنی (نامرد) ہے تو شرعاً تفریق جائز ہے۔غرض ان علمائے سو نے اپنی شہرت وعزت کو خاک میں ملتا ہوا دیکھ کر بڑی کوشش سے بادشاہ گجرات سے آپ کے اخراج کا حکم لکھا لیا۔علماء نے بادشاہ سے کہا تھا کہ حضرت سید محمد حقائق بیان کرتے ہیں جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطنت کو نقصان پہنچتا ہے۔آپ نے اخراج کا حکم لانے والوں سے پوچھا اخراج کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا علماء نے بادشاہ سے اس طرح کہا ہے کہ جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطنت کو نقصان پہنچتا ہے۔آپ نے فرمایا بندہ شریعت مصطفیٰ ﷺ بیان کرتا ہے حقائق بیان میں نہیں آتے اگر حقائق بیان ہوں تو تم جل جاؤ گے۔ پھر حضرت نے احمد آباد سے ہجرت کی۔

سانتیج: احمد آباد سے موضع سانتیج میں آٹھیرے۔اسی مقام پر حضرت شاہ نعمتؓ کی آپ سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت شاہ نعمتؓ جو قتل وغارت گری کرتے پھر رہے تھے اور شاہی فوج ان کا پیچھا اُٹھائے ہوئے تھی تا کہ ان کو گرفتار کر کے اُنہیں قتل کر دے۔ جب وہ بھاگ رہے تھے سانتیج

www.theimammehdi.com/

کے قریب پہنچے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے دائرہ سے اذان کی آواز سنائی دی۔ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اور پیچھا کرنے والی فوج کی پرواہ کئے بغیر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے بعد نماز تحقیق کی کہ اذان کی آواز کہاں سے آئی جب معلوم ہوا کہ حضرت کے ساتھیوں نے اذان دی ہے۔ خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو دیکھتے ہیں فرمایا آؤ بھائی نعمت نام سن کر حیرت زدہ ہو گیا اور بیان سن کر بے اختیار ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے اور اپنے گناہوں پر سخت تاسف کرنے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ اپنے گناہ معاف کردے گا تم نے جو گناہ مخلوق کے کئے ہیں مخلوق سے معاف کراؤ۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے جتنے لوگوں کو ستایا، مارا اور لوٹا تھا ہر ایک سے مل کر اپنے گناہ معاف کرائے پھر عبداللہ حبشی (شاہی غلام) کے گھر آئے جس کے بیٹے کو آپ نے جان سے مار دیا تھا۔ وہ پہلے ڈر گیا پھر آپ کی حالت دگرگوں دیکھ کر قریب آیا آپ نے تلوار اس کے ہاتھ میں دے کر کہا اپنے فرزند کا بدلہ لے لو یا خون معاف کردو۔ عبداللہ کو بے انتہا حیرت ہوئی خیال کیا یہ ایک راز ہے کہا تم کو یہ نعمت (یعنی توبہ کی توفیق) جہاں سے ملی ہے وہاں مجھے لے چلو تو میں اپنے بیٹے کا خون معاف کردوں گا۔ حضرت شاہ نعمتؓ اس کو لے کر حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئے پھر دونوں حضرت سے تلقین ہو کر صحبت میں رہ گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے موضع سانتیج سے نکل کر موضع سود آئے۔ یہاں ایک مخدوم زادہ آپ کا بیان سن کر آپ کے ہمراہ ہو گیا۔ اس کی ماں یہ سن کر بے قرار ہو گئی اس کا باپ اس کو لینے آیا جب حضور میں آیا خود بھی بیان کا شیفتہ ہو گیا۔ بیٹا باپ کو دیکھ کر چھپنے لگا باپ نے کہا اے فرزند کوئی خوف نہ کر جا کر اپنی ماں کو خبر دیدے کہ میں حضرت کے ساتھ چلا گیا ہوں مگر بیٹا نہ گیا پھر باپ بیٹے دونوں حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔

پٹن گجرات: موضع سود سے حضرت مہدی علیہ السلام منزل بہ منزل پٹن گجرات پہنچے جس کو نہر والہ بھی کہتے ہیں۔ دور سے شہر کے دو مینار نظر آئے تو فرمایا یہاں بوئے ایمان آ رہی ہے۔ جب شہر کی عمارتوں پر نظر پڑی فرمایا کہ یہاں بوئے عشق آ رہی ہے اور نہر سے جنوب کی طرف خان سرور

کے تالاب کے کنارے قاضی قادن کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ سب سے پہلے یہاں ملک بخن نے تصدیق کی یہ باڑی وال تھے اور امرائے پٹن سے تھے وہ اپنی بیوی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آ گئے تھے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام گاہ سے قریب قبرستان میں مدفون تھیں۔ یہاں انہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی جماعت کو دیکھا سب کو غرق ذکر اللہ دیکھ کر ان کو حیرت ہوئی اور حضرت سے ملنے کا شوق ہوا جب حضرت کے قریب آئے حضرت نے انہیں دیکھتے ہیں فرمایا آ ؤ ملک برخوردار یہ نام ان کا گھر کا تھا اس نام سے سوائے گھر والوں کے کوئی واقف نہ تھا یہ نام سن کر وہ حیرت زدہ ہو گئے اور بیعت کر کے تلقین سے مشرف ہوئے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ جو بالکل خدا کی طرف متوجہ اور رات دن ان پر ایک جذب کی کیفیت رہتی تھی۔ دنیا کی طرف سے بالکل مستغنی تھے ان کو دنیاوی مناصب پر فائز کرانے ان کے نانا نے بہت کوشش کی اور کئی جگہ ان کو مرید کرانے لے گئے تا کہ وہ پیر کا کہنا سن کر دنیاوی مناصب قبول کر لیں۔ لیکن حضرت میاں سید خوندمیرؓ کسی کے مرید نہیں ہوئے۔ حضرت ملک بخن نے مرید ہونے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہاں ایک طالب خدا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا ہاں ملک برخوردار خدا نے بندہ کو اسی کے لئے یہاں لایا ہے۔ ملک بخن حضرت بندگی میاںؓ کے پاس پہنچے (حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ بندگی میاں کے نام سے مشہور ہیں) اور ان کو بشارت دی کہ ایک پیر کامل آئے ہوئے ہیں۔ حضرت بندگی میاںؓ نے یہ سن کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آنے تیار ہو گئے۔ اور دو اشرفیاں نذرانہ دینے کے لئے رکھ لیں اور دو پھول کے ہار بھی لے لئے۔ جب حضور میں پہنچے حضرت مہدی علیہ السلام نے دیکھتے ہی فرمایا ائے برادرم سید خوندمیر ہم اور تم دونوں ایک جدی سید حسینی ہیں۔ حضرت بندگی میاں تلقین کے ساتھ ہی حالت جذب میں آ گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد فرمایا ''پھوٹو جائیں میری آنکھیں اگر میں نے مہدی کو دیکھا' میں نے تو خدا کو دیکھا'' حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ''خدا ہوں سوں خدا کو دیکھے'' حضرت بندگی میاںؓ کے تلقین ہو جانے کے بعد تمام باڑی والے اور بیانیان سب کے سب حضرت

www.theimammehdi.com/

مہدی علیہ السلام کے مرید ہو گئے جس میں میاں یوسف سہیتؒ ' میاں عبد الرشیدؒ بھی ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام پٹن میں اٹھارہ مہینے رہا ہے۔ اسی مقام پر حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی ملکانؓ (حضرت بندگی میراں لاڑ شاہؒ کی بیٹی) سے عقد فرمایا۔ اسی مقام سے میراں سید محمودؓ (فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) حضرت مہدی علیہ السلام سے اجازت لے کر کسب کے لئے چاپانیر روانہ ہوئے۔ پٹن میں شاہ رکن الدین مجذوب اپنے سکر کی وجہ سے اکثر برہنہ رہتے تھے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام خان سرور کے تالاب کے کنارے ٹھیرے تھے شاہ رکن الدین مجذوب نے موز اور روٹیوں سے حضرت کی ضیافت کی۔ اور اپنے خادموں کے ذریعہ یہ سامان حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بھجوایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہر شخص کو ایک روٹی اور دو موز دے دو۔ چنانچہ اس سویت سے سب کو برابر حصہ ملا کسی نے کہا کیا خوب سویت ہوئی ہے شاہ صاحب نے گویا گن کر ہی بھیجا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہی ہے وہ صاحب کشف ہیں اور فرمایا ان کی روح چھ کوس پہلے استقبال کے لئے آئی تھی۔ ایک دن حضرت شاہ رکن الدین کے قیام گاہ کی طرف سے حضرت مہدی علیہ السلام نماز جمعہ کے لئے جا رہے تھے شاہ رکن الدین نے اپنے خادموں سے کہا کہ میرے کپڑے لاؤ شریعت کا بادشاہ آ رہا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو چلتے چلتے رخصت کیا۔ شہر کے علماء جمع ہو کر حضرت مہدی علیہ السلام سے بحث کے متعلق پوچھنے کے لئے شاہ رکن الدین کے پاس آئے کہ ہم غالب رہیں گے یا نہیں۔ شاہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا سید کی کٹار لمبی ہے اگر وہ مار دے تو پیٹ پھاڑ دے گی۔ پھر فرمایا چوہوں نے ہار بنایا ہے تا کہ بلی کے گلے میں ڈالیں مگر کون چوہا بلی کے گلے میں ہار ڈالے گا۔ اس شہر میں ایک ملا صاحب جو میاں یوسفؒ سہیت کے والد تھے رہتے ہیں۔ ان کے گھر کے دروازے پر ایک مجذوب صاحب حال برسوں سے رہا کرتے تھے۔ ایک دن ملا صاحب غسل کر رہے تھے۔ مجذوب صاحب نے ایک چیخ اچانک ماری کہ مہدی موعود پیدا ہوا۔ ملا صاحب سنتے ہی فوراً غسل خانے سے باہر آئے مگر دیکھا کہ مجذوب صاحب نہیں ہیں۔ بہت تلاش کی مگر وہ نہ ملے آخر وہ تاریخ ایک پرچے پر

لکھ کر رکھ لی۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن تشریف لائے حضرت یوسف سہیت بیان قرآن میں شریک ہونے لگے۔ایک روز خیال کیا ایسا بیان سوائے مہدی کے دوسرا نہیں کرسکتا ۔گھر آکر وہ کاغذ جو والد نے تاریخ لکھ رکھی تھی ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا اسی فکر و اندیشہ میں تھے جب دوسرے روز وعظ میں آئے لیکن اس کاغذ کی فکر ان کو لگی ہوئی تھی۔حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کیا فکر ہے کہا میرے والد نے ایک مجذوب کی زبان سے کچھ سن کر اس کو ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا ہر چند تلاش کرتا ہوں ملتا نہیں ۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا وہ کاغذ تمہارے گھر میں فلاں کتاب کے اتنے ورقوں کے بعد میں دھرا ہوا ہے۔اسی وقت انہوں نے گھر جا کر اس کتاب کو نکالا برابر اسی پتے پر کاغذ ملا اور یقین بڑھ گیا۔غرض اس کاغذ کو لے کر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور پوچھا حضرت کی پیدائش کس تاریخ اور کس مہینے کی ہے۔ فرمایا ابوبکر سے پوچھو(یہ حضرت کے داماد ہیں) جس وقت حضرت ابوبکر نے بیان کیا مقابلہ کر کے دیکھا تو تاریخ برابر ملی اور معتقد ہو گئے۔ایک روز میاں یوسف کو الہام ہوا کہ یہی سید محمد مہدی موعود ہے اس الہام کے بعد حضرت نے کہا کہ خاتم الانبیاء کو جس طرح مہر نبوت تھی اسی طرح خاتم الاولیاء کو بھی مہر ولایت ہونی چاہیئے اور مجھ کو اس کی زیارت کی آرزو ہے۔حضرت نے کہا اولم تومن جواب دیا بلیٰ ولا کن لیطمئن قلبی پھر حضرت نے ان کو ایک گوشہ میں لے جا کر پیراہن پاک نکال کر فرمایا دیکھو۔دیکھا تو پشت پر سرخ رنگ کی مہر ولایت مرغ کے انڈے کے برابر پایا نہایت تعظیم سے اس کو بوسہ دیا اور بے خود ہو گئے۔اور کہا لا ریب لا شک آپ کی ذات مہدی موعود ہے۔اب یہ غلام تمام علماء و مشائخ اور امراء کی مجلس میں بآواز بلند کہے گا کہ بے شک جناب سید محمد مہدی موعود ہیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اگر کسی کو بحث مباحثہ کی خواہش ہے تو بندہ حاضر ہے۔حضرت کی مہدیت کا ثبوت دے گا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تحمل و برداشت کرو ابھی اس کا وقت خدا کے نزدیک باقی ہے۔کہا دل قابو میں نہیں ہے صبر نہیں ہو سکتا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر چپ نہ رہو گے خدا تمہاری

زبان بند کردے گا۔ اس فرمان کے ساتھ ہی آپ فوراً گونگے ہو گئے سکر اور جذبے کی وجہ سے چند ہی روز میں انتقال کر گئے۔ میاں یوسف کے بھائی میاں تاج نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر لی اور آپ کے مرید ہو گئے۔ ملا معین الدین پٹن میں ایک بڑا عالم تھا وہ تصدیق مہدی سے بے بہرہ رہا۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام اس کے گھر پر سے گزرے اور اس کو بلایا وہ دیوار پر چڑھ گیا اور کہا کہ کہدو کہ ملا صاحب گھر پر نہیں ہیں دامن گاؤں گئے ہیں (یہ گاؤں اس کی جاگیر تھا) حضرت نے فرمایا ایسے مرکب پر سوار ہو کر ہیں جو منزل کو نہیں پہنچا سکتا۔ ملا معین الدین نے ایک دن حضرت کو دعوت دی مگر حضرت نے قبول نہیں کی ملا معین الدین کے فرزند اور شاگرد برابر حضرت کی مجلس میں بیان سننے شریک ہوتے رہے اور انہوں نے ملا سے بھی شرکت کے لئے کہا مگر ملا نے جواب دیا کہ وہ (مہدی علیہ السلام) نص قرآن سے دنیا کی طلب کو کفر اور تعین کو لعین قرار دیتے ہیں۔ وہاں جا کر خود کو کافر و ملعون بنانا کیا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں باتیں ہم میں موجود ہیں۔

علمائے دنیا جو بادشاہ اور امراء کے سلوک میں بند تھے ڈرے کہ ہمارے خادم ہاتھ سے نکل جائیں گے اور ہمارے وظیفے بند ہو جائیں گے اور دنیا کی زندگی میں رخنہ پڑ جائے گا اس لئے چاپانیر جا کر بادشاہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے اخراج کا فرمان ملک نصیر الدین مبارز الملک صوبہ دار پٹن کے نام (یہ ملک بخن کے چچا تھے) لکھوا لایا۔ بندگی میاں نے ملک نصیر الدین سے کہا کہ حضرت کا خیال یہاں سے آگے چلے جانے کا ہے اس لئے بادشاہ کا فرمان حضرت کو مت بتلاؤ۔ مگر انہوں نے نہیں سنا حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جب فرمان پیش ہوا فرمایا ''اچھے جی اچھے'' تیرے بادشاہ کا فرمان تیرے لئے مجھے خدا کا فرمان یہاں سے آگے بڑھنے کا ہو چکا ہے۔ پٹن میں بہت سے لوگ عالم، فاضل، مشائخ، بیانی باڑی وال و سادات کھڑکی وال نے اور امیروں، غریبوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی۔ حضرت نے پٹن کو معدن مومنان فرمایا۔

بڑلی اور اظہار دعوی موکد: حضرت مہدی علیہ السلام پٹن سے نکل کر موضع بڑلی (جو پٹن سے تین کوس ہے) تشریف لائے اس کے پہلے حضرت مہدی علیہ السلام کو اٹھارہ سال کی مدت تک خدا کا حکم ہوتا رہا کہ ''اے سید محمد تو مہدی موعود ہے مہدیت کا دعویٰ کر'' حضرت نے نماز ظہر کے بعد جمیع خلائق میں بہت بلند آواز سے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ پٹن اور اطراف سے لوگوں کا انبوہ کثیر روزانہ بیان قرآن سننے یہاں آتا تھا ان سب کے سامنے آپ نے فرمایا **انا المھدی الموعود من اتبعنی فھو مومن ومن انکر لی فھو کافر** اور فرمایا فرمان ہوتا ہے **افمن کان علی بینة من ربه** الخ تیری حجت ہے اور کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ تیرے گواہ ہیں۔ سب سے پہلے بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے آمنا و صدقنا کہا اور صدیق ولایت کہلائے۔ پھر تمام مجمع نے یہ کہکر یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے آپ کی تصدیق کی اور ایمان لائے۔ یہاں سے آپ نے اپنی دعوت کے خطوط بادشاہ کو روانہ کئے اور ان کے جواب کے انتظار میں اقامت کی نیت کر کے نماز قصر کو موقوف کیا۔ جو خط آپ نے سلطان محمود بیگڑہ کو لکھا ہے نیز اس کے نقول دوسرے بادشاہوں کو بھی روانہ کئے۔

مکتوب حضرت مہدی علیہ السلام: مجھے اللہ تعالیٰ نے ولایت محمدی کا خاتم اور آپ کی بزرگ اُمّت پر خلیفہ بنایا ہے میں وہی ہوں جس کے آخر زمانے میں مبعوث ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں وہی ہوں جس کی خبر حضرت رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، میں وہی ہوں جو پیغمبروں کے صحیفوں میں ذکر کیا گیا ہوں، میں وہی ہوں جو اگلے اور پچھلے گروہوں میں توصیف کیا گیا ہوں، میں وہی ہوں جو رحمانی خلافت دیا گیا ہوں، میں وہی ہوں جو بصیرت پر خدا کی طرف خلائق کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے بلاتا ہوں۔ میں اس دعویٰ کے وقت نشہ میں نہیں ہوں بلکہ اتنا ہوشیار ہوں کہ ہوشیار کرنے کا محتاج نہیں ہوں میں اللہ کی طرف سے پاک رزق دیا گیا ہوں مجھے خدا کے سوا کوئی حاجت نہیں ہے میں ملک و امارت کا طالب نہیں ہوں اور نہ ریاست حکومت کی مجھے رغبت ہے میں اس کو نجس سمجھتا ہوں۔ میں دنیا سے چھڑانے والا ہوں اور اس دعوت کا باعث یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس دعوت کے لئے تہدید فرمائی ہے اور مجھ مفترض اطاعت کیا ہے (یعنی میری اطاعت کو فرض کیا ہے) میں انس وجن کی طرف اپنی دعوت کو پہنچاتا ہوں۔ اس مضمون سے کہ میں ولایت محمدیہ گا خاتم اور خدا کا خلیفہ ہوں۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی مجھ پر ایمان لاؤ تاکہ تم کو رہائی ملے اور میری اطاعت کرو اگر انکار کروگے تو خدا تم کو سختی سے پکڑے گا اور اس دن کے عذاب سے بچو جس دن پہاڑ باریک ریت ہو جائیں گے۔ پس دنیا سے ایسی حالت میں سفر مت کرو کہ ہلاکت میں پھنسے رہو اور حسن ثواب آخرت اختیار کرو۔ اور کھوٹے پیسوں میں اس کو نہ بیچو کیونکہ تم سمجھ والے ہو اگر میں تمہارے زعم میں بناوٹی باتیں اور اللہ پر افترا کرتا ہوں تو تم میرے کام میں تحقیق کرو اور اس کام میں جلدی کرو اگر تم میرے کام میں روگردان ہوں گے تو تمہارا جھٹلانا ثابت ہوگا۔ کیونکہ تم حق کی دریافت پر قادر ہو۔ اگر تم مجھے جھوٹ پر چھوڑو گے تو خود ماخوذ ہو گئے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اور وہ گواہی کے لئے کافی ہے اس پر کہ میں اُمت محمدیہ کا دافع ہلاکت اور اس پاک جماعت سے گمراہی کا دور کرنے والا ہوں۔ پس تم دھوکے میں مت رہو اور میرے اقوال، افعال اور احوال کو قرآن شریف سے ملاؤ اور اس میں غور کرو اگر قرآن سے موافق ہوں تو میرا کہنا مانو ورنہ مجھے قتل کرو یہ طریقہ کار تمہاری نجات کا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور قلب عاجز سے اس کی طرف رجوع ہو جاؤ کیونکہ وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ یہ تقریر نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے دل کو حاضر رکھا اور سنا۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ** (از القول المحمود تصنیف حضرت سید علی مکی بڑے میاں صاحب)

حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ دعویٰ دعوی موکد کہلاتا ہے۔ اس کے بعد جو حضرت کو قبول کرے اور آپ کے دعوی پر ایمان لائے وہ مومن ہے اور جو انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہ دعویٰ حضرت نے بمقام بڑلی ۹۰۵ ہجری میں کیا ہے جو پٹن کے قریب ہے۔ دعویٰ کا سن ولایت نبوت سے نکلتا ہے (یعنی ۹۰۵ھ) جب اس دعوی کا شہرہ اقطاع عالم میں ہوا تمام علماء میں کھلبلی مچ گئی۔

پٹن کے تمام علماء اتفاق کر کے حضرت کے پاس ثبوت میں بحث کرنے کے لئے آئے۔ ان علماء کے ساتھ احمد آباد کے علماء بھی شریک تھے۔

پہلا سوال یہ کیا کہ آپ خود کو مہدی موعود کہلاتے ہیں؟ فرمایا بندہ نہیں کہتا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ''تو مہدی موعود'' ہے۔

دوسرا سوال مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور آپ کے والد کا نام سید خاں ہے؟ فرمایا خدائے تعالیٰ سے کہو کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی کیوں کیا۔

تیسرا سوال یہ کہ تمام خلق مہدی پر ایمان لائے گی اور کوئی منکر نہیں رہے گا؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا مومن ایمان لائیں گے یا کافر جواب دیا مومن' فرمایا مومن ایمان لائے۔

چوتھا سوال یہ کہ آپ ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتے ہیں فرمایا بندہ فضیلت دیتا ہے یا رسول اللہ ﷺ فضیلت دیتے ہیں۔ رسالت پناہ نے فرمایا ہے **الولایت افضل من النبوۃ** کہا نبی کی ولایت افضل ہوگی نبی کی نبوت سے فرمایا میں نے کب کہا ہے کہ میری ولایت نبوت سے افضل ہے یا میں نبی سے افضل ہوں یا ولی کو نبی پر فضیلت ہے۔

پانچوں سوال یہ کہ آپ ایمان کو کم زیادہ کہتے ہو اور امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے جواب میں فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے **اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا** (جب ان پر آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے) اور جو کچھ امام اعظمؒ نے فرمایا ہے اپنے ایمان کی خبر دی ہے کہ امام کا ایمان کامل ہو چکا ہے۔ ایمان کامل ہونے کے بعد زیادہ ہوتا ہے نہ کم۔

چھٹا سوال یہ کہ آپ کسب کو حرام کہتے ہو؟ جواب میں فرمایا مومن کو کسب حلال سے واقف ہونا چاہئے اور قرآن میں غور کرنا چاہئے کہ مومن کس کو کہتے ہیں۔

ساتواں سوال یہ کہ تم کہتے ہو خدائے تعالیٰ کو دار دنیا میں جو دار فانی ہے دیکھ سکتے ہیں اور چشم سر سے دیکھنا چاہئے۔ حضرت امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے من

کان فی هذہ اعمی فهو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا علماء نے کہا سنت جماعت کا قرار یہ ہے کہ اس سے مراد آخرت میں دیکھنا ہے فرمایا خدائے تعالیٰ کا وعدہ مطلق ہے من کان کہا ہے ہم بھی مطلق کہتے ہیں اور سنت جماعت نے بھی ناجائز نہیں کہا ہے ان کے کلام کو سمجھنا چاہئے کہ کیا کہا ہے۔

آٹھواں سوال یہ کہ آپ رحمت ورجا کی آیتیں کم بیان کرتے ہیں اور خوف وقہر کی آیتیں زیادہ بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ بندہ ناامید ہوجاتا ہے جواب میں فرمایا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ڈرائے نہ کہ تجھے دھوکے میں رکھے۔

نواں سوال یہ کہ آپ نے علم پڑھنے سے منع فرمایا؟ آپ نے جواب دیا بندہ مصطفیٰ علیہ السلام کا تابع ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں کیا بندہ کیا منع کرے گا۔ بندہ ذکر دوام کو فرض کہتا ہے۔ خدا کے اور خدا کی کتاب کے حکم سے جو چیز ذکر کے مانع ہے وہ ممنوع ہے۔ کیا علم پڑھنا کیا کسب کرنا کیا خلائق سے میل جول رکھنا کیا کھانا اور کیا سونا غفلت حرام اور موجب غفلت حرام ہے

دسواں سوال یہ کہ آپ کے لوگ بے ادبی کرتے ہیں مرشدوں اور استادو سے پلٹ گئے ہی بلکہ ان سے بے زار ہیں۔ جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا کسی عورت نے کسی شخص سے نکاح کیا چند روز کے بعد اس شخص کا حال معلوم ہوا کہ وہ عنی ہے شریعت میں جدائی جائز ہے یا نہیں۔ کیا دینی مقصود' دنیاوی مقصود سے کم ہے حاصل ہو یا نہ ہو سبحان اللہ بحمدہ زمر برهان قطع خلیفة الله

گیارہواں سوال یہ کیا کہ آپ سے ہم بحث کیسے کرسکتے ہیں جب کہ آپ کسی مذہب میں مقید نہیں ہو۔ جو جواب دیتے ہو مطلق قرآن سے دیتے ہو۔ ہم مذہب ابوحنیفہ پر ہیں۔ سیدنا امام علیہ السلام نے فرمایا ہمارا مذہب اللہ کی کتاب (قرآن) اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔

بارہواں سوال یہ کہ آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہو اور حکم دیتے ہو کہ مومن ہوجاؤ؟ فرمایا حضرت علیہ السلام نے کہ ہم نے اللہ کی کتاب کو پیش کیا ہے جس کو اللہ کی کتاب کافر کہے ہم کافر کہتے ہیں نہ

کہ اپنی طرف سے ہم خلق کو توحید معرفت اور عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور علماء مخالفت کرتے ہیں۔نہیں معلوم اس کا سبب کیا ہے اگر بندہ سے سہو یا غلطی ہوئی ہے تو ان کا فرض ہے کہ معلوم کریں اور کتاب اللہ پر عمل کا اتفاق کریں جو کتاب اللہ سے قدم باہر رکھے' توبہ کرے اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ بہرحال مومنین راضی وراجی ہوئے اور منافقین ماضی و پاجی ہوئے۔ مقام بڑلی پر ہی حضرت ملک معروف اوران کے بھائی ملک برہان الدین نے حاضر ہو کر تصدیق کی۔

بڑلی میں حضرت امام علیہ السلام کی اقامت پورے اٹھارہ ماہ رہی ہے اس کے بعد خدا کے حکم پر یہاں سے آگے کے لئے روانہ ہوئے۔

جالور: اس فرمان کے ہونے پر حضرت مہدی علیہ السلام بڑلی سے نکل کر تھراد کے راستہ سے جالور آئے جو بڑلی سے آٹھ منزل ہے۔تھراد میں بہت سے ملتانیوں نے حضرت کی تصدیق کی۔حضرت کی اقامت جالور میں ساڑھے چار ماہ رہی۔ یہاں کے حاکم زبدۃ الملک عثمان خاں لوہانی تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام جالور کو ۹۰۶ھ یا ۹۰۷ھ میں تشریف لائے۔ ملک عثمان خاں نے اپنے پورے قبیلے اور فوج کے ساتھ تصدیق کرلی۔ یہاں دوران بیان قرآن کسی نے عرض کیا میرا موتی گم ہو گیا ہے وہ اس کی فکر میں تھا۔حضرت نے فرمایا جل جائے تیرا موتی۔ یہ وقت اس کے ذکر کا ہے خدا کیا کہتا ہے سن۔ یہ الفاظ زبان سے نکلتے ہی موتی جہاں تھا وہیں پورے سامان کے ساتھ جل گیا۔جالور میں ایک دن حضرت شاہ دلاورؓ حضرت مہدی علیہ السلام کو وضو کرارہے تھے عرض کیا کہ میرانجی وضو کے پانی کا ہر قطرہ جو ٹپکتا ہے کہتا ہے یہی مہدی موعود برحق ہے۔حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے لیکن تمہارے جیسے کان جس کے ہوں وہی سنتا ہے جب حضرت کا ارادہ جالور سے ہجرت کا ہوا دہلی جانے کا خیال کیا لیکن فرمان ایزدی ہوا کہ ٹھٹھہ کی طرف جاؤ۔حضرت دہلی کا خیال چھوڑ کرناگور کی طرف روانہ ہوئے۔

ناگور: ناگور' جالور سے دس منزل جانب شمال ہے یہاں اکثر عالموں نے مہدی کی تصدیق کی۔ حضرت ملک جی (شہزادہ لاہوت) جو کشمیر کے شہزادے تھے ان کا بھائیوں سے جھگڑا ہوا۔ بڑا بھائی

www.theimammehdi.com/

حکومت پر قابض ہوگیا۔ وہ بادشاہ گجرات کی مدد لینے گجرات آرہے تھے۔ ناگور میں حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا آیئے شہزادہ لاہوت وہ فوراً پالکی سے کود کر قدموں میں گر پڑے اور تصدیق کر کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی اقامت، ناگور میں چند مہینے رہی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ناگور میں آیت **فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم اوذو فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا** کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ آیت مہدی اور قوم مہدی کی صفت میں ہے یعنی جن لوگوں نے ہجرت کی اور گھروں سے نکالے گئے اور خدا کے راستہ میں ایذائیں سہیں اور مارے اور مارے گئے اور فرمایا یہ میرے لوگوں کی صفات ہیں اور پھر ارشاد ہوا اس میں سے **فالذین ھاجروا** (ہجرت) ہوگیا **واخرجوا من دیارھم** (اخراج ہوگیا) **واوذوا فی سبیلی** (ایذائیں سہنا) ہوگیا **قاتلوا وقتلوا** (امر قتال) جو باقی ہے وہ بھی ماشاءاللہ پورا ہو جائے گا۔ جب آپ ناگور سے روانہ ہوئے راستہ میں کسی گاؤں میں ایک کھیت کے کنارے ڈیرے ڈالے گئے اور سواری و بار برداری کے جانوروں کو چھوڑ دیا۔ کھیت والے نے خیال کیا کہ یہ جانور اس کا کھیت کھا رہے ہیں۔ حاکم سے شکایت کی حاکم نے اپنے آدمیوں کو بھیجا انہوں نے آ کر دیکھا جانوروں نے کھیت نہیں کھایا بلکہ چپ چاپ کھڑے ہیں۔ حاکم نے یہ معاملہ دیکھ کر حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر لی۔ حضرت مہدی علیہ السلام دوران سفر جہاں بھی ٹھیرتے آپ کے دائرہ کے اطراف تانبے کی دیوار کا حصار ہو جاتا کوئی باہر نہ جا سکتا۔

جیسلمیر: یہاں سے روانہ ہو کر حضرت مہدی علیہ السلام شہر جیسلمیر پہنچے جو پچھّم مارواڑ میں ہے۔ ہندو راجا کی حکومت تھی کبھی یہاں مسلمانوں کا غلبہ نہیں ہوا تھا یہاں پہنچنے پر ساتھیوں میں سے کسی نے عرض کیا کہ ایک بیل قریب المرگ ہے اور یہاں گاؤکشی کی سخت ممانعت ہے بیل کا کاٹنا مشکل امر ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کیا بیل کو مردار کرو گے؟ ابھی زبان مبارک سے یہ بات نہیں نکلی تھی میاں عبدالمجید (نورنوش) جو اونٹ پر سوار تھے فوراً اونٹ سے کود پڑے اور بیل کو ذبح کر دیا۔ جب یہ کیفیت راجہ کو معلوم ہوئی آگ بگولا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ چند بے سروسامان

مسلمانوں نے یہ کام کیا ہے۔ راجہ موقع واردات پر غضبناک ہوکر آیا دیکھا کہ بیل کی کاٹا بوٹی بے فکری سے ہورہی ہے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اس کے آنے کی خبر حضرت مہدی علیہ السلام کو ہوئی خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ راجہ حضرت کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُتر گیا حضرت نے آیت **یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین** کا بیان شروع کیا۔ ختم بیان پر راجہ قدموں پر گرگیا اور ساتھیوں سے کہا گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا۔ اور حضر مہدی علیہ السلام کا دل سے معتقد ہوگیا۔ مکان جا کر فرط عقیدت سے اپنی بہن رانی بھان متی کو لا کر حضرت کی نذر کردیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بھان متی کو اپنی خدمت کا اعزاز بخشا اوران سے نکاح کیا۔ بندگی میاں سید علی بن حضرت مہدی علیہ السلام انہیں سے پیدا ہوئے ۔ جب حضرت نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا راجہ نے حاضر ہوکر کہا یہاں بعض باغیوں نے شورش مچارکھی ہے لوگوں کو ستاتے ہیں اس لئے سرحد کے پار ہونے تک ایک دستہ سواروں کا حضرت کے ساتھ رہے گا۔ حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا خدا کی مدد کافی ہے یہ فرما کر آپ روانہ ہوگئے یہ راستہ بہت خطرناک تھا۔ لق ودق جنگل سنسان جھاڑیاں' پہاڑوں کے کھوئے' درندوں کی کثرت پانی کہیں نہیں مگر پہاڑوں کے کھوؤں میں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے چشمے پانی کے موجود تھے جب آپ اس راستہ سے روانہ ہوئے بہت ہی زور کی بارش ہوئی گڑھے اور جھیلیں سب پانی سے لبریز ہوگئیں۔ اس راستہ میں حضرت بندگی میاںؒ کسی حاجت کی وجہ جنگل میں گئے تھے واپسی تک قافلہ روانہ ہوگیا آپ نے اِدھر اُدھر تین روز تک قافلہ کی جستجو کی نہیں ملا۔ آپ پر بھوک کا غلبہ ہوا اچانک ایک پیر مرد (خضرؑ) بکرے کا گوشت لے کر پہنچے اور آپ کو کھلایا اور راستہ بتایا جس راستہ سے حضرت مہدی علیہ السلام گزرے تھے اس راستہ پر **ھذا مھدی** کی صدا آرہی تھی۔

ٹھٹھہ: پھر حضرت مہدی علیہ السلام شہر ٹھٹھہ (ملک سندھ) پہنچے۔ ٹھٹھہ آتے ہوئے راستہ میں ایک مقام پر جہاں سانپ بہت تھے چالیس آدمی اس راستہ سے گزرتے ہوئے سوگئے تو سانپوں نے اپنا زہر ان کی ناک کے ذریعہ پہنچا کر ان کو مار ڈالا ایک آدمی زندہ رہا۔ اس نے حضرت مہدی علیہ

السلام کو دیکھ کر اس راہ سے گزرنے سے منع کیا اور واقعہ عرض کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اس کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے جہاں وہ چالیس آدمی مر کر پڑے ہوئے تھے آپ نے ان سب کے منہ میں اپنا پسخوردہ دیا سب ہوشیار ہوگئے اور تصدیق کر کے حضرت کے ساتھ ہوگئے۔ ان سانپوں میں ایک بڑا سانپ تھا وہ حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھ کر چلا گیا یہ سانپ اس سانپ کی اولاد سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ ٹھٹھہ آنے سے پہلے حضرت نے نصر پور میں قیام کیا تھا۔ یہاں شدت فاقہ کشی کی وجہ سے ایک جماعت فاقوں کی تاب نہ لا کر حضرت کی صحبت سے جدا ہو کر گجرات واپس ہوگئی۔ ان میں بی بی شکر خاتون اور قاضی خاں بھی تھے ان کی سواریوں کا انتظام حضرت شاہ نظامؓ نے کیا تھا ان کے چلے جانے کے بعد شاہ نظامؓ نے دیکھا کہ جو پیسے انہوں نے کرایہ کے لئے دیئے تھے ان میں سے کچھ پیسے بچ گئے ہیں۔ حضرت شاہ نظامؓ وہ پیسے ان کو واپس کر دینے کے لئے نکلے حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا کہ شکر خاتون اور قاضی خان نے جو پیسے کرایہ کے لئے دیئے تھے وہ واپس دینے جا رہا ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مت جاؤ کھا جاؤ۔ اگر خدا پوچھے بندہ کا دامن پکڑنا وہ مہدی سے منہ پھیر کر گئے ہیں۔ اگر خدا خوف دے (حکم دے) تو ان سے سب کچھ چھین لوں۔ شکر خاتون اور قاضی خان نے بعد میں حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ سے رجوع کیا اور حضرت کی صحبت اختیار کر لی۔ مقام نصر پور سے ہی حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں نعمت، میاں یوسف، میاں شیخ محمد کبیر اور میاں نظام غالب کو اپنے اہل وعیال کو لانے کے لئے گجرات جانے کے لئے کہا اور بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ سے بھی فرمایا تم بھی جاؤ۔ بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا بندہ کا گجرات میں کیا ہے اہل وعیال تو ہیں نہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اس میں مقصود خدا ہے۔ بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ نے عرض کیا حضرت کا فرمان سر آنکھوں پر اور گجرات گئے۔ اسی مقام سے حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے حضرت میراں سید محمودؓ کو جو چاپانیر میں تھے خط لکھا کہ یہاں ولایت محمدی سے سب لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں تم بیٹھے ہو کر دور ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس خط کو

دیکھ کر فرمایا ایسا مت لکھوایسا لکھو کہ ''سید محمد (مہدی) چاپا نیر میں اور سید محمود نصر پور کاہہ میں'' نصر پور میں حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام چندروز رہا وہاں دریائے سندھ عبور کر کے آپ کاہہ پہنچے۔

کاہہ: کاہہ دریائے اٹک پر ہے یہاں پہنچنے پر اصحاب خیموں کے نصب کرنے میں مصروف ہوئے۔ جانوروں کو میدان میں چھوڑ دیا کسی نے اس قصبہ کے حاکم سے فریاد کی کہ ایک بڑا گروہ مسلمانوں کا میدان میں اترا ہے ان کے بار برداری کے جانوروں نے کھیت کا ستیا ناس کر دیا۔ اشرف خاں پانی پتی اس قصبہ کا حاکم تھا سن کر حاضر ہوا اور کہا بہت افسوس ہے آپ مہدیت کی دعوت کرتے ہیں لوگوں کے نقصان کا خیال نہیں کرتے آپ کے جانوروں نے بے چارے کسان کا کھیت برباد کر دیا۔ آپ نے فرمایا بے دریافت الزام رکھتے ہو۔ جب کھیت کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ جانوروں نے ایک کاڑی بھی نہیں کھائی۔ بے حس و حرکت کھڑے ہیں۔ اشرف خان کو بہت تعجب ہوا اس نے فوراً تصدیق کر لی۔ کاہہ میں اصحاب کو فاقوں کی بڑی سختی اٹھانی پڑی۔ یہاں تک کہ (۸۴) اصحاب فاقوں سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔ ان میں عزیز احمد اور میاں مخدوم بھی تھے۔ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے قرب من اللہ میں بڑی بڑی بشارتیں دیں۔ یہاں حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ نو سو مہاجرین تھے (۸۴) اصحاب جو فاقہ سے شہید ہوئے ایک کھیت میں دفن کیئے گئے۔ کھیت والے نے کھیت خراب ہونے کی شکایت کی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا قبریں کھود کر لاشیں نکال دو جب قبریں کھودی گئیں کوئی لاش نہ نکلی بلکہ کسی کا کفن بھی نظر نہ آیا سب نور بن کر نور میں مل گئے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے جو اتنی مشقتیں برداشت کی ہے کیا قبر میں پڑے رہنے کے لئے ہے ''بندہ اس ہاتھ دیتا ہے خدا اس ہاتھ لیتا ہے'' کاہہ میں ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے بیبیوں میں بیان قرآن کیا۔ بیان کے ختم ہونے کے بعد بی بی بونؓ نے جو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد سے تھیں اور بیوہ تھیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا ''لونڈی نے اپنی ذات کو للہ آپ کو بخش دیا ہے شرف قبول کی عزت دینا چونکہ لونڈی کی کمال آرزو ہے کہ ازواج مطہرات میں لونڈی کا حشر ہو'' حضرت مہدی

علیہ السلام نے میا لاڑ شاہ اور قاضی حبیب اللہ کو گواہ رکھا ان دونوں کی گواہی سے عقد فرمایا۔ اسی مقام (کاہہ) میں حضرت مہدی علیہ السلام نے رمضان کا چاند دیکھا اور چھبیسویں تاریخ کا دن ہو چکا آپ عشاء پڑھ کر بی بی ملکان کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ آدھی رات گزرنے پر یکا یک آپ کو خدا کا حکم ہوا کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے ”سید محمد دو رکعت نماز شکرانہ اس اعزاز کا معہ اصحاب کے ادا کرو“ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس امر کا اعلان کر کے اصحاب کو جمع کیا اور نماز لیلۃ القدر امام ہو کر نماز پڑھائی۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے خدا کا حکم ہوا کہ ” اے سید محمد لیلۃ القدر ہم نے تجھے عطا کی پس دو رکعت نماز پڑھ جیسے آدم صفی اللہ نے نماز فجر پڑھی ابراہیم خلیل اللہ نے نماز ظہر پڑھی یونس علیہ السلام نے نماز عصر پڑھی عیسیٰ روح اللہ نے نماز مغرب پڑھی اور موسیٰ کلیم اللہ نے نماز عشاء پڑھی“ پس آپ نے مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے یہ نماز پڑھائی اور بعد نماز یہ دعا فرمائی۔ اللھم احیینا مسکینا وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین پہلی رکعت میں آپ نے سورۃ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ انا انزلنا پڑھا اس کے بعد فرہ مبارک میں حضرت مہدی علیہ السلام دو سال شب قدر ادا فرمائیں۔ کاہہ میں دو بوڑھی عورتوں نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہماری لڑکیوں کو جو پٹن میں ہیں ان کو بھی حضرت کی خدمت میں آنے کی خواہش ہے اگر آپ نظام غالب کو ہمارے ساتھ کر دیں تو ہم ان کو لاتے ہیں۔ جب میاں شاہ نظام غالب نے یہ بات سنی تمام دن چھپے رہے کہ کہیں صحبت سے جدائی نہ ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں نظام غالب سے فرمایا خدا کی راہ میں کمر باندھو ان عورتوں کے ساتھ جاؤ۔ غرض میاں نظام غالب گئے اور بیبیوں کو لائے۔ پٹن کے قاضی وخطیب بھی تصدیق وترک دنیا کر کے اور اپنے منصب کو چھوڑ کر نظام غالب کے ساتھ ہو گئے۔ یہ جماعت مہاجرین کی فرہ میں حضرت سے ملی۔ ٹھٹھہ اور کاہہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام کوئی ڈیڑھ سال رہا۔ اس سفر میں حضرت مہدی کے اصحاب پر فقر وفاقہ سے بے حد اضطرار واقع ہوا اور بے انتہا مشقت سے دوچار ہوئے۔ راستہ میں جہاں بھی ٹھیرے جوں ہی آگے

روانہ ہونے کا حکم خدا ہوتا روانہ ہو جاتے۔ دن ہو یا رات ' فاقہ ایسا کہ فتوح طیب بھی تین بار سے زیادہ قبول نہ فرماتے بلکہ بعض مرتبہ فتوح قبول ہی نہیں کرتے باوجود ان سختیوں کے صحابہ جو آپ کے ساتھ تھے ان کو یہ تکلیف نہیں معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ بندگی میاں یوسف جو بارہ مبشر میں داخل ہیں تنگی کی وجہ سے جھاڑوں کے پتے کھانے کی وجہ سے ان کا پیٹ بڑھ گیا بدن پر ورم آ گیا اور پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ اور بجز ایک تہمد کے کوئی اور کپڑا نہ تھا۔ چلتے چلتے ان کے پیر میں کانٹا چبھ گیا وہ نکالنے کے لئے بیٹھ گئے اتنے میں حضرت مہدی علیہ السلام ان کے نزدیک آ گئے انہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا میراں جی وہ زمانہ کب آئے گا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مہدی سے بیعت کرنے والوں کو بڑی بڑی مشقتیں اور طرح طرح کی زحمتیں اُٹھانی پڑیں گی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں یوسف وہ یہی وقت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے ظرف بڑے بنائے ہیں اس لئے تم کو معلوم نہیں ہوتا۔ ایسے بڑے بڑے صحابہ کا لباس اس وقت سر پر رسّی اور بدن پر لنگی تھا۔ اسی سفر میں حضرت مہدی علیہ السلام نے جو قافلے کے آگے آگے تھے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنے اصحاب کو جو پیچھے آ رہے تھے دیکھا۔ لوگ نہایت ہی اشتیاق سے چلے آ رہے ہیں کوئی سواری پر ہے کوئی پیدل ننگے پیر سر پر صرف رسی باندھے ہوئے اور بدن پر صرف لنگی پورا اوپر کا بدن ننگا۔ کسی کے سر پر سامان کسی کے گود میں بچہ۔ سب بھوک اور پیاس سے نڈھال چلے آ رہے ہیں۔ حضرت نے ان کو اس حال میں دیکھ کر خدا سے عرض کیا "بار الٰہی میں نے ان سے کوئی چیز نہیں لی یہ سب تیری طلب اور محبت میں اپنا گھر اور عیش و عشرت کے سامان چھوڑ کر میرے ساتھ چلے آ رہے ہیں تو ان پر اپنا فضل فرما" خدا کا حکم ہوا اے سید محمد ہم نے ان سے حساب و کتاب کا دفتر اٹھا لیا ہے ان سب کو ایمان کی بشارت دیدے۔ جب قافلہ نزدیک آیا حضرت نے یہ بشارت تمام صحابہ کو سنائی اصحاب کرام بہت خوش ہو گئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اس سفر میں حضرت مہدی علیہ السلام کسی مقام پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھیر گئے تھے جب وہاں سے روانہ ہوئے صحابہ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت شاہ نظام اپنی شیر خوار بچی کو جھولی بنا کر اس میں ڈال کر جھولی اپنے گلے سے لٹکا کر

www.theimammehdi.com/

ساتھ رکھتے تھے اس مقام پر انہوں نے جھولی ایک درخت کی ٹہنی سے لٹکا دی جب وہاں سے روانہ ہوئے جھولی بھول گئے بہت دور جانے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے ان سے پوچھا بھائی نظام تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ تب ان کو جھولی یاد آئی۔عرض کیا میرا نجی جھولی درخت پر ہی رہ گئی فرمایا جا کر لالوعرض کیا اب وہاں کیا ہوگا کوئی جانور کھالیا ہوگا۔فرمایا نہیں خدا نے اس پر ایک نگہبان مقرر کر دیا ہے۔شاہ نظامؒ واپس وہاں آئے دیکھا جھولی درخت سے لٹک رہی ہے اور ایک بڑا شیر جھولی کے قریب بیٹھا ہوا ہے جو آپ کو دیکھ کر سر جھکا کر جنگل کی طرف چلا گیا آپ نے جا کر دیکھا تو بچی جھولی میں فراغت سے سو رہی ہے جھولی لے کر حضور میں آئے اور واقعہ عرض کیا حضرت نے فرمایا ایسا ہی ہے شیروں کی نگرانی شیر کرتے ہیں۔

قندہار: وہاں سے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے یار واصحاب کے ہمراہ قندہار آئے اس وقت قندھار کا حاکم شاہ بیگ تھا جو میر ذوالنون حاکم فرہ کا بیٹا تھا۔جب حضرت مہدی علیہ السلام یہاں پہنچے تمام شہر میں حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر پھیل گئی کہ ایک سید آئے ہوئے ہیں جو کہتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں میری تصدیق سب خلائق پر فرض ہے۔یہاں کسی خادم نے عرض کیا یہ ملک عجم ہے اور ہم ھندی ہیں نہ ہم ان کی زبان جانتے ہیں نہ یہ لوگ ہماری زبان سے واقف ہیں۔ مصلحت کے لحاظ سے دعوی مہدیت کو یہاں چند دن کے لئے روک رکھیں جب ہم ایک دوسرے کی زبان سے واقف ہوجائیں اوران کو اپنی جانب مائل پائیں اس وقت دعویٰ مہدیت ظاہر فرمائیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا اگر بندہ کا دعوی تمہاری قوت سے ہے تو تم جیسا کہتے ہو ایسا ہی کیا جائے گا اگر اللہ کی جانب سے ہے اور اللہ کی قوت سے ہے تو انشاء اللہ معلوم ہوجائے گا بہرحال جب حضرت کی دعوت مشتہر ہوئی تو علمائے شہر نے جمع ہوکر اپنے امیر شہہ بیگ سے عرض کیا ہم اس سید کو جمعہ مسجد میں طلب کر کے تحقیق کرتے ہیں۔حضرت مہدی علیہ السلام علماء کے طلب کرنے سے پہلے ہی سے نماز جمعہ کی تیاری میں تھے جب سرکاری سپاہی آئے اور آپ کو چلنے کے لئے کہا فرمایا ہم آرہے ہیں۔لیکن سپاہیوں نے تشدد سے کام لیا اور کہا جلد چلئے۔کسی نے جلد چلئے

کہتے ہوئے آپ کا کمر بند پکڑ کر کھینچا۔ حضرت مہدی علیہ السلام جانے کے لئے اُٹھے کسی نے کہا حضرت کے نعلین لاؤ حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے بندہ اللہ کے لئے ہزار میل برہنہ پا جانے کے لئے تیار ہے۔ سپاہیوں نے اصحاب کو ساتھ آنے سے روکا اور کہا ہم کو صرف ذات مہدی سے کام ہے۔ لیکن اصحاب میں کسی نے ان کی بات کی پروانہیں کی سپاہیوں نے صحابہ پر دست درازی کی یہاں تک کہ حضرت شاہ دلاورؓ کا سر مار سے زخمی ہو گیا مگر اصحاب مہدی علیہ السلام کے ہمراہ چلتے رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اپنی رحیمانہ خصلت اور بغیر کسی رنج اور تغیر مزاج کے چلتے ہوئے مسجد میں آئے کسی کی طرف توجہ نہ کر کے پہلی صف پر روبہ قبلہ بیٹھ گئے۔ اس بے التفاتی سے علماء وفضلاء غصہ سے آشفتہ ہو گئے پھر شہہ بیگ آیا اس حالت میں کہ شراب پیا ہوا تھا کسی نے کہا شہہ بیگ ایک مرد جوان ہے اور شراب میں مست آیا ہے بہتر ہے کہ اس سے نرم گفتگو کی جائے۔ حضرت نے فرمایا بندہ کے آگے مستان دنیا ہوشیار ہو جاتے ہیں یہ شراب کی مستی کس شمار میں ہے۔ شہہ بیگ مجمع کو ہٹا کر حضرت مہدی علیہ السلام کے روبرو آ کر بیٹھ گیا علماء برابر شور وغوغا کرتے رہے۔ شہہ بیگ نے ان کو منع کیا اور کہا ہم بھی سنیں کیا کہتے ہیں۔ علماء خاموش ہو گئے حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت قرآن پڑھ کر بیان شروع کیا۔ شہہ بیگ بیان سنتے ہیں مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا اور کہا کہ اے امیر میری خطا معاف کر اگر آپ معاف نہ کریں تو میرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ختم رکوع تک اس کی طرف توجہ نہیں کی ایک رکوع کا بیان ختم کر کے آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی خطا معاف کی۔ شہہ بیگ نے علماء سے پوچھا مہدی کی خبر کیسی ہے۔ علماء نے کہا مہدی خبر متواتر ہے حق ہے شہہ بیگ نے کہا قرآن اور حدیث کے استنباط سے مہدیؑ کا وجود ثابت ہے تو یہی ذات مہدی ہے آمنا وصدقنا۔ جب حضرت مسجد سے واپس ہوئے شہہ بیگ آپ کی قیام گاہ تک ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے آیا پھر حضرت سے تربیت وتلقین ہو کر واپس ہوا۔ اور مختلف قسم کے طعام اور قسم قسم کے میوے زر' زیور' سونا چاندی وغیرہ روزانہ بھیج کر حضرت کی مہمانی کرتا رہا۔ حضرت نے تین روز تک اس کی مہمانی قبول کی ۔ چوتھے روز واپس

کردی۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام کو وہاں سے آگے بڑھنے کا حکم ہوا شہہ بیگ نے بہت کوشش کی حضرت چند روز اور ٹھیریں لیکن حضرت نے عذر کیا اور فرمایا خدا کا حکم ہو چکا ہے مجھ میں ٹھیرنے کی طاقت نہیں اور روانہ ہوئے۔ شہہ بیگ چار میل تک حضرت کے گھوڑے کی رکاب تھامے ہوئے آیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کو بہت ہی رنج وغم اور بہت ہی اندوہ والم سے قدمبوس ہو کر وداع کیا۔ شہہ بیگ نے اپنے باپ میر ذوالنون کو جو فرہ کا گورنر تھا لکھا کہ یہ ذات مہدی ہے آپ کے مناقب اور علامتیں بھی لکھیں اور لکھا ہم سب نے آپ کو قبول کر لیا ہے آپ بھی قبول کر لیں۔ قندہار سے میاں محمد کاشانی، میاں اشرف ہانسوی، میاں دانش خراسانی، میاں حاجی محمد احمد آبادی، میاں عبدالہاشم، میاں کبیر خاں، میاں شریف محمد، میاں کمال خاں، میاں چالاک دنیا ترک کر کے حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت وہاں سے روانہ ہو کر موضع دلارام آئے اور اس مقام کو دیکھ کر فرمایا۔

ہر کہ دلارام دید از دلش آرام رفت

بازنیاید پد بدہر کہ درین دام رفت

اس کے بعد قصبہ کوہ کو آئے اس زمانے میں یہ قصبہ بہت آباد تھا اور بارونق تھا۔

فرہ: قصبہ کوہ سے آپ فرہ آئے یہاں کا گورنر اس زمانے میں بادشاہت کی طرف سے میر ذوالنون تھا اس نے اپنے بیٹے شہہ بیگ کا خط پہنچنے پر آلات حرب تمام شہر میں نصب کرا دیئے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام وہاں پہنچے ملک سکندر حاجی کی سرا میں اترے جب قاضی شہر کو یہ اطلاع ملی اس نے کوتوال شہر کو یہ حکم دیا کہ آپ کی جماعت کو تاراج کر دے اور سب سامان ضبط کر لے۔ کوتوال شہر نے حسب حکم تمام سامان ضبط کرنے لگا۔ اصحاب نے اس سے لڑنے کی اجازت چاہی۔ حضرت نے اجازت نہ دی کوتوال نے تمام اصحاب کی ہر ایک کے سر پر کمان رکھ کر گنتی کی اور ان سب کا سامان ضبط کیا۔ یہاں تک کہ عورتوں کی چادریں بھی چھین لیں۔ پھر حضرت کے پاس آ کر تلوار طلب کی حضرت نے تلوار دے دی۔ پھر سب صحابہ نے آپ کی اتباع کی اپنے سب ہتھیار ان کے حوالے کر دیئے۔ کوتوال شہر سب سامان لے کر چلا گیا۔ اسی رات وہاں کے حاکم

نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا فرمارہے ہیں تیرے ملک میں میرے فرزند پر ظلم ہوا اس کا پلنگ اُلٹا دیا اور وہ پلنگ سے نیچے گر گیا جب بیدار ہوا اس کو سخت ہیبت ہوئی معاملہ کی دریافت پر جب حضرت پر ظلم کی اطلاع ملی تو سپاہیوں کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ اپنے سامان کی فہرست دیں۔ حضرت نے فرمایا ہمارا کوئی سامان نہیں گیا ہمارا سامان صرف خدا ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے بعد فرہ کے گورنر میر ذوالنون نے آپ کے پاس آنے کی تیاری کی اور سپاہیوں کو بھیج کر آپ کے قیام گاہ کے قریب آلات حرب نصب کیا تاکہ آپ کی جماعت مرعوب ہو جائے۔ پھر وہ خود آیا اس وقت بیان قرآن ہو رہا تھا لوگوں کو ہٹاتے ہوئے آنے لگا۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا ذوالنون جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ وہ وہیں بیٹھ گیا۔ بیان سن کر سخت متاثر ہوا ختم بیان پر حضرت کے قریب آیا اور کہا اگر آپ مہدی لغوی ہیں تو خیر اگر مہدی اصطلاحی ہیں تو دلیل کیا ہے فرمایا دلیل دینا اللہ کا کام ہے ہمارے ذمے صرف تبلیغ ہے۔ عرض کیا آپ کس تفسیر پر بیان قرآن کرتے ہیں فرمایا ہم مراد اللہ قرآن کا بیان کرتے ہیں جو تفسیر اس بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ غلط پھر کہا کہ آپ کس مذہب پر ہیں حضرت نے فرمایا ہم کسی مذہب میں مقید نہیں ہیں ہمارا مذہب کتاب اللہ اور پیروی رسول اللہؐ ہے۔ پھر پوچھا کیا آپ رسول اللہؐ کی اُمت میں داخل ہیں فرمایا ہاں عرض کیا ابوبکر کا ایمان سب اُمت کے ایمان سے بڑھ کر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ ابوبکر کا ایمان ایک طرف اور تمام اُمت کا ایمان ایک طرف۔ ابوبکر کے ایمان کا پلّہ بھاری ہوگا۔ فرمایا ہاں صحیح ہے۔ عرض کیا پھر آپ کے ایمان سے بھی ابوبکر کا ایمان بھاری ہے فرمایا محمدؐ کا ایمان بڑھ کر ہے یا ابوبکر کا عرض کیا حضرت محمدؐ کا فرمایا میرا ایمان حضرت محمد کا ایمان ہے کہا جب آپ داخل اُمت ہیں تو محمد کے ایمان کے مانند آپ کا ایمان کیسے ہوگا فرمایا میں اُمت میں ایسے ہی داخل ہوں جیسے کہ محمد داخل اُمت ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم** (اللہ ان پر عذاب نہیں کرے گا جب تو ان میں داخل ہے) پھر پوچھا آپ کی مہدیت کے گواہ کون ہیں۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ جو جانب راست ہیں اور یہ ابراہیم خلیل اللہ جو بائیں جانب ہیں۔ یہ سن کر ملا نور نے جو اس مجلس میں حاضر تھے کہا اگر مہدی کا آنا حق ہے تو یہی مہدی ہے

پھر ذوالنون نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ تلوار مہدی پر کام نہیں کرے گی فرمایا تلوار کا کام کاٹنا اور پانی کا کام ڈبونا اور آگ کا کام جلانا ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ کوئی مہدی پر قادر نہ ہوگا۔ میر ذوالنون نے تلوار نکال کر وار کرنا چاہا مگر اس کا ہاتھ شل ہوگیا تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر ذوالنون نے تصدیق سے شرف حاصل کیا اور کہا ہم مہدی کے نوکر ہیں جہاں کہیں تلوار چلانا ہوگا چلائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تلوار اپنے نفس پر چلاؤ تا کہ گمراہی میں نہ ڈالے مہدی کا ناصر خدا ہے۔ یہ فرما کر حضرت اُٹھ کر جانے لگے میر ذوالنون حضرت کے پیچھے ہوگیا کسی نے کہا میر ذوالنون اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت نے پلٹ کر اس کو **السلام علیکم** کہا اور حجرے میں چلے گئے۔

میر ذوالنون نے یہ تمام حالات بالتفصیل لکھ کر شاہ ہرات مرزا حسین کو بھیجے اور لکھا یہاں کے سب عالموں نے حضرت کی تصدیق کر لی ہے۔ مرزا حسین نے ہرات کے تمام عالموں کو جمع کر کے یہ مسئلہ ان کے سامنے رکھا اور اپنا شاہی کتب خانہ ان کے حوالے کر کے کہا کہ اس پر سے سوالات منتخب کر کے بحث تیار کریں اور ان کو دو مہینے کی مہلت دی۔

ان علماء نے کتب اصول فقہ و مذہب سے چار سوال علمی منتخب کئے پھر تمام علماء میں چار عالم منتخب کئے گئے۔ یعنی ملا علی فیاض، ملا علی شیروانی، ملا درویش محمد ہراتی اور عبدالصمد ہمدانی۔ اور ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک فوجی رسالے کے ساتھ بحث و مباحثہ اور تحقیق مہدیت کے لئے بھیجا گیا۔ جب حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں یہ علماء پہنچے اس وقت حضرت بیان قرآن میں تھے۔ اور **لقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن و الانس** کا بیان ہو رہا تھا۔ بیان سن کر چاروں علماء دل سے حضرت مہدی علیہ السلام کے معتقد ہو گئے۔ ملا درویش محمد نے گھانس کا تنکہ اپنے منہ میں لے کر عرض کیا ہم اپنے تمام علم و معرفت کے باوجود آنحضرتؑ کے آگے جانوروں کے مانند ہیں۔ پھر ملا علی فیاض نے نہایت ادب سے عرض کیا میرانجی جو کچھ شبہات ہمارے دل میں تھے وہ حضرت کے بیان سے دور ہو گئے۔ اگر رضا ہو تو چار سوال جو شیخ الاسلام کی جانب سے بھیجے گئے ہیں عرض کئے جاتے ہیں۔ آنحضرتؑ نے رضا دی۔

پہلا سوال انہوں نے یہ کیا کہ حضور اپنے آپ کو مہدی موعود کس دلیل سے کہلاتے ہیں؟

www.theimammehdi.com/

حضرت مہدی علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا بندہ نہیں کہلاتا ہے حق تعالیٰ کا فرمان اور موکد کے طور پر ہوتا ہے کہ تو ''مہدی موعود'' ہے اس حکم کی بناء پر دعویٰ کرتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ حضور مذہب ائمہ میں سے کس مذہب کے پیرو ہیں جواب میں فرمایا ہم کسی مذہب میں مقید نہیں ہیں ہمارا مذہب اللہ کی کتاب (قرآن) اور مصطفیٰ علیہ السلام کی پیروی ہے۔

تیسرا سوال یہ کہ حضور کس تفسیر پر قرآن کا بیان فرماتے ہیں فرمایا ہم کسی بھی وقت کی تفسیر کا مطالعہ نہیں کرتے بیان کے وقت جو آیت سامنے آئے اور اس آیت کا جو معنی خدا کی طرف سے معلوم ہو وہی بیان کرتے ہیں۔

چوتھا سوال یہ کہ خدائے تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں جائز ہونے پر آپ کیا دلیل رکھتے ہیں؟ فرمایا ہر چیز کی دلیل دو گواہوں سے ملتی ہے پھر دائیں بائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ موجود ہیں اس باب میں گواہ ہیں پوچھ لو۔ علماء خاموش ہو گئے اور ان کو دلجمعی حاصل ہوگئی اور آنحضرت کے مطیع ہو گئے پھر ان علماء نے اپنے استاد شیخ الاسلام کو لکھا کہ ہماری تمام عمر کی تحصیل علم اس سید کے علم کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ اس گواہی پر تمام علمائے ہرات اور شیخ الاسلام نے تصدیق کر لی۔ بادشاہ ہرات مرزا حسین نے بھی ان علماء کی گواہی پر مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی اور حضرت کی صحبت اختیار کرنے کے خیال سے ہرات چھوڑ کر فرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ضعیف العمری تھی اور سفر دشوار تھا راستہ میں انتقال کر گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرہ مبارک میں صحابہ کو ساتھ لے کر ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے نجاشی بادشاہ حبش کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے ملا درویش آئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کیا حال ہے عرض کیا حالت بہت خراب ہے فرمایا کیا خرابی ہے عرض کیا نفس کہتا ہے کہ حضور مہدی ہیں یا نہیں فرمایا نفس سے کہدو کہ لفظ مہدی کو اٹھا کر رکھ دے کلام خدا اور کلام نبی کے موافق مہدی کا عمل ہے یا نہیں وہ دیکھو اور اس پر عمل کرو اس کے بعد تم کو حق معلوم ہو جائے گا۔ وہ دو تین روز کے بعد حضور میں آئے اور معافی مانگی اور اپنے سست اعتقاد سے رجوع کیا اور مہدی علیہ السلام کی

مہدیت کا صدق دل سے اقرار کیا۔ فرہ میں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ’’مہدی اور اس کی قوم کو کوئی مقام و مسکن اور کوئی جگہ نہیں‘‘ نیز فرمایا ’’مہدی اور مہدوی قیامت تک رہیں گے‘‘ ایک دن آپ بیٹھے ہوئے تھے چہرہ کا رنگ بدل گیا حضرت بندگی میاں نے حال پوچھا تو فرمایا کہ بندہ کے آگے آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے اور پیدا شدہ ارواح کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو بندہ کے پاس مقبول صحیح ہوا وہ خدا کا مقبول ہے۔ اور جو بندہ کے پاس صحیح نہیں ہے وہ مردود ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام فرہ کے زمانے میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور دیگر اصحاب کو جونصر پور سے گجرات بھیجے گئے تھے وہ سب یہاں آ کر ملے۔ حضرت میراں سید محمود بھی اپنا منصب چھوڑ کر چاپانیر سے آ گئے۔ میراں سید محمودؓ سے میاں سید خوندمیرؓ اور شاہ نعمتؓ رادھن پور میں ملے۔ میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے میراں سید محمودؓ اور آپ کی اہلیہ محترمہ بی بی کد بانو کو نہایت ہی آرام سے بی بی کے لئے پالکی کا انتظام کر کے فراہ تک پہنچائے۔ اور جو کچھ فتوح صدیق ولایتؓ کو بادشاہ محمود بیگڑہ کی بہنوں اور دیگر امرائے پٹن وغیرہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو پہنچانے دی تھی وہ سب کی سب میراں سید محمودؓ کو یہ کہہ کر دیدی کہ میں نے مہدی کو یہیں پایا' میراں سید محمود کے پاس زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ حضرت شاہ نعمتؓ کے پاس بھی کثیر فتوح حضرت مہدی علیہ السلام کو پہنچانے کے لئے موجود تھی۔ میراں سید محمود نے ان سے بطور قرض کچھ مطالبہ کیا انہوں نے کہا بندہ دیانت دار ہے امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ میراں سید محمود دلگیر ہو گئے مگر حضرت صدیق ولایتؓ نے پوری فتوح آپ کے حوالے کر کے اپنے ہمراہ لے کر بہت خدمت کرتے ہوئے فرہ پہنچے۔ جب یہ قافلہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور پہنچا۔ حضرت علیہ السلام بہت خوش ہو گئے۔ میراں سید محمودؓ کو گلے لگا لیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

باید شکست از ہو عالم برائے یار
آرے برائے یار دو عالم تواں شکست

پھر میراں سید محمودؓ نے راستے میں جو واقعہ ہوا اس کو عرض کیا اس پر میراں جی نے فرمایا

کہ سید خوندمیرؓ تمہارے برادر حقیقی ہیں اور شاہ نعمتؓ سے فرمایا بھائی کیا تم کو گجرات کی مثل بھی یاد نہیں آئی کہ کہتے ہیں ''ایک ٹک کیا تیرے باپ کا مال ہے'' سب کچھ فدائے بھائی سید محمودؓ کر دینا تھا۔ شاہ نعمتؓ کو اس تفہیم سے رنج ہوا اور وہ دائرہ کے باہر چلے گئے اور کہیں بیٹھ گئے پھر خدا کے حکم سے حضرت مہدی علیہ السلام ان کے پاس پہنچے اور ان کے پیچھے بیٹھ کر فرمایا ''توں مجھ لور نہ لو سہا گن ہوں تجھ اور نہار'' اور حضرت شاہ نعمتؓ کو لے کر دائرہ میں آئے۔

سیدین صالحین (میراں سید محمودؓ اور میاں سید خوندمیرؓ) کے فرہ مبارک پہنچنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کی حیات چھ ماہ ہوئی ہے۔ اس زمانے میں بیانِ قرآن کی نہج بدل گئی اور بہت سے حقائق حضرت مہدی علیہ السلام بیان کرنے لگے۔ صحابہ بہت خوش ہوگئے اور عرض کیا ایسا بیان پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اب کس کے لئے اٹھا کر رکھوں حامل بیان آگئے ہیں۔ اسی زمانے میں چھ ماہ تک حضرت مہدی علیہ السلام دن بھر میراں سید محمودؓ کے حجرے میں اور رات بھر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے حجرے میں رہ کر سیدین کو اسرار و معارف کی تعلیم دیتے اور دونوں کو سائر بلا واسطہ بنادیا اور دونوں کو سرتا پا مسلمان اور انسان کامل کہا۔ اسی مقام پر ایک دن حضرت بیان قرآن فرمارہے تھے۔ جنات کی ایک جماعت جو کہیں جارہی تھی اس نے بیان سنا اور سب جن خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی تصدیق کے بعد تلقین ہو کر واپس ہوئے۔ ایک روز آپ بیٹھے ہوئے تھے اپنے پیچھے دیکھ کر فرمایا کہ ''تم بھی ہم میں ہو'' کسی نے عرض کیا میراں جی پیچھے تو کوئی نہیں ہے آپ یہ کس سے فرمارہے ہیں فرمایا ہفت سلاطین (سات بڑے بڑے اولیاء) کی ارواح آئی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کاش ہم بھی آپ کے زمانے میں ہوتے تو ہم کو بھی وہ مقامات حاصل ہوتے جو آپ کے اصحاب کو ملے ہیں (یعنی مقامات انبیاء) میں ان کو یہ کہکر تسلی دے رہا ہوں کہ تم بھی ہم میں ہو۔ وہ سات اولیاء یہ ہیں۔ سلطان بایزید' سلطان ادہم' سلطان شبلی' سلطان عبدالقادر گیلانی' سلطان سنجر ماضی' سلطان عبدالخالق عجزوانی' سلطان ابوسعید ابوالخیر۔

پھر فرمایا ہمارے بھائیوں نے جو ہم سے پہلے گزرے (یعنی جماعت اولیاء اللہ) بڑی محنتوں اور مشقتوں سے خدا کو پایا چونکہ وہ اپنی طلب میں سچے تھے اس لئے خدا کو پہنچے۔ اگر بندہ کے

زمانے میں ہوتے بندہ کی قدر کرتے کہ بندہ اوپر واڑے کا راستہ لایا ہے۔ اور اولیاء دور اور چکر کے راستہ سے خدا تک پہنچتے۔ کسی نے عرض کیا میرانجی دور اور چکر کا راستہ کونسا اور اوپر واڑے (نزدیک) کا راستہ کونسا فرمایا اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا یہی نزدیک کا راستہ ہے۔ کس لئے انہوں نے تمام عمر کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو چھوڑ دیا اور کنوؤں میں اُلٹے سر لٹکے اور ایسا عمل جو خدا نے نہیں فرمایا اختیار کر کے چکر میں پڑے۔ اپنے اختیار سے بے اختیار ہو کر شریعت محمدی کے موافق عمل کرنا یہی راستہ نزدیک کا ہے۔ پھر فرمایا مرغ میدا کھاؤ' صاف ستھرا پہنو سنگھاسن اور گھوڑے پر بیٹھو مگر اپنی بے اختیاری سے خدا کو حاصل کرو۔ ایک دن آپ قضائے حاجت کے لئے آبادی سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ میاں سید سلام اللہ ساتھ تھے ان کے دل میں خیال آیا کہ مہدی کے زمانے میں پہاڑ اور ریت سب سونا اور جواہرات میں تبدیل ہو جائیں گے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام بعد فراغت واپس آئے پوچھا کہ تمہارے دل میں کیا خیال آرہا ہے۔ انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ فرمایا پہاڑوں کی طرف دیکھو۔ دیکھا تو سب خالص سونا بن گئے تھے پھر فرمایا ریت کی طرف دیکھو وہ جواہرات میں تبدیل ہوگئی تھی۔ فرمایا تھوڑے جواہر لے لو عرض کیا مجھے ضرورت نہیں فرمایا تھوڑے ساتھ رکھ لو اور بھائیوں کو بتاؤ جب دائرہ میں واپس آئے میاں سید سلام اللہؓ نے اصحاب کرام سے معاملہ عرض کر کے کہا یہ جواہر ہیں جس کو ضرورت ہے جا کر لائے سب نے یہی کہا کہ ہم کو ضرورت نہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مومن کو زرو جواہر کی ضرورت نہیں تو کیا مہدی پہاڑوں اور ریت کو سونا چاندی اور جواہرات بنا کر کافروں کو دے گا؟

حضرت مہدی علیہ السلام فرہ سے رچ کو نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن راستہ میں بیٹھ گئے اتنے میں اصحاب کی جماعت جو پیچھے تھی پہنچ گئی۔ صحابہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ یہاں ملائک نور کے طباق لا کر بندہ پر نچھاور کر رہے ہیں۔ خدا کا حکم ہوا اپنے برادروں کے آنے تک یہاں ٹھیر جا۔ پھر وہاں سے جامع مسجد آئے نماز جمعہ کے بعد آپ نے بآواز بلند نماز وتر کی نیت باندھی۔ ملا فیاض رونے لگے پوچھنے پر کہا کہ اب آئندہ جمعہ مہدی یہاں پر نہیں آئیں گے۔

جب بعد جمعہ واپس مقام پر آئے آپ کو بخار آ گیا۔ روز بروز اس میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک روز قئے ہوگئی۔ میاں عبدالمجیدؓ نے وہ قئے ہاتھوں میں لے کر پی لی۔ میراں سید سلام اللہؓ نے کہا قئے مکروہ ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا یہ قئے نہیں ہے نور ہے۔ اس کی وجہ سے ان کو فرزند ہوگا۔ میاں عبدالمجیدؓ بوڑھے ہو گئے تھے اور لاولد تھے وہ گھر آ کر اپنے ہاتھوں پر لگی ہوئی قئے کو اپنی بیوی کو چٹادی۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو اولاد دی اور میاں عبدالکریم نوریؓ پیدا ہوئے۔ آج تک حضرت کی اولاد موجود ہے اور نوری پیرزادے کہلاتی ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام بی بی بون جیؓ کے گھر سے بی بی ملکانؓ کے حجرے میں آنا چاہے جن کی باری کا وقت شروع ہوگیا تھا۔ صحابہ نے منع کیا کہ حالت ٹھیک نہیں ہے یہیں ٹھیریں۔ بی بی ملکانؓ نے بھی کہا کہ میں نے اپنی باری بی بی بون جیؓ کو بخش دی۔ فرمایا تم میری رعایت کرتی ہو مگر شریعت محمدی کی تم کو رعایت نہیں ہے یہ کہہ کر اُٹھنا چاہا صحابہ حضرت کو تھامے ہوئے بی بی ملکانؓ کے گھر لے آئے۔

فرہ مبارک کے قیام کے دوران حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت **فالذین ھاجروا** الخ کا دوبارہ بیان کیا اور فرمایا یہ میری اور میری قوم کی صفات میں ہجرت اخراج ایذا ہوچکی ہے **قاتلوا و قتلوا** رہ گیا ہے۔ وہ بھی ہوجائے میں نے اس صفت کے اظہار کی بہت خواہش کی مگر خدا کا حکم ہو رہا ہے تجھ پر کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہم نے تیرا بدل مقرر کیا ہے پھر آپ نے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو اپنی ذات کا بدل قرار دیا اور فرمایا بندہ کی ذات کی صفت تم سے پوری ہوگی اور پہلے روز قاتلوا کا ظہور ہوگا اور تمام دنیا ایک طرف اور تم اکیلے ایک طرف رہو گے بھی تو تمہاری فتح ہوگی۔ دوسرے روز تمہاری شہادت ہے۔ سر جدا' تن جدا' پوست جدا ہوگا تین جگہ دفن ہوں گے۔ اگر ایسا ہوا تو سمجھنا کہ بندہ مہدی موعود ہے ورنہ نہیں۔

جب حرارت بہت بڑھ گئی تو آپ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** کا بیان فرمایا اور وصیت کی کہ جو کوئی عدم سے موجود میں آیا ہے اس کی یہی راہ درپیش ہے ولی ہو یا نبی حتیٰ کہ خاتم النبیین بھی نہ رہے بندہ کا کام تبلیغ کا تھا اس بوجھ کو بندے نے تمہارے سر سے اتار دیا ہے۔ اب عمل کرنا تمہارا کام ہے۔ اس فرمان سے حاضرین پر بڑی رقت طاری

https://theimammehdi.com

ہوئی۔سب گریہ زاری کرنے لگے حضرت شاہ نعمتؓ نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا افسوس ظل اللہ اور ہمارے سروں سے دور ہونے کو ہے۔حضرت علیہ السلام نے فرمایا سچ ہے جو بندے کے روبرو گئے سبقت لے گئے اور جو رہ گئے ان پر سارا بار پڑ گیا۔فرمایا خدایا میں ان تمام کو تجھ کو سونپ جاتا ہوں تو انہیں اپنی حمایت میں لے۔صاحبو محمد نبیؐ اور محمد مہدی (علیہما السلام) کو فنا نہیں ہے۔انہیں صرف ایک گھر سے دوسرے گھر جانا ہے۔اگر کسی کو میری مہدیت یا میرے قول میں شک ہو آزمائش منظور ہو تو قبر میں رکھنے کے بعد مجھ کو دیکھو جب مجھ کو وہاں پاؤ تو سمجھو کہ میں مہدی موعود نہیں ہوں۔جب تک میرے مدعا اور میرے لائے ہوئے احکام پر عمل کروگے میں تم میں ہوں جب یاد خدا اور طلب دیدار خدا جو میری دعوت کے اصل اصول ہیں تم میں سے جاتے رہیں تو اس وقت سمجھو کہ میں تم میں نہیں ہوں۔اس فرمان کے بعد عمل کے دور ہو جانے کے بعد علامات کو اس طرح بیان فرمایا کہ خدا کی یاد اور اس کی طلب تمہارے دل سے نکل جائے اور اہل دنیا کا میلان تمہاری جانب ہو جائے اور تم سے نفرت اور بیزاری اور مخالفت نہ کریں اور تمہاری تکلیف کے درپے نہ ہوں۔اس وقت جانو کہ یہ بندہ تمہارے میں نہیں ہے۔لیکن انشاء اللہ تعالیٰ مہدی و مہدیاں قیامت تک رہیں گے۔

آخری وصیت میں **قاتلوا وقتلوا** کا بار بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے سپرد کیا اور میراں سید محمود کے حوالے تمام اہل اور مہاجرین کو کیا اور فرمایا بندہ کے ''ادھورے بھائی محمود کے پورے'' جب بی بی نے آش بنانے کا خیال ظاہر کیا **القد بالخیر لا یقال لھا قوہ** فرمایا **المفلس فی امان اللہ** (مفلس اللہ کی امان میں ہے) بندہ کی ملک میں کوئی چیز نہیں ہے سوائے ساٹھ تلواروں کے جو مہاجرین کے نزدیک ہیں۔وہ بھی جن کے نزدیک ہیں وہی ان کے مالک ہیں۔بی بی ملکانؓ کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی پلنگ وغیرہ نہیں تھا۔ذیقعدہ کی ۱۹/ تاریخ اور جمعرات کے دن ڈیڑھ پہر دن چڑھے اشارے سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور ان کے زانو پر سر دے کر تکیہ کیا اور آیت **قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی** پڑھ کر اس کا بیان کیا اور فرمایا **سبحان اللہ وما انا من المشرکین** ہم دونوں جملہ مشرکین سے نہیں ہیں۔یہ کہنے کے بعد سکوت فرمایا۔بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے میراں سید محمودؓ

سے آہستہ کہا کہ یہ کونسا شرک ہے اگر آج اس بات کی تحقیق نہ ہوتو مشکل پڑے گی۔ حضرت مہدی علیہ السلام جھٹ آنکھیں کھول دیں اور فرمایا سید خوندمیر جو کوئی خدا کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے پھر چادر کو سر سے قدم تک اوڑھ لیا بندگی میاں نے چادر میں سے سینہ مبارک پر دیکھا تو دیکھا کہ حضرت رحلت فرماگئے ہیں۔ رضنا بقضاء اللہ پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میراں سید محمودؒ نے چند کلمات صبر بیان فرمائے کہ سب کو کامل تسکین ہوگئی۔ آپ کا جنازہ معلیٰ تھام کر اُٹھا کر مسجد میں لائے غسل دیا۔ غسل دینے کے بعد حضرت شاہ نعمتؒ نے جو پانی ناف میں رہ گیا تھا پی لیا۔ حضرت کو دفن کرنے کی جگہ میں فرہ اور رچ والوں میں جھگڑا ہوگیا۔ فرہ والے کہتے تھے ہمارے علاقے کی زمین میں حضرت کا مدفن بنے۔ رچ والے کہتے تھے کہ حضرت جمعہ پڑھنے ہمارے قریہ میں آتے تھے۔ پھر میراں سید محمودؒ اور میاں سید خوندمیرؒ نے فرمایا تم آپس میں جھگڑا مت کرو۔ حضرت علیہ السلام سے اس معاملہ میں جس طرح حکم ہوگا اسی طرح عمل کیا جائے گا۔ پھر سب نے جنازہ اُٹھالیا اور فرہ کی پرانی عیدگاہ پر نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت میراں سید محمودؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ اُٹھا کر رچ کی جانب لے چلے اور اس مقام پر پہنچے کہ جہاں حضرت علیہ السلام اپنی عمر کا آخری جمعہ پڑھنے جاتے وقت ٹھیر گئے تھے۔ وہاں ملائک نور کے طباق نثار کرنے لائے تھے وہ زمین فرہ اور رچ کے درمیان تھی۔ اور وہاں ایک پرفضا باغ تھا اس مقام پر پہنچتے ہی جنازہ ایسا سنگین ہوگیا کہ اُٹھانے والوں نے ہر چند آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن نہ بڑھ سکے۔ آخر سب کے سب اس اشارے کو سمجھ گئے کہ حضرت کا مدفن اسی جگہ ہوگا۔ میراں سید محمودؒ نے اس زمین کے مالک کو زمین خریدنے طلب کیا۔ اتفاقاً سلیمان مالک زمین شریک جنازہ تھا اور تصدیق سے مشرف تھا۔ اس نے کہا زہے نصیب میرے اور اس دیں کے سلطان دو جہاں کا مبارک روضہ یہاں بنے۔ میں نے للہ اس باغ کو حضرت کے لئے وقف کردیا۔ اس بات کو سن کر میراں سید محمود نے فرمایا مجھ کو اسی وقت خریدنے کی قدرت ہے یہ فرمایا اور چار آدمی کی رائے سے اس کو خرید لیا۔ فرہ اور رچ والے دونوں اس فیصلے پر خوشی سے راضی ہوگئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے جسد مبارک کو قبر میں رکھنے

https://theimammehdi.com

کے بعد میراں سید محمودؓ نے فرمایا تم کو یاد ہے جو حضرت نے فرمایا تھا کہ مجھ کو قبر میں اُتارنے کے بعد دیکھو تو ہرگز نہ پاؤ گے پھر قبر میں اُتر کر کفن میں آپ کو ٹٹولا مگر نہ پایا۔ حاضرین کو بڑی حیرت ہوئی اور سکتہ میں ہو گئے۔ جس وقت میراں سید محمودؓ قبر سے باہر آئے بالکل حضرت مہدی علیہ السلام کے مشابہ ہو گئے۔ حضرت میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ نے دیکھ کر فرمایا یہ دیکھو ہمارا مہدی ہم میں موجود ہے۔ اسی وقت سے میراں سید محمود کا لقب ثانی مہدیؓ ہو گیا اور دفن سے فارغ ہو کر لوگ دائرہ معلیٰ کو آئے۔ مہدی موعود آمد ورفت اس سال کی تاریخ ہوئی (۹۱۰ھ) حضرت میراں سید محمودؓ نے آیت **وما محمد الا رسول** اور آیت **فاذکرونی اذکر کم واشکرولی ولا تکفرون** کا بیان فرمایا۔ بندگی میاں الهداد حمیدؓ نے جگر سوز مرثیئے اور تاریخیں لکھ کر دسویں روز مرقد مبارک کے نزدیک اجماع صحابہ میں سنائے حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام صحابہ نے بالاجماع میراں سید محمودؓ کی جانب رجوع کیا اور آپ کی مقدس صحبت میں رہے۔ جب اسمٰعیل شاہ صفوی اس ملک پر قابض ہو گیا یہ فرقہ امامیہ سے تھا اہل سنت سے اس کو سخت عداوت تھی۔ نامی بزرگ اور اولیاء اللہ کے مزارات کی تخریب کرتا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی مزار مبارک کی تخریب کے لئے بھی پانچ سو سوار بھیج دیئے۔ قضائے الٰہی سے ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام سوار تتر بتر ہو گئے۔ کسی کو مزار تک پہنچنے کی ہمت نہ ہوئی مگر شہزادہ صفوی مزار تک آیا۔ اس کے ساتھ ایک قوی ہیکل پہلوان تھا۔ اس نے جیسے ہی کلند اُٹھائی ناف تک زمین میں دھنس گیا پھر تو بہت گھبرایا اور توبہ کی اور مزار مبارک کو مشک وگلاب سے دھویا اور بڑا معتقد ہو گیا۔ اور شاہ صفوی کے امراء بھی سب کے سب حضرت کے معتقد ہو گئے۔ بادشاہ نے مرقد مبارک پر ایک بڑا گنبد اور حوض اور خانقاہ وحمام بنانے کا حکم دیا۔ انتخاب المموالید میں ہے۔ شاہ قاسم عراقی نے جو بعد میں فرہ کا حاکم ہوا اس نے اس کی بناڈالی تھی۔ اس نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق بھی کی تھی۔ اور اپنی کتاب مراۃ العشاق میں حضرت مہدی علیہ السلام کی شان مقدس میں منظوم نذرانہ عقیدت بڑی عمدگی کے ساتھ کہی ہے۔ بہرحال وہ عمارت اب تک موجود ہے۔

https://theimammehdi.com

دوسرا باب
ازواج مطہرات واولاد حضرت مہدی علیہ السلام

حضرت مہدی علیہ السلام کی پانچ بیویاں اور دو خادمہ منکوحہ تھیں۔مگر کسی زمانے میں چار سے بڑھ کر اجتماع نہیں ہوا۔پہلی بیوی بی بی الہدیتیؓ دوسری بیوی بی بی بھیکاںؓ تیسری بیوی بی بی ملکانؓ چوتھی بیوی رانی بھان متیؓ ہمشیرہ راجہ جیسلمیر پانچویں بیوی بی بی بونؓ۔دو خادمہ منکوحہ بی بی سلونی و بی بی راجمتی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کو پانچ فرزند اور تین بیٹیاں ہوئی۔میراں سید محمودؓ میراں سید اجمل اور دو بیٹیاں بی بی خونزا اور بی بی فاطمہ خاتون جنت ولایت بی بی الہدیتیؓ سے پیدا ہوئیں۔میراں سید حمید اور بی بی ہدیۃ اللہ بی بی ملکانؓ سے ہوئیں۔میراں سید علی رانی بھان متی سے پیدا ہوئے۔میراں سید ابراہیم بی بی بون سے پیدا ہوئے۔

بی بی الہدیتیؓ: آپ سید جلال الدین بنت سید عثمان کی بیٹی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی چچیری بہن ہیں۔۸۶۶ھ میں جب آپ کی عمر ۱۱ سال کی تھی آپ کا نکاح حضرت مہدی علیہ السلام سے ہوا۔اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی عمر شریف ۱۹ سال کی تھی۔آپ نہایت متقی و پرہیز گار اور عبادت گزار تھیں۔حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو خدیجہ ولایت کہا ہے۔حضرت مہدی علیہ السلام کی آپ نے بہت خدمت کی ہے حضرت مہدی علیہ السلام کے ایام جذبہ میں آپ ہر وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی نگران رہتیں۔اور حضرت کو جب نماز کے وقت ہوش آتا آپ کو وضو کراتی تھیں۔ایک دن ایام جذبہ کے سات سال گزرنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز عشاء کے بعد آپ سے پانی مانگا آپ پانی لانے گئیں واپسی تک حضرت پر جذبہ طاری ہو گیا آپ پانی لئے صبح تک کھڑی رہیں۔جب نماز صبح کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام کو ہوش آیا پوچھا کیا پانی اب لائی ہو۔عرض کیا عشاء سے کھڑی ہوں۔حضرت مہدی علیہ السلام نے پانی منگوا کر وضو کیا اور بعد نماز بی بی کے حق میں دعا کی اور کہا خداوند جس طرح اس بی بی نے بندہ کو خوش کیا ہے تو اس کو اپنے دیدار سے سرفراز کر۔حضرت مہدی علیہ السلام ایام جذبہ کے ۱۲ سال

https://theimammehdi.com

گزرنے کے بعد خدا کے حکم سے جونپور سے ہجرت کر کے دانا پور پہنچے۔ یہاں قیام کے زمانے میں بی بی الہدیتیؓ نے معاملہ دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے بی بی کو یہ اطلاع دی گئی کہ ہم نے تیرے شوہر کو خاتم ولایت محمدیؑ اور مہدی موعودؑ کیا ہے تو اس کی تصدیق کر۔ بی بی نے کئی بارسن کر ضبط کیا بعد میں یہ معاملہ حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے بیان کیا۔ حضرت نے اس کو صحیح و ثابت رکھا اور فرمایا اکثر اوقات ہم کو بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوتا ہے ہم نے تجھ کو مہدی موعودؑ کیا ہے لیکن جب اس امر کے ظہور کی مدت پہنچے گی اس کا اظہار ہو جائے گا اس کے بعد بی بی نے قدمبوسی کر کے عرض کیا میرانجی اس سے پہلے کے بندی سے کوئی تقصیر ہوئی ہے تو معاف کریں اور گواہ رہیں میں نے میرانجی کی مہدیت کی تصدیق کی۔ جس زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام چاپانیر میں سلیم خاں کی ایک مینار کی مسجد میں مقیم تھے بی بی بیمار ہو گئیں اور اسی مقام پر اسی بیماری سے آپ کا انتقال ۳/ ذی الحجہ ۸۹۱ھ کو ہو گیا۔ انتقال کے پہلے حضرت مہدی علیہ السلام آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور بی بی سے حال دریافت کیا۔ بی بی نے کہا میرانجی بارہ سال ہوتے ہیں میں نے بغیر خدا کو دیکھے کے سجدہ نہیں کیا اور عرض کیا کہ میرانجی جو کچھ کہ میرا (مال) ہے تمام فقراء میں سویت کر دیں۔ پھر بی بی کا انتقال ہو گیا انتقال کے بعد آپ کے ڈوپٹہ میں سے ایک سونے کی اشرفی نکلی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو علم ہوا تو حکم دیا کہ اس کو گرم کر کے بی بی کے جسم پر داغ دیں۔ یہ بات میاں سید سلام اللہؓ کو معلوم ہوئی وہ قبر کھدوانے گئے تھے دوڑتے ہوئے آئے اور کہا یہ سکہ بی بی الہدیتیؓ کا نہیں ہے بی بی فاطمہ کا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا جس کا ہے اسی کو دیدو۔ داغ دینے اس لئے کہا گیا کہ آخرت میں داغ سے بچ جائیں۔ پھر بی بی کو مسجد ایک مینار سے مشرق کی طرف ڈونگری کے قریب قبرستان میں دفن کیا گیا۔ میاں سید سلام اللہؓ نے بعد دفن پتھر جمع کرنے شروع کئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کیا ضرورت ہے۔ بی بی قبر میں نہیں ہیں بندہ نے اس ہاتھ دیا خدا نے اس ہاتھ لیا۔ بی بی کی تدفین کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے شربت تیار کروا کر سب کو پلایا اور فقراء جو موجود تھے ان میں پیسوں کی سویت بھی کی جس کا طریقہ آج تک قوم میں ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔

https://theimammehdi.com

فرمایا ہماری سویت میں بی بی کا تیسرا حصہ ہے۔فرمایا قیامت کے دن جس کو جتنا بہرہ ولایت محمدی دیا جائے گا بی بی الہدیؓ کو ان سب کی مقدار کے موافق دیا جائے گا۔فرمایا جس نے بی بی کی خدمت کی وہ برگزیدہ ہوگیا۔جس نے بی بی کی صحنک چاٹی وہ برگزیدہ ہوگیا۔تمام مہاجرین کے کھانے کا انتظام بی بی کے گھر میں تھا۔بی بی کے انتقال کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تمہاری اماں مرگئی ہیں اب اپنے آپ کھانے کا انتظام کرلو۔اس کے بعد سویت کا عمل شروع ہوا۔ بی بی نے کہا تھا کہ جو کچھ میرا ہے وہ فقیروں میں سویت کردیا جائے۔بی بی کے پاس مال دنیا کچھ نہ تھا جو کچھ تھا فیض ولایت تھا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے حسب وصیت بی بی کے اس فیض کی تقسیم کی اسی روز سے بہرہ عام کا طریقہ قوم میں شروع ہوا کہ ہر بزرگ کے عرس کے ایک روز پہلے ان کے جانشین ان کا فیض عوام میں تقسیم کرتے ہیں۔بی بی الہدیؓ سے حضرت مہدی علیہ السلام کو دو فرزند ہوئے اور دو دختر ہوئیں فرزند اکبر حضرت میراں سید محمودؓ (ثانی مہدی) فرزند دوم میاں سید اجمل جو چھ ماہ کی عمر میں ۲/ ربیع الاول ۸۹۱ھ میں مقام مانڈو میں آگ میں گر کر شہید ہوگئے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔بی بی خونزا برٹن اور بی بی فاطمہ خاتون ولایتؓ میراں سید محمودؓ کا تذکرہ آگے تفصیل سے آئے گا۔

میراں سید اجملؓ : میراں سید اجملؓ حضرت میراں سید محمود سے چھوٹے تھے۔نہایت خوبصورت تھے آپ کی خوبصورتی کو دیکھ کر حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کا نام سید اجمل رکھا۔ مانڈو میں ۲/ ربیع الاول ۸۹۱ھ کے دن حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت رسول کریم ﷺ کا عرس کیا اور پخت کی نگرانی کے لئے میراں سید محمودؓ سے فرما کر خود قیلولہ کے لئے تشریف لے گئے۔ میراں سید محمودؓ سید اجمل کو جو چھ ماہ کے تھے گود میں لئے دیگ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اتفاق سے میاں سید اجمل چولہے کی آگ میں گر کر شہید ہوگئے جس کا حضرت میراں سید محمودؓ کو بہت رنج وملال ہوا اور زاری کرنے لگے۔حضرت مہدی علیہ السلام کو معلوم ہونے پر حجرہ کے باہر آئے اور میراں سید محمود کو نہایت تسلی دی اور فرمایا "اگر سید اجمل زندہ رہتے تمہارے مقام کے ہوتے" میاں سید اجمل کو مانڈو کے قبرستان میں دفن کیا گیا یہ قبرستان بہت بڑا تھا۔میراں سید اجمل کے یہاں

https://theimammehdi.com

دفن ہونے پر تمام مردے جن کو عذاب ہورہا تھا بخش دیئے گئے۔ اس میں تین سو حافظ قرآن بھی دفن تھے جو عذاب میں مبتلا تھے وہ بھی بخش دیئے گئے۔ میراں سید اجمل وصال کے بعد حضور حق میں پہنچے اور عرض کیا بارالٰہی میری اجماع کہاں ہے؟ خدا کا حکم ہوا کہ یہ تمام جو قبرستان میں ہیں تیری اجماع میں داخل ہیں۔ میں نے ان سب کو بخشدیا۔

بی بی خونزا بدّھن: بی بی خونزا بدّھن، بی بی الہدیتیؓ سے حضرت مہدی علیہ السلام کی بیٹی ہیں۔ آپ کا نکاح میاں ابوبکرؓ سے ہوا جو حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں آ گئے تھے۔ حضرت ثانی مہدیؓ کی اجازت سے آپ نے اپنا دائرہ رادھن پور اور بھیلوٹ کے درمیان فتح کوٹ قلعہ کے قریب قائم کیا تھا جو فتح خاں (محمود بیگڑہ کے بھانجے) کی جاگیر تھی۔ وہیں پر میاں ابوبکر اور بی بی بدّھن کا انتقال ہوا۔ میاں ابوبکر نے ایک دن اپنے فرزند کو ملازمت کے لئے فتح خاں یا کسی امیر سے سفارش کی یہ بات جب میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو معلوم ہوئی آپ سخت ناراض ہوئے اور میاں ابوبکرؓ کو نصیحتاً ایک خط لکھا ہے۔ میاں ابوبکر اور بی بی بدّھن دونوں کے مزار ایک چبوترے پر ریلوے اسٹیشن رادھن پور کے قریب جانب جنوب سڑک فتح کوٹ کے سامنے ہیں۔ میاں ابوبکرؓ کو ایک فرزند ہوئے جن کا نام میاں ابوالفتح تھا (عبدالفتح بھی کہتے ہیں)

بندگی میاں عبدالفتح: مقتدائے کامل اور مرشد اکمل تھے۔ جس وقت بی بی خونزا بدّھن کو خدائے تعالیٰ نے امید حمل بخشی حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی کو پان کا پسخوردہ دیا اور فرمایا بچہ جو خونزا بدّھن کے پیٹ میں ہے پسخوردہ دیا کرے گا۔ میاں عبدالفتح حرمین شریفین کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے۔ مکہ معظّمہ کے راستہ میں موصل حق ہو گئے۔ تاریخ وصال ۲۸/ جمادی الآخر ہے۔ میاں عبدالفتح کی شادی حضرت شاہ دلاورؓ کی بیوی بی بی منورہ کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ شیر محمد میاں ابوبکر میاں الہ داد، میاں عبدالفتح کے فرزند ہیں۔

میاں ابوبکر: مجمع الحسنات اور جامع الکمالات تھے۔ ان کی شادی حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ کی بیٹی خونزا بزرگ سے ہوئی تھی۔ ان سے میاں ابوبکر کو پانچ بیٹے ہوئے۔ جلال میراں، محبّ جی میاں، فتوجی میاں، میانجی میاں، سید قطب عالم۔ میاں ابوبکر کی وفات ۲/ ربیع الثانی کو ہوئی

https://theimammehdi.com

آپ کا مرقد شریف گوکاک میں ہے۔اور خونزا بزرگ ۲۲/شعبان کو وفات پائیں۔

میاں الہ داد: بن میاں عبدالفتح بھی صاحب اولاد ہیں۔ان کے فرزند کا نام میاں عبدالفتح ہے جو امرائے کلاں سے تھے اور پنج ہزاری منصب رکھتے تھے اور سخاوت وشجاعت وحسن وجمال میں بے نظیر تھے ان کی تعریف میں یہ دوہرہ ہے۔

داتا بین سو سندر نہیں سندر بین نہیں سور
عبد الفتح میں تین گن داتا سندر سور

بادشاہ نے آپ کی بیٹی کو پیام دیا تھا آپ نے منظور نہیں کیا۔بادشاہ نے کسی حیلے آپ کو زہر دے دیا آپ کی وفات واقع ہوگئی۔میاں عبدالفتح کے بیٹے بڑے میاں ہیں۔

بڑے میاں: بہت بزرگ تھے جو میاں سید نصرت کے مرید ہیں۔اور میاں سید یداللہ (بڑے شاہ میاں) کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔کنجرہ میں آسودہ ہیں۔ان کی بیٹی بوا صاحب بی کو شاہ قاسم کو دیئے بڑے میاں کے بیٹے میاں صاحب تھے ان کو ایک بیٹا میاں جی صاحب ہوئے

بی بی خونزا بڈھن کی اولاد میں اکثر مقتدائے دین اور امراء بھی ہوئے ہیں ان کی اولاد دکن میں اور برار میں ہے۔میاں سید حمید عرف ننھے میاں بن سیدا میاں ترچنا پلی سے دس کوس کلم میں ترچنا پلی سے مغرب کی جانب ان کا دائرہ تھا۔وہاں سے ہروڑ کو آگے بہت عالم فاضل اور فقیر کامل تھے۔۲۷/ جمادی الثانی ۱۲۰۰ھ کو وفات پائی۔

بی بی فاطمہ خاتون جنتؓ: بی بی الہدیتیؓ سے حضرت مہدی علیہ السلام کو دوسری بیٹی بی بی فاطمہؓ ہیں جن کا نکاح حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت ملک برہان الدین سے کر دیا تھا ملک برہان الدین سے بی بی کو ایک فرزند میاں خلیل محمد ہوئے تھے۔ملک برہان الدین کی وفات کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی روح مبارک کے ارشاد پر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے بی بی فاطمہ خاتون جنتؓ سے نکاح کیا اور حضرت میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ پیدا ہوئے جن کا لقب حسینِ ولایت ہے جو ماہر اسرار ہدایت ہیں اور جن کا فیض قیامت تک

باقی ہے۔ نقل ہے کہ حضرت سید نجی خاتم المرشدؒ حضرت میاں خلیل محمد پر بہت شفقت اور لطف فرماتے تھے۔

ام المومنین بی بی بھیکیاؓ: کالپی اور چندیری کے درمیان کسی شہر کے راجہ کی بیٹی ہیں۔ جب اس مقام پر حضرت مہدی علیہ السلام پہنچے۔ راجہ کی اس لڑکی کو کسی خبیث کا آسیب تھا۔ جس کی وجہ سے اس کو دنیا سے کوئی آگاہی نہ تھی۔ اور کسی کو اپنے نزدیک آنے نہیں دیتی تھی۔ اس کی دایہ اس کی خدمت میں لگی رہتی وہ تین چار دن کے بعد کچھ کھالیتی تھی کوئی اس کے قریب جا نہیں سکتا تھا۔ جب راجہ کو حضرت مہدی علیہ السلام کے آمد کی خبر ملی، وہ خدمت میں آیا اور لڑکی کا حال بیان کیا۔ حضرت نے اس کو اپنے پان کا پسخوردہ دیا اور فرمایا اس کو کھلاؤ اگر نہ کھائے تو پانی میں ترکر کے اس کے اوپر چھڑک دو۔ جب پسخوردہ لے کر روانہ ہوئے ابھی گھر نہ پہنچے تھے کہ لڑکی نے آہ وزاری شروع کردی اور کہنے لگی آہ میں جل گئی اور سر اور پاؤں دیوار پر مارنے لگی جب پسخوردہ اس کو کھلانا چاہا ایک چیخ ماری اور زمین پر گر کر بے ہوش ہوگئی اس حالت میں پسخوردہ اس کے منہ پر مل دیا اور کو فوراً ہوش آگیا۔ راجہ اور اس کے لوگ بہت مسرور ہوئے۔ راجہ نے خیال کیا لڑکی کی زندگی مہدی علیہ السلام کے صدقے میں ہوئی ہے۔ بہتر ہے کہ اس کو حضرت کی نذر کردوں پھر اس لڑکی کو لاکر حضرت مہدی علیہ السلام کی نذر کردیا حضرت نے قبول کرلیا اور فرمایا ''مانجی دیو کیا نی دئی آیا جی'' اور اس لڑکی کو بی بی الہدیتیؓ کے سپرد کیا وہ لڑکی حسن صورت اور صفات نیک رکھتی تھی۔ بی بی الہدیتیؓ نے اس کو نہایت شفقت اور محبت سے رکھا۔ ایک دن بی بی الہدیتیؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس لڑکی کو اپنی خدمت سے سرفراز فرمائیں۔ حضرت نے اس لڑکی کا نام بھیکیا رکھا تھا بی بی الہدیتیؓ کا معروضہ سن کر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اے بی بی مجھ کو خدا نے تمہارے جیسی بیوی دی ہے۔ سید محمود جیسا فرزند دیا ہے۔ خونزا بدھن اور خونزا فاطمہ جیسی بیٹیاں دی ہیں اس لئے مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ بی بی نے بہت کوشش کی اور عرض کیا میرانجی میری خاطر قبول فرمائیں۔ پس حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی بھیکیاؓ کو اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بی بی بھیکیاؓ واصل حق ہوگئیں۔ وفات ۲/ محرم ہے۔ بی بی الہدیتیؓ ان کے

https://theimammehdi.com

حسن خلق سے بہت خوش تھیں ان کی وفات سے بہت آزردہ اور رنجیدہ ہوگئیں اور فرمایا میں سمجھی کہ میرے بعد اس دنیا سے رخصت ہوگی لیکن نہیں جانتی تھی کہ میرے آگے ہی رحلت کرے گی۔ بہر حال صابروشاکر رہیں۔ بعض کا قول ہے کہ بی بی بھکیاؓ فرہ میں موجود تھیں اور بندگی میاں کے شرف میں معاملہ بھی دیکھا ہے۔ چنانچہ حضرت میاں سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوریؒ اپنی تصنیف ''سراج منیر'' (بشارت بندگی میاں) میں صفحہ ۲۰۰ پر لکھتے ہیں کہ ام المومنین بی بی بھکیاؓ نے فرہ مبارک میں معاملہ دیکھا کہ بندگی میراں علیہ السلام کی گروہ میں قاتلوا وقتلوا ہورہا ہے اس گروہ کو میں خوندکار کے حضور میں نہیں دیکھتی۔ حضرت نے فرمایا وہ گروہ ابھی بندہ کے آگے ظاہر نہیں ہوا ہے۔ بعد میں ظاہر ہوگا۔ بی بی بھکیاؓ کے اس معاملہ کی جب بندگی میاں خوند شیخ مہاجرؓ کو خبر ہوئی آپ نے یہ کیفیت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے آگے بیان کی اور عرض کیا کہ آپ کو اس معاملے کی خبر ہے۔ فرمایا ہاں معلوم ہے۔ جس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا والذین ھاجروا ہوا' واخرجوا من دیارھم ہوا' واوذوا فی سبیلی ہوااور قاتلوا وقتلوا جورہ گیا ہے ماشاء اللہ ہوجائے گا اس پر میاں سید خوندمیر نے میاں یوسف کو بھیج کر حضور میراں علیہ السلام میں عرض کروایا یہ کارزار کس سے ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں یوسف سے کہا تم کو اس سے کیا کام ہے۔ میاں یوسفؓ نے عرض کیا میرانجی میاں سید خوندمیرؓ پوچھ رہے ہیں فرمایا میاں سید خوندمیرؓ کہاں ہیں عرض کیا ادھر ہی کھڑے ہیں آپ میاں سید خوندمیر کے پاس آئے اور ان سے فرمایا میاں سید خوندمیرؓ کارزار تم سے ہوگا (دفتر اول ک ۳ ب ۵) بی بی بھکیاؓ کی تاریخ وفات ۲/محرم ہے۔

ام المومنین بی بی ملکانؓ: بی بی ملکانؓ بندگی میاں لاڑشاہ کی بیٹی ہیں۔ بندگی میاں لاڑشاہ' ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں اور باڑی وال ہیں۔ بی بی ملکانؓ سے حضرت مہدی علیہ السلام نے ۹۰۳ھ پٹن شریف میں اپنے قیام کے زمانے میں نکاح کیا۔ یہ بی بی حضرت کو بہت محبوب تھیں۔ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے عائشہ ولایتؓ فرمایا ہے۔ بی بی نے حضرت مہدی علیہ السلام کی بہت خدمت کی ہے۔ آپ کی جدائی بی بی ملکان کو گوارا نہ تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب

https://theimammehdi.com

حضرت کے نقول کی صحت بی بی ملکانؒ کرواتے تھے۔ چنانچہ نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے ایک دن ایک کتاب میں دیکھا شوہر عورت کے پاس جائے اس وقت میاں بیوی کے پاس کوئی نہ رہے بچہ یا بڑا صرف دونوں ہی رہیں یہ دیکھ کر اس کی تحقیق کے لئے بندگی میاں شاہ نعمتؓ جالور سے بی بی ملکانؒ کے پاس آئے جو اس وقت شاہ نظامؓ کے دائرہ انوندرہ میں تھیں۔ بی بی نے آپ کے آنے پر آپ کی تعظیم بجالائی اور صحن میں چارپائی بچھا کر اس پر بٹھایا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے اوپر کا مسئلہ بیان کر کے اس کے متعلق دریافت کیا۔ بی بی کو غصہ آ گیا فرمایا جب تم آتے ہو بازاری باتیں لاتے ہو فرمایا ہاں بی بی ایسا ہی ہے۔ بی بی عائشہؓ سے دین کے تہائی مسئلوں کی تحقیق ہوئی ہے۔ ہم یہ مسائل کس سے پوچھیں۔ بی بی خاموش ہو گئیں اور نرمی سے فرمایا میاں سید حمید (جو بہت چھوٹے تھے) میرے بازو پڑے رہتے تھے اور حضرت مہدی علیہ السلام میرے پاس آتے تھے۔ یہ سن کر حضرت شاہ نعمتؓ جس کتاب میں یہ مسئلہ تھا اس میں سے نکال دیا اور فرمایا لکھنے والے کی غلطی ہے۔ جب بی بی ملکانؒ کا قیام حضرت شاہ نظامؓ کے دائرہ میں تھا بی بی کی بیٹی بی بی ہدیۃ اللہ کے لئے حضرت شاہ نظام میاں عبدالفتح کا پیام لائے اور بی بی کی منظوری سے دونوں کا نکاح ہو گیا۔ اس کے بعد بی بی ملکانؒ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے دائرہ کھانبیل میں آ گئیں۔ جب وقت قتال قریب آیا بندگی میاں نے تمام اہل بیت مہدیؑ کو گاڑیوں میں سوار کرا کر کھانبیل سے چار کوس دور بھیج دیا۔ بی بی ملکانؒ اپنے آبا واجداد کے محلے پٹن میں آ کر ٹھیریں۔ یہیں آپ کا انتقال حضرت بندگی میاں سید شہاب الحقؓ کی خلافت کے دور میں ہوا۔ تاریخ وفات ۹/ ربیع الاول ۹۲۰ھ (بقولے ۹/ جمادی الاول) ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ آپ کے انتقال کے بعد آپ کی میت بھیلوٹ لا کر حضرت ثانی مہدیؓ کے بازو مغرب کی جانب دفن کی گئی۔ مزار مبارک بھیلوٹ میں ہے۔ آپ کو ایک فرزند میاں سید حمیدؓ اور ایک بیٹی بی بی ہدیۃ اللہ ہوئیں۔ بی بی ہدیۃ اللہ کا نکاح میاں عبدالفتح سے ہوا جو حضرت شاہ نظامؓ کے خلیفہ ہیں۔ شاہ نظامؓ کے بعد میاں عبدالفتح نے اپنا دائرہ چچونڈ (قریب احمد نگر) میں قائم کیا۔ حضرت شاہ دلاورؓ کا دائرہ اس وقت بھنگار

https://theimammehdi.com

شہر احمد نگر کے ایک محلے میں تھا۔ بی بی ہدیۃ اللہ ہر ہفتہ یا پندرہ دن کو حضرت شاہ دلاورؓ کو اپنے پاس چچونڈ بلاتیں اور کھانا کھلا کر آپ سے بیان قرآن سنتیں۔ بی بی کا مزار چچونڈ میں ہے۔ یہاں بی بی کے چبوترے پر اٹھارہ مہاجرین مہدی علیہ السلام آسودہ ہیں۔ میاں عبدالفتح کا مزار بھی یہیں ہے۔ میاں عبدالفتح کی اولاد اب تک چچونڈ کے دائرہ میں موجود ہے۔ اس وقت سید منور میاں صاحب ابن حضرت سید قاسو میاں صاحب اس دائرہ پر متمکن رہے آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس وقت فقیر منور میاں اور فقیر دادا میاں اس دائرہ کی نگرانی فرما رہے ہیں۔

میاں سید حمیدؓ: بندگی میاں سید حمیدؓ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت ثانی مہدیؑ کے انتقال کے بعد بی بی ملکانؓ (اپنی والدہ) کے ساتھ پہلے شاہ نظامؓ پھر بی بی ہدیۃ اللہ کے نکاح ہو جانے کے بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آ گئے اور صدیق ولایتؓ کے تربیت و تلقین ہیں۔ آپ کا بچپن پورا یہیں گزرا۔ صدیق ولایتؓ کی آپ پر بہت لطف و مہربانی تھی۔ ایک روز بندگی میاں شاہ نعمتؓ مقراض بدعت حضرت صدیق ولایتؓ کی ملاقات کے لئے آئے۔ کھانا کھاتے وقت جگر گوشہ امام الکائنات بندگی میاں سید حمیدؓ بندگی میاں کے کندھے پر سوار تھے اور ہل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے گھوڑے ہم کو کھلا۔ بندگی میاںؓ بہت خوش ہو کر لقمہ اپنے ہاتھ سے ان کو کھلا رہے تھے۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے یہ دیکھ کر حضرت صدیق ولایتؓ سے کہا کہ برادرم سید خوندمیرؓ بی بی ملکانؓ نے اپنے جگر گوشہ کو تعلیم و ادب کے لئے تمہارے پاس چھوڑا ہے ان کو ادب سکھانا چاہئے۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا ہاں بھائی نعمتؓ جب میں ان کی بچکانہ حرکتیں کرتے ہوئے دیکھ کر ادب سکھانا چاہتا ہوں اس وقت سید حمیدؓ کو نہیں دیکھتا بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھتا ہوں پس نصیحت کس کو کروں اور ادب کس کو سکھاؤں۔ جب میراں سید حمیدؓ جوان ہوئے خاطر مبارک میں دنیاوی روزگار کا جو جائز ہے خیال آیا' بندگی میاں سے کہا بندگی میاں نے قبول کیا۔ اور ملک لطیف جاگیردار عرف شرزہ خاں کو جو ملک شرف الدین جاگیردار سدراسن کے بھائی تھے' اپنے حضور میں طلب کر کے کہا کہ امیر سید حمید کو روزگار کا خیال ہے تم ان کی خدمت میں رہو اور ان کو ساتھ لے جاؤ۔ ملک لطیف نے اپنی وزارت کے پورے فرمان لا کر بندگی

میاںؓ کے حوالے کردیئے اور عرض کیا جس کو چاہیں دے دیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے میراں سید حمیدؓ کو طلب کر کے فرمان وزارت ان کے حوالے کردیئے۔ بندگی میراں سید حمیدؓ نے فرمایا ہم کو وزارت سے کام نہیں ہے ہم کو اچھا لباس، اچھا کھانا اور سواری کے لئے اچھے گھوڑے کی حد تک تنخواہ چاہئے۔ ملک لطیف نے قبول کیا اور میراں سید حمیدؓ کو دلاسا دے کر خاندیس لے کر چلے گئے۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ خاندیس اور بگلانہ کے راجہ میں (جو مشرک تھا) جنگ ہوئی اور بادشاہ خاندیس عماد شاہ کے لشکر کے بہت سے لوگ قتل ہوئے۔ میراں سید حمیدؓ اور ملک لطیف بھی شہید ہوگئے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے اس جنگ کی کیفیت سن کر فرمایا سبحان اللہ ہزار ہا آدمی مارے گئے مگر ان میں صرف دو آدمی ایمان سلامت لے گئے۔ ایک میراں سید حمیدؓ دوسرے ملک لطیف۔ میراں سید حمیدؓ کے طفیل میں واقعہ شہادت موضع بادل کھوڑا میں ۲/ رجب کو پیش آیا یہ شہادت جنگ بدر ولایت کے بعد واقع ہوئی۔ بی بی ملکانؓ کو میراں سید حمیدؓ کی شہادت کی خبر پہنچی بہت ہی زاری کی اور حضرت شاہ دلاورؓ کے پاس آ کر فرمایا سید حمیدؓ نے دنیا ترک نہیں کی ان کی کیا حالت ہے دیکھو۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے مراقبہ کر کے دیکھ کر فرمایا میراں سید حمیدؓ حضرت مہدی علیہ السلام کی آغوش میں ہیں اور فرمایا جب میراں سید حمیدؓ کو زخم پہنچے حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک حاضر ہوگئی اور اپنا ہاتھ ان کے زخموں پر رکھ کر ان کو کھڑا کیا اور فرمایا سید حمید تمہارے باپ کی دعوت ترک دنیا پر ہے ترک دنیا کرو، میراں سید حمید نے جوش میں آ کر دنیا ترک کردی پھر ان کی روح پرواز ہوگئی۔ میراں سید حمیدؓ کے دو فرزند تھے۔ میاں سید میرانجی دوسرے میاں سید منجو جی۔

میاں سید میرانجی: میاں سید میرانجی صاحب مقامات بلند وکرامات ارجمند تھے اور صحابہ وتابعین میں بہت معزز ومکرم تھے۔ ایک روز آپ شاہ عبدالرحمٰنؓ بن بندگی میاں شاہ نظامؓ کے گھر کے قریب ایک درخت پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ ایک کنیز نے دیکھ کر حضرت شاہ عبدالرحمٰنؓ سے عرض کیا حضرت مہدی علیہ السلام کے پوترے درخت پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ یہ سن کر شاہ عبدالرحمٰنؓ گھر سے باہر آئے دیکھا کہ میراں سید میرانجی درخت پر سوار ہیں اور دیکھ رہے ہیں میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ نے آواز دی اے ہمارے خواجہ زادے درخت سے نیچے آؤ۔ میاں سید

میراں درخت سے نیچے اترے دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کی قدمبوسی کی ۔شاہ عبدالرحمٰنؒ نے میاں سید میرانجیؒ کو گھر لے جا کر کرسی پر بٹھایا اور کھانا جو گھر میں موجود تھا کھلایا اور ایک صاف برتن میں ہاتھ دھلا کر وہ پانی تمام گھر والوں کو پلایا۔اور گھر کی عورتوں سے کہا کہ ہر ایک آراستہ ہو کر میاں سید میراں جی کے سامنے آئے ۔میاں سید میراں جی سے کہا کہ یہ تمام عورتیں جو سامنے کھڑی ہیں اس میں سے جو پسند خاطر ہو اس کا نکاح حضرت سے کر دیتا ہوں میاں سید میرانجی نے فرمایا خوندکار جو عورتیں چھوٹی اور بڑی ہیں وہ سب میری بہنیں ہیں اور فرمایا اس لئے درخت پر چڑھا تھا کہ بکری میرے ہاتھ سے چھوٹ کر درخت پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ چونکہ ستر اور حرمت کی جگہ تھی اس لئے خیال کیا دوسروں کو کیسے درخت پر چڑھاؤں ۔اس لئے میں خود درخت پر چڑھا۔تقصیر معاف کریں اس کے بعد رضا لے کر گھر چلے گئے۔

احمد نگر کا بادشاہ برہان نظام شاہ مصدق خاص دیندار اور با اخلاص تھا۔حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کا مرید اور تلقین تھا۔اکثر مہاجروں اور تابعین کو دیگر مقامات سے دکن بلا کران کو دائرے بنا کر دیا تھا بزرگان دین کا دکن آنا اس کے اور اس کے امیروں کی وجہ سے ہے۔بادشاہ احمد نگر کی بڑی آرزو تھی کہ اپنی بیٹی میاں سید میراں جی کو دے۔حضرت بی بی ملکانؓ نے اس سے آگاہ ہو کر کہا کہ میں فرزند مہدی کو دنیا میں نہیں ڈالوں گی اگر ڈالوں گی تو حضرت مہدی علیہ السلام کو کیا جواب دوں گی اس کے بعد اکثر مہاجرین جمع ہوئے اور سب نے بی بی ملکانؓ کے پاس جا کر کہا کہ اس کام میں خلائق کا بہت فائدہ ہے۔والا جناب اس کام کو قبول کر لیا ۔برہان نظام شاہ نے اپنی بیٹی راجے فاطمہ کو لا کر حضرت شاہ نعمتؓ کی گود میں ڈال دیا اور کہا یہ آپ کی بیٹی ہے۔بندگی میاں شاہ نعمتؓ بی بی ملکانؓ کے پاس آئے اور فرمایا بیٹی میری ہے اس کے بعد بی بی ملکان راضی ہوئیں۔بی بی فاطمہ بنت برہان الدین نظام شاہ سے میاں سید میرانجی کا نکاح ہو گیا۔بادشاہ نے بہت سے سونا چاندی کے زیورات اور مختلف قسم کے کپڑے اور دوسرا بہت سا سامان دیا تھا۔بی بی ملکان نے وہ سب کا سب دائرے کے فقیروں میں سویت کرا دیا کچھ بھی باقی نہ رکھا۔شادی کے بعد بی بی ملکانؓ اور میاں سید

https://theimammehdi.com

میراں جی اور رانی فاطمہؒ تین دن حضرت شاہ نعمتؒ کے دائرہ احمد نگر میں رہیں اس کے بعد جیور آ گئے جہاں حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کا دائرہ تھا۔میاں سید میراں جی اور میاں سید منجو دونوں بھائی تربیت و تلقین حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے ہیں۔ حضرت شاہ نعمتؒ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ بہلی میں بٹھا کر لائے جیور میں جہاں شاہ یعقوب کا دائرہ تھا اور فرمایا ان کو تربیت کرو۔ حضرت شاہ یعقوبؒ نے فرمایا کہ حضرت کے سامنے میری کیا حقیقت ہے کہ تربیت کروں۔ فرمایا خوزادے میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک حاضر ہے۔ حضرت کا ارشاد ہوا ہے کہ ان کو تربیت کرو۔ تب حضرت شاہ یعقوبؒ نے ان دونوں شہزادوں کو اپنی تربیت کیا۔ میاں سید میراں جی کو رانی فاطمہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی دوسری بیوی سے ایک فرزند ہوئے جن کا نام میاں سید یوسف عرف میراں صاحب ہے۔ میاں سید میرانجی کا دائرہ موضع لاکھ میں تھا جو ضلع احمد نگر میں بیلا پور کے قریب ہے۔ یہاں ۲۷/ شعبان کو حضرت کی وفات ہوئی مزار یہیں ہے آپ کی بیوی رانی فاطمہ کا مزار بھی یہیں ہے۔ دونوں کے مزار ایک دوسرے بازو موضع لاکھ میں گاؤں سے باہر ندی کے قریب ایک مسجد کے صحن میں ہیں۔ مجاور مخالف ہے۔ ہر سال حضرت کا عرس بڑی شان سے ہوتا ہے اطراف مواضعات کے لوگ کثیر تعداد میں آتے ہیں۔

میاں سید یوسف عرف میراں صاحب میاں: میاں سید یوسف عرف میراں صاحب میاں ابن حضرت سید میرانجی بہت بزرگ اور ستودہ صفات تھے۔ والد کے تلقین و تربیت ہیں۔ مزار بھی موضع لاکھ میں ہے۔ ان کو بی بی گوہر جی بنت میاں سید عثمان سے ایک بیٹے میاں سید ولی ہوئے۔ اور دوسری بیوی میاں مصطفیٰ کی بیٹی سے میاں سید جلال، میاں سید میرانجی، میاں سید مصطفیٰ فرزند ہوئے۔

میاں سید ولی بن میاں سید یوسف: آپ نے حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا ہے۔ اور حضرت کے خلفاء میں آپ کا شمار ہے۔ گجرات کو بھی تشریف لے گئے اور قیام میاں سید ابراہیم کے دائرہ میں رہا اور میاں سید عبدالصمد نوری کے رجوع

https://theimammehdi.com

کے وقت آپ بھی موجود تھے۔آپ کی اولاد دکن میں موجود ہے۔

میاں سید منجو جی بن میاں سید حمید بن حضرت مہدی موعود علیہ السلام: کامل الدہر متوکل الزماں تھے آپ کو ایک فرزند ہوئے پدر بزرگوار میاں سید حمید کا نام رکھا۔

میاں سید حمید بن میاں سید منجو جی: تربیت وصحبت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ سے ہے۔آپ کے مناقب ارجمند خیز تقریر وتحریر سے باہر ہے۔حضرت خاتم المرشدؒ کے وقت آخر حاضر تھے پھر میاں سید میراں فرزند حضرت خاتم المرشدؒ کی خدمت میں رہے۔آپ کے فرزند کا نام میاں سید اسمعیل ہے اور آپ کی بیٹی کا نام بی بی صاحب ہے۔بی بی صاحب کو میاں سید مبارک کو دیئے۔میاں سید اسمٰعیل کو ایک فرزند میاں سید محمود ہوئے ان کی اولاد میں شاہ صاحب میاں پالکی والے دکن میں مشہور ہیں جو ترچنا پلی میں رہتے تھے۔

ام المومنین بی بی بون جیؓ: نقل ہے کہ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام شہر ٹھٹھہ میں بیبیوں کے مجمع میں قرآن کا بیان کر کے اُٹھے تو بی بی بون جیؓ (جو ملک نجن کی بیوہ تھیں) اور قبیلہ باڑی وال سے تھیں، عرض کیا میراں جی میں اپنی ذات اللہ کے واسطے آپ کو دیتی ہوں مجھے قبول فرمائیں۔ میں آپ پر نان نفقہ کا دعویٰ بھی نہیں رکھتی۔میری خواہش ہے کہ حشر کے روز میرا شمار آپ کی ازواج مطہرات میں ہو۔حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں لاڑ اور میاں حبیب اللہ کو گواہ رکھا اور بی بی کو قبول فرمایا۔آپ فاروقی ہیں حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہیں۔بی بی بونؓ حضرت مہدی علیہ السلام کی مبشر ومنظور ہیں جس طرح ایک تہائی احکام دین حضرت بی بی عائشہؓ سے تحقیق کی گئی ہیں ویسا ہی بعض احکام ولایت کے بی بی بونؓ سے تحقیق ہوئے ہیں۔آپ کے بیان اور پسخوردہ کی تاثیر ایسی تھی کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ فرماتے تھے کہ مہدی کا فیض بی بی بون جیؓ میں مقید ہو گیا ہے۔فرہ مبارک میں جب سیدین کے آنے کی حضرت مہدی علیہ السلام کو اطلاع ملی تو آپ نہایت خوش ہو گئے۔حضرت مہدی علیہ السلام کو اپنے صاحبزادے کے انتظار میں بے قرار دیکھ کر بی بی بون جیؓ نے جو اپنی مشکلات ہر وقت حضرت مہدی علیہ السلام سے حل کیا کرتی تھیں

عرض کیا میراں جی میں آج آپ کو اس قدر خوش دیکھتی ہوں کہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا کیا مہدی کو بھی اپنے فرزند سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ بیٹے سے ملنے کے لئے اتنے بے قرار ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میں کیوں نہ خوش ہو جاؤں کہ بیٹا' بیٹا بن کر آ رہا ہے۔ اگر بیٹا باپ کے پاس نہ آئے تو کہاں جائے بندہ کی خوشی اس لئے ہے کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کے آگے کئی کئی آدمی مہدی (کامل ہدایت یافتہ) ہوں گے۔ بی بی بون جیؓ نے عرض کیا اگر معلوم ہو جائے تو میں ان کی تعظیم کروں تو فرمایا بھائی سید محمودؓ اور بھائی سید خوند میرؓ۔ اسی طرح نقل ہے کہ ایک روز نین پورہ میں اجماع ہوا جس میں کل صحابہ موجود تھے۔ بحث یہ تھی کہ مہدی علیہ السلام نے اثناء بیان قرآن دو جوانوں کے متعلق جو بشارت دی ہے وہ تحقیق ہے لیکن دونوں کے نام کی تخصیص نہیں کی گئی کہ کون ہیں کہ آپ نے کسی کے سامنے ان کے نام لئے ہیں۔ اس وقت میراں سید محمودؓ اور بندگی میاں سید خوند میرؓ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ بی بی بون جیؓ کے استفسار کرنے پر آپ نے دونوں کے نام بتائے ہیں چلئے بی بی کے پاس ان سے ان ناموں کی تحقیق کر لیں۔ یہ سن کر سب صحابہ بی بی بون جیؓ کے دولت خانہ پر تشریف لائے بندگی میاں سید خوند میرؓ نے بی بی بون جیؓ سے عرض کی بی بی خدا حاضر ہے اور بندگی میراں علیہ السلام بھی حاضر ہیں آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے جیسا سنا ہے ویسا ہی بیان فرمائیں۔ بی بی نے فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرہ مبارک میں بیان قرآن کے وقت فرمایا کہ خدا کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمد دو جوان سیدوں کو ہم سے بے واسطہ فیض پہنچ رہا ہے یہ تجھ پر ہماری نعمت ہے کہ تیرے پاس ایسے لوگ موجود ہیں اگر ہم تجھ کو نہ بھی بھیجتے تو یہ دونوں اسی مقام کے لائق تھے۔ اس کے بعد میں نے میراں علیہ السلام سے عرض کیا میرانجی یہ دونوں نوجوان کون ہیں۔ میراں علیہ السلام نے فرمایا اپنے کام میں رہو۔ خدائے تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔ میں نے عرض کیا اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ اگر معلوم ہو جائے تو ان کی تعظیم کروں جیسا کہ حضرت کی تعظیم کرتی ہوں اس کے بعد حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا ایک بھائی سید محمودؓ ' دوسرے بھائی سید خوند میرؓ (سراج منیر صفحہ ۶۷) جب حضرت ثانی مہدیؑ اور اکثر صحابہ فرہ سے

گجرات آ گئے بعض صحابہ فرہ میں رہ گئے۔ بی بی بون جیؓ بھی فرہ ہی میں رہیں جو صحابہ رہ گئے تھے ان کو روح مبارک مہدی علیہ السلام سے معلوم ہوا کہ تم بھی چلے جاؤ یہاں قہر الٰہی نازل ہونے والا ہے۔ بی بی بون جیؓ کو حضرت کی روح سے ارشاد ہوا کہ تم بھی چلے جاؤ۔ بی بی بھی فرہ سے آ کر بھیلوٹ میں ثانی مہدیؓ کے دائرہ میں رہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال کے بعد احمد آباد کے محلّہ نین پورہ میں آ کر رہیں۔ وہیں آپ کا انتقال ۳/ ربیع الاول کو ہوا مزار مبارک وہیں ہے۔ آپ کو ایک فرزند میاں سید ابراہیم ہوئے ہیں۔

بندگی میاں سید ابراہیم بن حضرت مہدی علیہ السلام: حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے انتقال کے وقت بی بی بونؓ کو پانچ مہینے کا حمل تھا۔ ولادت ربیع الاول ۹۱۱ھ ہے۔ جب بی بی بون جیؓ حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال کے بعد احمد آباد نین پورہ میں آ گئیں میراں سید ابراہیم دس گیارہ سال کے تھے۔ بی بی نے آپ کو صحبت مہاجراں اور حصول احکام وافعال ارشادی کی اجازت کے بغیر مرشدی پر بٹھا دیا اور چند طالب بھی جمع ہو گئے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بی بی بون جیؓ کو کہلایا کہ میاں سید ابراہیم کو مہدی کے دین کی روشنی بتائیں۔ اور کسی مہاجر کی صحبت میں رکھیں ورنہ آگے فتنہ پیدا ہوگا۔ بی بی نے یہ سن کر میاں سید ابراہیم کو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی صحبت میں بھیج دیا۔ میراں سید ابراہیم حضرت صدیق ولایتؓ کے تربیت ہوئے۔ اور تلقین بھی حضرت ہی کے ہیں۔ میاں نے ان کو تعلیم دی اور ادب سکھایا۔ ایک روز میاں سید ابراہیم حضرت بندگی میاںؓ پر چادر کا سایہ کئے ہوئے تھے۔ میاں ابراہیم شیخا نے دیکھ کر کہا کہ جب میاں سید حمید آتے ہیں تو ان پر بہت لطف و مہربانی فرماتے ہیں۔ بلکہ مہدی علیہ السلام کے غلاموں' لونڈیوں اور مولیٰ زادوں کی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ اور میاں سید ابراہیم سے خدمت لیتے ہیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا میراں سید حمید پر جو لطف و مہربانی کرتا ہوں وہ میرے مرشد زادے ہیں۔ غلام اور لونڈیاں سب ہمارے مرشد کی آن سے ہیں۔ میاں سید ابراہیم سے اس لئے خدمت لیتا ہوں کہ ان کے پدر بزرگوار سے جو کچھ ملا ہے وہ ان کو دینا چاہتا ہوں۔

بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ نے میاں سید ابراہیم کی نسبت اعتماد خاں ساکن ڈونگر پور کی بیٹی سے کی ہے جو بادشاہ گجرات کے امرائے کبار سے تھے اور بہت ہی تحمل وتزئین کے ساتھ بوقت عقد نکاح ضیافت وسیع کی ہے۔ اعتماد خاں جاگیردار نے نہایت عمدہ زربفت کے دو جوڑے (دو چغے یعنی جبے یا شاپے) میاں سید ابراہیم کو بھیجے۔ میاں سید ابراہیم نے ایک چغہ اپنے مرشد بندگی میاں کی خدمت میں پیش کیا۔ بندگی میاں نے شاندار لباس دیکھ کر اس کو لینے اور پہننے سے انکار کر دیا۔ میاں سید ابراہیم نے اصرار کے ساتھ عرض کیا اگر آپ نہیں پہنتے تو میں بھی نہیں پہنتا۔ بندگی میاں کو منظور تھا کہ ان کو خوش رکھیں اس کو پہن لیا ایک ملا جو ثبوت مہدی میں بحث کرنے کی غرض سے آپ کے گھر آیا ہوا تھا حضرت سے اسی سے ملے۔ ملا صاحب حضرت کے جسم مبارک پر یہ لباس دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ ایسے ہی بے نفس بندگان خدا کو یہ لباس زیب دیتا ہے۔ ان کے مہدی بھی سچے اور راہ مہدی بھی سچی۔ یہ کہکر تصدیق مہدی سے مشرف ہو گئے۔ میاں سید ابراہیم کی شادی میں جب حضرت بندگی میاںؓ نے تمام لوگوں کی ضیافت کی اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر سب کو کھلائے اور اعلان کیا کہ کوئی آ ؤ کوئی کھا ؤ اور کوئی لے جا ؤ لوگ آ کر کھاتے اور جاتے ہوئے کھانا اپنے رومال میں باندھ کر لے جاتے۔ گھی اس قدر تھا کہ رومالوں سے ٹپک ٹپک پڑتا تھا۔ لوگوں کے اعتراض پر بندگی میاںؓ نے فرمایا۔ ایسا اس لئے کر رہا ہوں کہ لوگوں کی زبان پر مہدی کا نام آئے اور لوگ کہیں کہ آج مہدی کے بیٹے کی شادی ہے۔ بہر حال یہ شادی نہایت دھوم دھام اور اہتمام سے ہوئی۔ میاں سید ابراہیم کا شب گشت سات قسم کے باجوں سے کرایا گیا۔ بندگی میاں سید حمید اور بندگی میاں سید ابراہیم دونوں حضرت صدیق ولایتؓ کے مرید ہیں۔ ایک روز حضرت صدیق ولایت وضو کر رہے تھے میاں سید حمید آپ پر چادر کا سایہ کئے ہوئے تھے اور میاں سید ابراہیم مسواک کرا رہے تھے اور پانی دے رہے تھے اتنے میں حضرت شاہ نعمتؓ آ گئے یہ دیکھ کر فرمایا بھائی سید خوند میر تم نے فرزنداں مہدی کو خادم بنا لیا ہے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا بھائی نعمتؓ یہ دونوں عقل مند ہیں ان کے باپ کی میراث ان کے

https://theimammehdi.com

حصہ کی بندہ کے پاس ہے۔ دیکھا کہ اس ہنر کے سوا وہ ہاتھ نہیں آتی اس سبب سے خدمت کر رہے ہیں کہ اپنے باپ کی میراث سے حصہ لیں۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے قتال کے وقت میاں سید ابراہیمؒ موضع ساہوڑہ خورد کو جوڈونگر کے قریب ہے گئے ہوئے تھے۔اور یہاں کارقتال تمام ہوا۔میاں سید ابراہیم عمر بھر افسوس وحسرت کرتے رہے۔انتقال کے وقت فرمایا میرے مرنے کے بعد میرے پیروں کو رسی باندھ کر کھینچتے ہوئے لے جاکر ملک الہ داد (خلیفہ گروہؓ) کے دائرہ کے دروازے پر لے جاکر ڈال دو۔کیونکہ وہ بندگی میاںؓ کے خلیفہ ہیں۔آپ کا انتقال ۱۷/محرم ۹۳۳ھ میں ہوا۔مزار مبارک ڈونگر پور میں ہے آپ کا وصال فاقہ کی حالت میں ہوا ہے۔اس وقت حضرت خلیفہ گروہؓ کا دائرہ ڈونگر پور میں تھا آپ کی تدفین حضرت خلیفہ گروہؓ ہی نے کی ہے۔

ام المومنین اماں بھان متیؓ: بھانؓ (بھان کے معنی سورج کے ہیں' متی کے معنی عورت بانو ''بھان'' کہنا ایسا ہے جیسے خورشید بانو کہنا) جیسلمیر کے راجہ کی بیٹی ہیں۔راجہ نے اپنی خوشی سے اپنی یہ بیٹی حضرت مہدی علیہ السلام کے نذر کردی۔حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو اپنی خدمت سے سرفراز کیا۔آپ نہایت حسین وخوبصورت تھیں۔حضرت مہدی علیہ السلام سے تلقین کے بعد آپ پر جذبہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ کی زبان سے غیب کی خبریں نکلنے لگیں۔آپ جس کسی پتھر پر نظر ڈالتیں وہ سونے کا ہوجاتا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو مکان کے ایک گوشہ میں نظر بند کردیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر پرستش کرنے نہ لگ جائیں۔ اور زر کی خواہش میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ان سے حضرت مہدی علیہ السلام کو ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام میاں سید علی تھا۔

بندگی میاں سید علی فرزند حضرت مہدی علیہ السلام: آپ بی بی بھان متیؓ کے بطن سے ہیں۔بندگی میاں سید خوندمیر ہی کے تربیت وتلقین ہیں اور نام مہدیؑ پر شہید ہوئے ہیں۔ایک روز آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے راستہ میں دیکھا کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ گاڑی میں سوار ہیں اور سرکاری سوار آپ کو گھیرے ہوئے ہیں۔حضرت نے دریافت کیا یہ کیا ماجرا ہے سواروں نے

https://theimammehdi.com

کہا سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر ثانی کے دربار میں ثبوت مہدی کے لئے طلبی ہوئی ہے۔ آپ نے دل میں یہ خیال کر کے سلطان بہادر شاہ اپنے باپ کی طرح ظالم ہے وہاں جاتے ہی شاہ نعمتؓ تہ تیغ کر دیئے جائیں گے اس لئے فرط جوش اور شہادت کی اُمنگ میں بول اُٹھے اس سے بہتر ثبوت اور کیا مل سکتا ہے کہ خود فرزند مہدی اپنی زبان سے بادشاہ کے حضور میں مہدیت کا ثبوت دے۔ سرکاری ملازمین نے کہا سبحان اللہ ہم یہی چاہتے ہیں۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ میاں سید علی اور سواروں کے کہنے پر گاڑی سے اُتر گئے اور سوار بندگی میاں سید علی کو لے کر چلے گئے۔ احمد آباد پہنچنے کے بعد ثبوت مہدی میں نہ بادشاہ نے اپنے حضور میں جا پانیر بلایا بس ایک پولیٹکل مجرم کی طرح بلا تفحص و تفتیش حکم دے دیا گیا کہ سید کو قید خانہ میں ڈال دو۔ ایک عرصہ تک سخت قید میں رہنے کے بعد ایک مہدوی معتمد الدولہ مسمی میاں پیر محمد کی سفارش سے حضرت کو قید سے رہا کرنے کا حکم دیا گیا لیکن دوسرے پہلو پر مشیت الٰہی اور ہی طرح پر واقع ہوئی تھی جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ سلطان کے مقرب خاص صدر خاں نے جو مہدویوں کے عروج کو دیکھ کر ہمیشہ جلتا رہتا تھا ایک سانڈنی سوار کے ہاتھ میں اس مضمون کی خانگی چٹھی دے کر تمام روانہ کیا۔ حضور سلطانی سے سید کی رہائی کا حکم صادر ہو گیا۔ اس لئے فرمان شاہی پہنچنے سے پہلے ان کا کام تمام کر ڈالو۔ داروغہ جیل خانہ نے چٹھی دیکھتے ہی حکم دیا کہ سید کو لوہے کے خاردار پنجرے میں کھڑا کر کے پنجرے کو خوب ہلاؤ۔ حضرت کے جسم مبارک کے بال بال سے خون کی دھاریں شروع ہو گئیں۔ اور شہادت سے پہلے ہی خون سے غسل کر کے ایسے پاک وصاف ہو گئے کہ پانی سے غسل دینے کی حاجت نہ رہی۔ جب داروغہ نے دیکھا کہ آل رسول مقبول اولاد علی مرتضٰی فرزند مہدی موعودؑ بالکل بے ہوش ہو گئے ہیں تو پنجرے سے نکال کر بھدر کے بالکل اندرونی انتہائی حصہ میں جہاں اس قدر اندھیرا رہتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا۔ آپ دیوار سے کھڑے کر دئے جا کر زندہ چن دئے گئے۔ یہ واقعہ ۲۰/ جمادی الثانی ۹۳۳ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۳۲ یا ۳۳ سال کی تھی۔ آپ کی شادی ہو چکی تھی اور ایک بیٹی بھی پیدا ہوئی تھی جن کا نام راجے آمنہ تھا۔

https://theimammehdi.com

تیسرا باب
بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ

میراں سید محمود ثانی مہدیؓ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرزند اکبر ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت جونپور میں پیر کے دن ضحیٰ کے وقت ہوئی آپ کی ولادت پر حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کا فرمان ہوا کہ اے سید محمد ہم نے اس فرزند کو اپنے حبیب محمدؐ کا ہم نام کیا ہے۔اور ہمارے حبیب محمدؐ کا نام عرش پر محمود ہے۔اور چوتھے آسمان پر سید مبارک ہے۔پس اس فرزند کا نام محمود رکھو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کا نام سید محمود رکھا آپ بی بی خونزا بڈھن کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی عمر شریف ۲۲ سال کی تھی اورام المومنین خدیجہ ولایت بی بی الہدیتیؓ کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔جب حضرت مہدی علیہ السلام نے ۴۰ سال کی عمر میں خدا کے حکم سے ۸۸۷ھ میں ہجرت کی اس وقت آپ کے ساتھ بی بی الہدیتیؓ بی بی خونزا بڈھنؓ میراں سید محمودؓ اور بی بی فاطمہؓ تھیں۔اور دیگر ۱۶ انفوس تھےاس سفر میں حضرت مہدی علیہ السلام کی پہلی منزل دانا پور میں ہوئی۔یہاں بی بی الہدیتیؓ نے معاملہ دیکھا کہ خدا کا حکم بی بی کو ہو رہا ہے کہ ہم نے تیرے شوہر کو مہدی کیا ہے تو اس کی تصدیق کر۔یہ معاملہ بی بی نے حضرت امام علیہ السلام کے روبرو پیش کیا فرمایا صحیح ہے ہم کو بھی خدا کی طرف سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہم نے تجھ کو مہدی موعود کیا ہے۔لیکن جب ظہور کا وقت آئے گا اس کا اظہار کیا جائے گا۔اس وقت بی بی نے قدمبوسی کر کے عرض کیا میرانجی اس کے پہلے بندی سے کوئی تقصیر ہوئی ہے تو معاف کریں اور گواہ رہیں کہ میں نے حضرت کی تصدیق کی۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند آپ کی عظمت کا اعتقاد رکھتی ہوں۔اس گفتگو کو بندگی میراں سید محمود خیمہ کے باہر کھڑے رہ کر سن رہے تھے سنتے ہی جذبہ حق میں مست و مستغرق ہو کر گر پڑے۔حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا کہ باہر جا ہمارا بندہ ہماری ذات میں فنا ہو کر گر پڑتا ہے۔اس کو خیمہ میں لاکر مہدی علیہ السلام باہر آ کر میراں سید محمود کو گود میں اُٹھا کر خیمہ میں لائے اور بی بی الہدیتیؓ کا ہاتھ میراں سید محمود کے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا بی بی دیکھو بھائی

https://theimammehdi.com

سید محمود کا استخوان، گوشت پوست، بال بال لا اللہ الا اللہ ہو گیا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ پہلے اپنے سینہ پر پھیرا پھر میراں سید محمود کے سینہ پر رکھ کر فرمایا جو کچھ اس سینہ میں ڈالا گیا ہے اس سینہ میں بھی ڈالا گیا ہے۔ اس کے بعد میراں سید محمود ہوشیار ہوئے اور آنحضرتؐ کی مہدیت کی تصدیق کر لی۔ اس کے بعد شاہ دلاورؓ بھی تصدیق سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے حضرت مہدی علیہ السلام مقام چندیری آئے یہاں حضرت میراں سید اجمل پیدا ہوئے۔ جن کی شہادت مانڈو میں ۲/ ربیع الاول کو آگ میں گرنے سے واقع ہوئی ہے۔ بندگی میراں سید اجمل کے شہید ہو جانے پر بندگی میراں سید محمودؓ زاری کرنے لگے اور اپنے حجرہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ میاں سید سلام اللہؓ نے یہ واقعہ حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا اور کہا سید محمود بہت زاری کر رہا ہے خدا کا حکم حضرت مہدی علیہ السلام کو ہوا کہ جاؤ سید محمودؓ کو تسلی دو۔ حضرت امام علیہ السلام میراں سید محمودؓ کے پاس آئے اور فرمایا کیوں رنجیدگی اور زاری کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کا حکم اسی پر جاری ہوا تھا اور فرمایا اگر اجمل زندہ رہتے تو تمہارے مقام پر پہنچتے۔ لیکن تمہارے مقام پر پہنچنے کی ان کی تقدیر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا نوشتہ ایسا ہی تھا۔ رنجیدہ مت ہو۔ مانڈو سے جب حضرت مہدی علیہ السلام چاپانیر تشریف لائے یہاں ام المومنین بی بی الہدیتیؓ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کو قلعہ کے قریب ڈونگری میں دفن کیا گیا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام منزل بہ منزل ڈابھول بندر پہنچے تو سب جہاز کے قریب آ کر سوار ہونے کھڑے ہو گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا پہلے بھائی سید محمودؓ کو سوار کراؤ۔ اس کے بعد بندہ سوار ہوگا۔ فرمایا میراں سید محمودؓ دریا کے مانند ہیں جو کچھ دریا میں آتا ہے سما جاتا ہے۔ اور لولو اور مرجان باہر آ جاتے ہیں۔ جہاز میں میراں سید محمود کو پیاس لگی۔ میراں علیہ السلام چھاگل خود ان کے پاس لائے اور فرمایا پانی پیؤ۔ عرض کیا پانی تھوڑا ہے حضرت کے لئے چاہئے۔ ہم کو لعاب عنایت فرمائیں۔ فرمایا پانی پیؤ اللہ تعالیٰ پانی میں برکت دے گا میراں سید محمود نے پانی پیا مگر پانی چھاگل میں جتنے کا اتنا ہی رہا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا پانی گرم تھا۔ بھائی سید محمودؓ کے پینے سے ٹھنڈا ہو گیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام فراغت حج کے بعد واپس کھنبات تشریف لائے۔ پھر احمد

https://theimammehdi.com

آباد آئے وہاں سے اخراج پر سانتیج ہوتے ہوئے پٹن آئے یہاں حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی ملکانؓ سے نکاح کیا۔ بی بی ملکانؓ نے تین خدمت گار حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں گزاریں۔ان تین خدمت گاروں میں ایک بائی خوب کلاں تھیں جو نہایت حسین وخوبصورت تھیں ان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے میراں سید محمودؓ کے حوالے کر کے ان سے ان کا نکاح کر دیا۔ بائی خوب کلاں کے متعلق حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ اللہ کی طالب ہے نابینا ہو کر نہیں مرے گی۔

اس مقام پر ایک دن میراں سید محمودؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کوئی شخص بچپن سے اللہ کا طالب ہے دوسرا کچھ کسب کر کے ترک دنیا کر کے اللہ کی طلب میں لگ جاتا ہے ان دونوں میں کیا فرق ہے۔فرمایا بہت فرق ہے دس چھوڑ گئے تو ستر آخرت میں پائے گا۔اور فرمایا۔ ''جوگی کا بیٹا جوگی'' یہ سن کر سید محمودؓ کو کسب حلال کا خیال پیدا ہوا۔ تیار ہو کر کسب کے لئے جانے کے واسطے حضور میں آئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جہاں بھی رہو اللہ کی یاد کے ساتھ رہو۔اللہ پر آسان ہے کہ وہ پھر ملاقات کرائے۔ میراں سید محمود قدمبوسی کر کے روانہ ہوئے۔ایک روز کا راستہ طئے کرنے کے بعد ایک تاجر آپ کے ساتھ ہو گیا دو منزل کے بعد دو ذات ساتھ ہو گئے۔ جب چاپانیر کے قریب پہنچے آپ کے ساتھ دس آدمی تھے۔اس وقت ملک عثمان بادشاہ گجرات کے وزیر تھے۔ جب ان کو میراں سید محمودؓ کے آنے کی اطلاع ملی استقبال کو آ کر آپ کو ساتھ لے گئے اور ایک محل آپ کے لئے خالی کرا کر اس میں ٹھیرایا اور تمام ضروری سامان سے اس کو آراستہ کیا اور بادشاہ سے کہکر آپ کے خرچ کے لئے ایک لاکھ تنکے مقرر کرائے (سو تنکہ کا ایک روپیہ ہوتا ہے) اور ہفت ہزاری منصب کے علاوہ دو گاؤں بیرم گاؤں اور سانچور آپ کی جاگیر میں دئے گئے۔آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ بائی خوب کلاں بھی تھیں جو نہایت حسین وجمیل اور حضرت کی شیدا تھیں۔(حضرت کو بھی ان سے الفت ومحبت تھی) بائی خوب کلاں آپ کی جدائی گوارا نہیں کر سکتی تھیں۔ حضرت جب کہیں باہر جاتے کہد یتے میں اتنی دیر میں آؤں گا وہ اس وقت تک

https://theimammehdi.com

انتظار ہی کرتی رہتی تھیں۔ایک دن حضرت میراں سید محمودؒ کسی کے ساتھ شکار کے لئے تشریف لے گئے اور بی بی سے کہا کہ میں سایہ فلان مقام پر آنے تک آ جاؤں گا لیکن واپسی میں ایک شخص نے جس کو آپ سے بہت محبت وعقیدت تھی مل کر کہا کہ میری جا گیر قریب ہے وہاں تشریف لے چلئے۔ حضرت نے انکار کیا مگر وہ نہ مانا حضرت نے فرمایا میرے وہاں آنے اور رہنے میں میرا نقصان ہے۔مگر وہ مجبور کر کے ساتھ لے گیا مجبوراً حضرت گئے اور رات وہیں بسر کی یہاں بائی خوب کلاں نے دیکھا کہ وقت گزر گیا۔اور حضرت نہیں آئے تو بہت بے چین ہوگئیں۔اور طرح طرح کے خیالات اور وسوسے آپ کو آنے لگے ۔خیال کیا شاید کوئی ایذا آپ کو نہ پہنچی ہو۔جب رات ہوئی بہت ہی بے چین اور مضطرب ہوگئیں اور حالت اضطراب میں اپنی جان جاناں کے حوالے کردی جب حضرت علی الصبح مکان آئے بی بی کو بے جان پایا آپ کو نہایت رنج وافسوس ہوا۔یہاں تک کہ کھانا پانی بھی چھوٹ گیا اور اسی رنج وغم میں دن گزرنے لگے یہاں تک کہ دوسرے عقد کا خیال بھی نہ کیا اگر کوئی دوسرے عقد کا ذکر بھی کرتا تو فرماتے مرحومہ کے جیسی کون مل سکتی ہے پھر بار بار دوست احباب کے عقد کرنے کے لئے ذکر کرنے پر آپ نے عقد کا خیال کیا اور دو مشاطاؤں کو بلا کر ان کو دس بیس سونے کے سکے دے کر کہا کہ اشراف اور دیندار گھرانوں میں کوئی لڑکی جو نہایت خوش اخلاق اور حسین وجمیل ہو میرے لئے دیکھو۔مشاطائیں لڑکی ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک دن ملک عثمان کے گھر گئیں۔ملک عثمان اور ان کی بیوی نے پوچھا تم لڑکی کس کے لئے دیکھ رہی ہو۔انہوں نے میراں سید محمود کا نام لیا۔ملک عثمان نے کہا ہماری لڑکی کد بانو موجود ہے۔انہوں نے دیکھا کہ لڑکی سانولے رنگ کی ہے خوبصورت نہیں ہے کہا اس کو حضرت پسند نہیں کریں گے۔اس کی تعریف حضرت کے سامنے ایسی کرو کہ اس پر حضرت کا دل آ جائے اور نکاح کے بعد چند روز حضرت کے سامنے مت جاؤ۔پھر ملک عثمان نے ان مشاطاؤں کو بہت سا زر و مال دیا انہوں نے آ کر میراں سید محمودؒ کے سامنے بی بی کد بانو کی تعریف کر کے حضرت کو رضا مند کرالیا اس کے بعد نکاح ہوگیا۔ بی بی کد بانوؒ کے والدین نے بی بی کو سمجھا دیا تھا کہ اگر تم خود پر میراں سید محمودؒ کی کسی قسم کی ناراضگی

دیکھوتو فوراً حضرت کی خدمت میں لگ جاؤ۔ اور کہو کہ میں حضرت کے لئے لونڈی بن کر آئی ہوں۔ جب شب عروسی میں میراں سید محمودؓ نے بی بی کد بانوؒ کی صورت دیکھی تو آپ کو پسند نہ آئیں۔ منہ پلٹا کر سو گئے۔ پھر بی بی ماں باپ کی حسب ہدایت خدمت کے لئے تیار ہو گئیں۔ اس وقت میراں سید محمودؓ نے پینے کے لئے پانی مانگا بی بی پانی لانے چلی گئیں پانی لانے تک نیند کے غلبہ سے آپ سو گئے بی بی پانی لے کر صبح تک کھڑی رہیں۔ جب صبح کے وقت نیند سے ہوشیار ہوئے فرمایا کیا اب تک تم پانی لئے کھڑی ہو کہا کہ ہاں فرمایا بی بی تم نے بندہ میں کیا خوبی دیکھی ہے جو اس طرح خدمت کر رہی ہو۔ بی بی نے کہا میں نے آپ میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ پھر بی بی کے حسن خدمت سے خوش ہوئے یہاں تک کہ دونوں میاں بیوی میں بے انتہا محبت ہو گئی۔ بی بی کد بانوؒ فرماتی تھیں کہ جو محبت میراں میں اور مجھ میں ہے خدا سب جوڑوں میں نصیب کرے۔

جس زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام نصرپور کاہہ میں تھے وہاں سے آپ نے بعض اصحاب شاہ نعمتؓ وغیرہ کو اپنی اپنی بیویوں کو لانے گجرات بھیجا اور بندگی میاںؓ سے بھی فرمایا تم بھی جاؤ بندگی میاں نے عرض کیا بندہ کو اہل وعیال نہیں ہیں وہاں میرا کوئی کام بھی نہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اس میں مقصود خدا ہے جاؤ بندگی میاں نے تعمیل حکم کی اور گجرات آئے اس وقت میاں سید سلام اللہ نے میراں سید محمود کو خط لکھا کہ تم وہاں گجرات میں کیا بیٹھے ہو یہاں (۸۴) صحابہ شدت فاقہ سے شہید ہو گئے ہیں۔ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور اولوالعزم پیغمبروں کے مقامات اپنے اصحاب کو عطا کئے ہیں۔ جیسے ابراہیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ کے مقامات ان کو دیئے جا رہے ہیں۔ غیر لوگ ولایت کا فیض پا رہے ہیں اور تم اپنے گھر کی نعمت کو ہاتھ سے کھو رہے ہو۔ اس خط کو دیکھتے ہی آ جاؤ اس خط کو لکھتے ہوئے دیکھ کر حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں سید سلام اللہ سے پوچھا کس کو لکھ رہے ہو پھر خط پڑھا کر سنا پھر فرمایا ایسا نہیں لکھنا چاہئے۔ دوسرا خط اس عبارت کا لکھو "شہر ٹھٹھہ میں میراں سید محمود اور شہر چاپانیر میں سید محمد" میاں سید سلام اللہ نے عرض کیا کہ سیدن میراں کیسے ہو سکتے ہیں۔ خوندکار مہدی موعودؑ اور میراں ہیں۔ فرمایا ہاں بندہ

https://theimammehdi.com

میراں ہے مگر اول میراں بھائی سید محمود ہیں۔ فرمایا میراں سید محمود میرے نزدیک ہیں ظاہری دوری کا کوئی دغدغہ نہیں ہے۔ اس مکتوب کو پڑھ کر میراں سید محمود زار وقطار ہو گئے اور کسب دنیا کا خیال دل سے دور ہو گیا۔ ایک رات میراں سید محمودؓ آرام فرمارہے تھے کہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام دونوں آئے ہیں لیکن دونوں اس قدر ہم شکل وصورت تھے کہ میراں سید محمود تمیز نہیں کر سکے کہ کون محمدؐ ہیں اور کون مہدیؑ ۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا بھائی سید محمودؓ اپنے جد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قدم بوسی کرو۔ میراں سید محمودؓ نے پہلے رسول اللہ ﷺ کی پھر مہدی علیہ السلام کی قدم بوسی کی پھر خاتمین علیہما السلام نے آپ سے کہا کہ سید محمود یہ جائے تمہارے لائق نہیں ہے اور ہاتھ پکڑ کر باہر لایا۔ جب میراں سید محمود بیدار ہوئے دیکھا کہ گھر کے باہر کھڑے ہیں۔ وہیں ٹھیر گئے اور اپنی خادمہ کو بیدار کر کے قرآن اور تلوار طلب کئے اور فرمایا اب بندہ گھر میں نہیں آئے گا اور بی بی کد بانوؓ کو کہلایا تم اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ بندہ حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں جارہا ہے۔ اب راہ خرچ تم کو ہمراہ لے جانے کے لئے نہیں ہے۔ جب راہ خرچ میسر ہوگا بھیج کر تم کو بلالوں گا۔ بی بی نے کہا میں بھی ’’اللہ کی طلب میں چلتی ہوں اگر سواری کا انتظام نہ ہو تو پیروں کو چندیاں باندھ کر چلوں گی‘‘ میراں سید محمودؓ کو قرض داروں کا قرض ادا کرنے اور نوکروں کی تنخواہوں کے متعلق فکر تھی۔ کیونکہ آپ کا قاعدہ تھی جو بھی ملتا فقراء وغرباء میں تقسیم کر دیتے پیسے اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ بی بی کد بانوؓ نے اپنے زیورات کے تین صندوقچے آپ کی نذر کئے آپ نے قرض داروں کا قرض ادا کر کے نوکروں کی تنخواہیں ادا کیں پھر سواری کا انتظام کر کے بی بی کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ جب رادھن پور آئے راہ خرچ ختم ہو گیا۔ وہیں ٹھیر گئے میاں شاہ نعمتؒ بھی واپس جانے کے لئے آکر یہیں ٹھیرے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ راجے مرادی سلطان کی ہمشیرہ کا بہت سا مال حضرت مہدی علیہ السلام کو پہنچانے کے لئے تھا۔ میراں سید محمودؓ نے ان سے کہا میں بھی میراں علیہ السلام کے پاس جارہا ہوں لیکن راہ خرچ نہیں ہے تم جو مال لے جارہے ہو تو اس میں سے کچھ خرچ کے لئے بطور قرض کے دو تو میسر ہونے پر ادا کر دوں گا۔

https://theimammehdi.com

حضرت شاہ نعمتؓ نے فرمایا بندہ امانت دار ہے امانت میں خیانت نہیں کرے گا یہ سن کر میراں سید محمود بہت دلگیر ہوگئے ۔ اس کے بعد میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ بھی میراں علیہ السلام کی خدمت میں جانے رادھن پور آئے آپ کے ساتھ بھی بادشاہ کی دوسری ہمشیرہ کا دیا ہوا مال مہدی علیہ السلام کو پہنچانے زروزیور، اونٹ وگھوڑے، کپڑوں کا تھا۔ جس قدر شاہ نعمتؓ کے ساتھ مال تھا اس سے بڑھ کر تھا۔ کیونکہ پٹن کے بہت سے امراء نے بھی بندگی میاں کے حوالے مہدی علیہ السلام کو دینے بہت مال دیا تھا۔ جب بندگی میاںؓ کو معلوم ہوا کہ میراں سید محمودؓ یہاں آ کر ٹھیرے ہیں اور میاں شاہ نعمتؓ نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی معلوم ہوا۔ آپ میراں سید محمودؓ کے پاس آئے اور ملاقات کرنی چاہی۔ میراں سید محمودؓ نے فرمایا بندہ کو معاف کرو جہاں بھائی نعمتؓ ٹھیرے ہیں وہاں جا کر ٹھیرو۔ بندگی میاں کو اس بات سے بہت حیرت ہوئی۔ آپ ٹھیرے رہے نماز عصر کا وقت آ گیا میاں نے کہلوایا نماز عصر کا وقت جا رہا ہے۔ میراں سید محمودؓ نے فرمایا تم اپنی نماز پڑھ لو میں اپنی نماز پڑھ لوں گا۔ میں نے فرمایا میں نماز نہیں پڑھوں گا میں کس کی نماز پڑھوں جب کہ خاوند نماز گھر میں ہے۔ جب بندگی میاں کا اشتیاق ملاحظہ فرمایا تو میراں سید محمودؓ گھر کے باہر آئے اور سیدین نے ایک دوسرے کی قدمبوسی کی اور گلے ملے۔ اس کے بعد حضرت بندگی میاں کے ساتھ جو کچھ فتوح تھی وہ سب حضرت میراں سید محمودؓ کے حوالے کر دی۔ اور فرمایا بندہ نے مہدیؑ کو یہیں پایا۔ اس بار کو حضور نے میرے سر سے اتار دیا۔ میرا سید محمودؓ بہت خوش ہو گئے اس کے بعد نماز کی تیاری ہوئی۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ کسی نے کہا سورج غروب ہو چکا ہے حضرت میراں سید محمودؓ نے مغرب کی جانب انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا وہ سورج ہے لوگوں نے دیکھا تو سورج نظر آنے لگا پھر نماز عصر ادا کی پھر سیدین اور شاہ نعمتؓ وغیرہ سب جانب فراہ روانہ ہوئے۔ بندگی میاںؓ نے بی بی کد باتوؓ کے لئے جو حاملہ تھیں پالکی کا انتظام کیا اور میراں سید محمودؓ میاں سید خوندمیرؓ اور شاہ نعمتؓ ایک گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے تا کہ آپس کی گفتگو سے دل بہلے اور راستہ جلد کٹے۔ جہاں ٹھیرنا مقصود ہوتا وہ مقام ایک دو میل رہتا تھا۔ بندگی میاں آگے جا کر وہ مقام درست کراتے۔ زمین صاف کرا کر خیمے

نصب کراتے پانی وغیرہ بھروا کر رکھتے اور کھانا وغیرہ پکوانے کا انتظام کرتے پھر وہاں قیام ہوتا۔ صبح وہاں سے روانہ ہوتے یہی نظام منزل مقصود کو پہنچنے تک رہا۔ ٹھٹھہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام یہاں سے آگے روانہ ہو چکے ہیں۔ حضرت میراں سید محمودؓ سن کر بہت فکر مند ہو گئے۔ بندگی میاںؒ نے فرمایا فکر کی کوئی بات نہیں۔ ہم میراں جی کے پاس جائیں گے اگر یہ سامان ختم ہو جائے تو آپ اس بندہ کو فروخت کر کے اپنا سفر جاری رکھیں۔ میراں سید محمودؓ بندگی میاں کے اس طرح خدمت کرنے اور دلاسا دینے سے بہت مسرور ہوئے۔ جب فرہ مبارک کے قریب آئے تو بندگی میاںؒ نے شیخ محمد کبیر کو روانہ کر کے حضرت مہدیؑ کو آمد کی اطلاع دی۔ حضرت میراں علیہ السلام بہت خوش ہوئے اس وقت حضرت کی باری بی بی ملکانؓ بقولے بی بی بونؓ کے گھر میں تھی۔ آپ بار بار دائرہ کے دروازے تک آتے اور دیکھ کر واپس ہوتے اور حکم دیا کہ دائرہ اور مکان کو جھاڑو دے کر صاف کردو اور ہر طرف پانی چھڑک کر زمین کو صاف کرو۔ صراحیوں اور گھڑوں میں پانی بھر کر رکھو۔ بی بی نے آپ کو خوش دیکھ کر پوچھا میراں جی کیا مہدی کو بھی فرزند کے آنے کی اتنی خوشی ہوتی ہے فرمایا ہاں پوت پوت ہو کر آ رہا ہے۔ جب میراں سید محمودؓ اور بندگی میاںؒ دائرہ میں پہنچ گئے حضرت مہدی علیہ السلام نے استقبال کیا۔ اور میراں سید محمودؓ کے گلے ملے اور میراں علیہ السلام اور میراں سید محمود گلے مل کر زاری کرنے لگے یہاں تک کہ دونوں کے کتف (آستین) مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ مہدی علیہ السلام نے یہ شعر پڑھا۔

باید شکست از ہمہ عالم برائے یار
آرے برائے یار دو عالم تواں شکست

اس کے بعد میراں سید محمودؓ نے عرض کیا میراں جی اگر بھائی سید خوندمیرؓ نہ ہوتے تو بندہ راستہ میں ہلاک ہو جاتا۔ فرمایا کیا تعجب ہے میاں سید خوندمیرؓ تمہارے برادر حقیقی ہیں پھر عرض کیا شاہ نعمتؓ نے ایسا کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا بھائی شاہ نعمتؓ کو کیا گجرات کی مثل بھی یاد نہیں آئی کہ کہتے ہیں امک ٹمک کیا تیرے باپ کا مال ہے۔ تمام مال بھائی سید محمودؓ کے نثار

https://theimammehdi.com

کر دینا تھا۔شاہ نعمت اس قول سے دلگیر ہو گئے پھر بی بی ملکانؓ بی بی کد بانوؓ کو گھر لے کر آئیں۔
حضرت مہدی علیہ السلام بہو کو آتے ہوئے دیکھ کر اُٹھے اور چادر اپنی بہو کے لئے بچھا دی اور فرمایا بہو کو اس پر بٹھاؤ اور بی بی کد بانوؓ کو گلے لگایا اور انکو چار خطاب عطا فرمائے۔اچھو تاج خاں' اچھو پیار خاں' اچھو راج خاں اور اچھو چاند خاں۔ بقولے اچھو راج خاں بھی فرمایا۔ پھر آیت ان المسلمین والمسلمات تا اجرا عظیما پڑھ کر فرمایا میراں سید محمودؓ اور بی بی کد بانوؓ اور آیت فاوحی الی عبده ما اوحی تا من آیات ربه الکبریٰ پڑھ کر فرمایا۔میراں سید محمودؓ جب سیدین اور شاہ نعمتؓ فرہ آ گئے حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان کا نہج بدل دیا۔اصحاب کرام سن کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا میراں جی بیان کی نہج بدل گئی ہے۔حقائق بیان ہو رہے ہیں ایسے نکات اور حقائق پہلے بیان نہیں ہوئے تھے۔فرمایا اب کس کے لئے اٹھا رکھوں۔حاملان بیان قرآن آ گئے ہیں۔فرہ مبارک میں سیدین کے پہنچنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کا معمول یہ تھا کہ دن بھر حضرت میراں سید محمودؓ کے حجرے میں رہتے اور رات بھر حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے حجرے میں رہتے۔ام المومنین بی بی بون جیؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کیا کہ رات سید خوندمیرؓ اور دن میراں سید محمودؓ کی تعلیم کے لئے وقف ہو گئے ہیں۔اس لئے بندی حضرت کے دیدار سے مشرف ہونے کی آرزو ہی آرزو میں رہتی ہے۔یہ سن کر حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمد ان دونوں سیدوں کو ہماری وحدانیت اور احدیت کے متعلق ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور جو ہوتا ہے اور جو ہوگا وہ سب تعلیم دے۔اسی وجہ سے یہ ماجرا ہے اور اسی وجہ سے ان دونوں کے حجروں میں رات دن گزر رہے ہیں اور فرمایا اگر خدائے تعالیٰ حشر کے دن پوچھے گا اے سید محمد ہمارے لئے کیا تحفہ لایا ہے تو عرض کروں گا یا اللہ تیری جباری وقہاری درگاہ میں کیا ہدیہ لاؤں جو تیرے لائق ہو مگر اپنی ذات کو دو جوان صالح سیدوں کے ساتھ تسلیم تام کر کے تیرے آگے لایا ہوں۔یعنی میراں سید محمودؓ اور میاں سید خوندمیرؓ کو حق تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد نماز جنازہ حضرت میراں سید محمودؓ نے

پڑھائی او سب سے پہلے مشت خاک بھی حضرت ہی نے دی اور پھول چڑھائے اور تعزیت بھی آپ ہی نے کی اور آیت وما محمد الا رسول کا بیان فرمایا حضرت شاہ دلاورؒ نے ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ کے اصحاب بزرگ (خلفاء) کے متعلق استفسار کیا تو فرمایا میراں سید محمودؒ میاں سید خوندمیرؒ میاں نعمتؒ میاں نظامؒ پھر فرمایا سائل (شاہ دلاورؒ) ہے اس روایت میں حضرت مہدی علیہ السلام نے سب سے اول اپنے صحابہ میں میراں سید محمود کو گنا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد جب آپ کی نعش مبارک کو قبر میں رکھا گیا میراں سید محمودؒ قبر کے باہر آ گئے تو حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ کی نظر آپ پر پڑی دیکھا تو بالکل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہم شکل پایا۔ یہاں تک کہ رنگ روپ اور ریش مبارک بالکل حضرت مہدی علیہ السلام کے رنگ روپ اور ریش مبارک کے جیسے ہو گئے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے پکار کر کہا ہمارا مہدی ہم سے جدا نہیں ہوا وہ ہم میں موجود ہے۔ وہ دیکھو ہم نے مہدی کو دفن نہیں کیا سب نے آپ کو دیکھا اور بالکل ہم شکل مہدی پایا۔ سب سے پہلے بندگی میاںؒ نے آپ کو ثانی مہدی کہا۔ پھر آپ کا یہی لقب ہو گیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد سب صحابہ آپ کو گھیرے ہوئے رہے۔ کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے میراں سید محمودؒ کے متعلق فرمایا تھا کہ بندہ کے ادھورے بھائی سید محمود کے پورے اور فرمایا ”بندہ کے اصحاب کی مثال سنار کی انگیٹھی کے کوئلوں کے جیسی ہے۔ بعض کوئلے پورے جل گئے ہیں بعض آدھے جلے ہیں۔ بعض تھوڑے جلے بعض جلنے کے قریب ہیں جو نہیں جلے ہیں وہ میراں سید محمودؒ کے پاس پورے جل جائیں گے“ اور فرمایا ہمارے گھر کے خواجہ سید محمودؒ ہیں۔ اور فرمایا ہمارے وارث بھائی سید محمود ہیں۔ اور بہت سی بشارتیں آپ میں اور بندگی میاں سید خوندمیرؒ میں مشترک دی ہیں۔ دونوں کو ذاتی فرمایا اور میراں سید محمودؒ کو سیر نبوت کی بشارت دی اور بندگی میاں سید خوندمیرؒ کو سیر ولایت کی بشارت دی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد عرس دہم کر کے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک کے ارشاد پر گجرات آ گئے مگر تمام صحابہ حضرت میراں سید محمودؒ کے ساتھ فرہ

ہی میں رہے اور کہتے تھے ہم اپنی عمر کے آخر تک یہیں رہیں گے۔ محض ایک سال کے بعد حضرت مہدی موعودؑ کی روح مبارک سے حضرت میراں سید محمودؓ کو ارشاد ہوا کہ یہاں قہر نازل ہونے والا ہے تم گجرات چلے جاؤ اس حکم کی بناء پر حضرت ثانی مہدیؓ تمام صحابہ کے ساتھ گجرات آ گئے۔ مگر ملا علی فیاض، ملا حاجی فرہی، حاجی محمد زاہد اور میاں عبدالغنی ولایت خراسان ہی میں رہ گئے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے خراسان سے گجرات آ کر بھیلوٹ میں دائرہ باندھا اور تا آخر یہیں رہے۔ آپ کی صحبت میں سب مہاجرین ہی تھے صرف دو تابعی تھے ایک میاں ولی جی غازی دوسرے میاں عبداللہ۔ آپ کے آنے کی خبر سن کر بندگی میاں سید خوندمیرؓ آپ کے پاس آئے اور کہا بندہ کو دیجئے۔ حضرت میراں سید محمودؓ نے فرمایا جو کچھ میراں علیہ السلام نے بندہ کے حق میں فرمایا ہے تمہارے حق میں فرمایا ہے اور جو لوگ تم سے فیض لے رہے ہیں وہ بندہ کے پاس کیسے رہیں گے۔ اصرار کر کے واپس کیا۔ بندگی میاں واپس ہو گئے چند روز کے بعد پورے دائرہ کو ساتھ لے کر آئے۔ اور فرمایا پہلے اکیلا آیا تھا اب پورے دائرہ کے ساتھ آیا ہوں جگہ دیجئے مگر حضرت میاں سید محمود ثانی مہدیؓ نے فرمایا بھائی سید خوندمیرؓ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک کام تمہارے حوالے کیا ہے یہاں رہنے سے اس کی صورت نہ بنے گی دوسری جگہ رہو۔ مگر اتنا فاصلہ ہو کہ ہماری کیفیت ایک دوسرے کو ایک دن میں معلوم ہو جائے۔ اس لئے بندگی میاں واپس ہو گئے اور سلطان بیجا پور میں دائرہ باندھا۔ حضرت میراں سید محمودؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے عمل کو قائم رکھنے میں سعی بلیغ فرمائی۔ اور دائرہ کی کسی حد تک کو توڑنا گوارا نہیں کیا ہر ہفتہ آپ اجماع فرماتے جس میں جملہ مہاجرین حاضر رہتے اور فرماتے اگر حضرت مہدی علیہ السلام کے عمل کے کچھ خلاف دیکھو تو ہم کو دائرہ کے باہر کر دو۔ مگر جملہ صحابہ کا اس بات پر اتفاق تھا کہ جو بات حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں تھی وہی بات میراں سید محمودؓ کے زمانے میں بھی ہے ہم نے دونوں زمانوں میں کوئی فرق نہیں پایا۔

ایک دن آپ نے اجماع کیا اور تمام صحابہ کے مجمع میں اس طرح پوچھا کہ میراں علیہ السلام نے ذکر کثیر کی ترکیب کس طرح بیان فرمائی ہے۔ اور خود فرمایا کہ ''نماز فجر سے ڈیڑھ پہر دن

چڑھے تک ذکر میں رہیں پھر ظہر سے عصر تک ذکر میں رہیں پھر عصر سے مغرب تک بیان قرآن سنیں۔ پھر مغرب سے عشاء تک ذکر کرتے رہیں پھر عشاء کے بعد رات میں ایک پہر نوبت جاگیں اور ذکر کرتے رہیں یہ سب پانچ پہر (پندرہ گھنٹے ہوئے) نیز آپ فرماتے ہی ''جس نے دنیا ترک کردی ہے اور صحبت مرشد کے لئے وطن سے ہجرت نہیں کی وہ شخص ترک دنیا اور طلب دنیا میں برابر ہے اس پر فرض ہے کہ ہجرت کرے اور خود کو مرشد کی صحبت میں پہنچائے۔ ایک دن آپ بندگی میاں خوند شیخ مہاجر کے حجرے میں جو دائرے کے دروازے پر تھا چھپ کر بیٹھے کہ دیکھیں کوئی دیڑھ پہر دن چڑھنے کے اول حجرہ سے باہر نکلتا ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ میاں فرید مہاجر اپنے حجرے سے نکل کر آہستہ آہستہ دائرہ کے باہر جا رہے ہیں ۔ میراں سید محمودؓ نے میاں خوند شیخ مہاجر سے فرمایا جاؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لاؤ انہوں نے کہا چلو میراں سید محمود بلا رہے ہیں کہا میراں سید محمود کہاں ہیں کہا میرے حجرے میں ہیں۔ انہوں نے دانتوں میں انگلی پکڑ کر کہا کہ مجھے نہ لے جاؤ میاں خوند شیخ نے کہا کہ حضرت کے فرمان کی اطاعت جیسی مجھ پر واجب ہے تم پر بھی واجب ہے۔ چلئے دونوں حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے فرمایا ہم نے اور تم نے مل کر کیا محضرہ کیا تھا۔ میاں فرید نے دبی زبان سے کہا کہ میراں جی بندہ نے کل لکڑیاں کاٹ کر ایک جگہ رکھی تھیں دل میں خیال آیا اگر کوئی لے گیا تو محنت برباد ہو جائے گی اس لئے بے وقت حجرے سے نکل گیا۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اپنے حجرے میں بیٹھو تمہاری لکڑیاں کوئی نہیں لے جائے گا۔ اہل دنیا سے تعلق رکھنے یا ان کے گھر جانے سے حضرت میراں سید محمودؓ کی ناخوشی تھی۔ ایک دن محمود بیگڑہ بادشاہ کی بیٹی نے حضرت کو خط لکھا آپ اس خط کو دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا افسوس میرا نام دنیا داروں کے مکتوب میں آیا۔ میاں ابوبکر (داماد حضرت مہدی علیہ السلام) شوہر خونزا بدؓ حسن کا دائرہ فتح کوٹ کے پاس تھا۔ انہوں نے اپنے فرزند کی ملازمت کے لئے فتح خاں سے سفارش کی حضرت ثانی مہدیؓ کو معلوم ہونے پر ان کو خط لکھا اور ان کو حدود دائرہ کی پابندی کرنے کے لئے توجہ دلائی۔ رخصت کا کوئی فعل بھی آپ کو گوارا نہ تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حجت قرآن حدیث اور بندہ پر

https://theimammehdi.com

ہے۔ سید محمودؓ اور سید خوند میرؓ پر حجت نہیں ہے۔ مگر یہ بھی کوئی فعل ضعیف نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ کا قدم بے حد عالیت پر تھا۔ ایک دن بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے بنیے کی دوکان سے ایک پیسہ کا تیل اُدھار لایا اور چراغ لگایا نماز کے بعد حضرت ثانی مہدیؑ فرمانے لگے آج کیا وجہ ہے کہ بندے نے اپنی نماز میں نقص دیکھا ہے بندگی میاں سید سلام اللہؓ بول اُٹھے کہ میں ایک پیسے کا تیل اُدھار لایا تھا جس کی روشنی میں آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپ میاں سید سلام اللہؓ پر خفا ہوئے اور فرمایا آئندہ احتیاط رکھو۔ ایک دن آپ کے دائرہ کی باندیاں جان پہچان رکھنے والی کا سب عورتوں کے گھر جا کر چھانچ لائیں آپ نے ان کو بہت دھمکایا اور ہنڈیاں پھڑوادیں۔ ایک دن ایک فقیر فتح خاں (جاگیر دار) کے پاس گیا اور کہا میں بھیلوٹ سے آرہا ہوں، فتح خاں اس کو مارنے اٹھا اور لوگوں سے بھی کہا کہ اس کو مارو۔ لوگوں نے کہا چھوڑو یہ فقیر ہے۔ کہا جب میں دائرہ بھیلوٹ میں جاتا ہوں وہاں کے فقیر مجھے کتے کے برابر بھی نہیں سمجھتے میرے پاس کیوں آنے لگے۔ ملک لطیف جاگیر دار (جس کی عرفیت شرزہ خاں) ہے گاؤں بھیلوٹ سے تین کوس تھا وہ بیان قرآن میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور میاں سلام اللہؓ سے کہتے کہ میرے گھر چلئے حضرت انکار کرتے اور کہتے کہ ایسا مت کہو اگر میراں سید محمود کو معلوم ہو گیا تو میری فضیحتی ہوگی۔ ایک دن انہوں نے مجبور کر کے بندگی میاں سلام اللہؓ کو ساتھ لے لیا اور کہا کہ کھانا کھاتے ہی عشاء تک یہاں آجائیں گے حضرت ساتھ ہو گئے جب دائرہ کے پھاٹک پر پہنچے بندگی میاں سومارنے جو دائرہ کے دروازے پر تھے کہا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ بندگی میاں سید سلام اللہؓ اور ملک لطیف نے اس خیال سے کہ میراں سید محمودؓ کو نہ معلوم ہو جائے ان کو بھی سمجھا کر ساتھ لے لیا۔ یہ تینوں گھوڑوں کی بگھی پر ملک لطیف کے گاؤں کو گئے اور کھانا کھاتے ہی واپس آگئے۔ اور نماز عشاء میں شریک ہو گئے۔ ایک دن میاں سومار حضرت میراں سید محمودؓ کے پیروں کی چمپی کر رہے تھے کہنے لگے میراں جی گھوڑوں کی گاڑی کی سواری بھی عجیب ہوتی ہے۔ حضرت نے پوچھا تم کو کیا معلوم ہوا انہوں نے ملک لطیف کے گاؤں جا کر آنے کا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت ثانی مہدیؑ کو بہت غصہ آیا اسی وقت

https://theimammehdi.com

بندگی میاں سید سلام اللہؓ کو بلایا اور واقعہ دریافت کرکے فرمایا کہ میں تمہاری رعایت نہیں کروں گا تمہارے گھر کو پارہ پارہ کرکے دائرے سے باہر کردوں گا۔ میاں سید سلام اللہؓ اپنی دستار گلے میں ڈال کر میراں سید محمودؓ کے پیروں پر گر پڑے اور کہا مجھ سے خطا ہوگئی معاف کیجئے۔ اس کے بعد دیڑھ ماہ تک حضرت ثانی مہدیؓ کے سامنے نہیں آئے اور کہا میرا چہرہ کالا ہوگیا ہے کیا صورت بتلاؤں۔ حضرت میراں سید محمودؓ کے خسر ملک عثمان (بی بی کد بانوؓ کے والد) نے بی بی کے لئے کپڑوں کا جوڑا اور روپئے پیسے بھیجے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے فرمایا یہ مال تم اپنے والد کے گھر جاکر کھاؤ۔ بی بی نے وہ سب کا سب حضرت کی خدمت میں نذر کردیا آپ نے اس کو فقراء میں سویت کرادیا۔ کسی نے ایک دن ایک لونڈی راہ خدا میں دی آپ نے فرمایا بندہ کے آگے بندہ رہنا روا نہیں ہے اس کو آزاد کردو۔ بی بی کد بانوؓ نے اس کو آزاد کرکے اس کا نکاح میاں جمال سے کرادیا۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے کی مثال ایسی تھی کہ کسی نے ہل جوتا بیج زمین میں بویا غیب سے بارش ہوکر کھیتی پرورش پائی۔ بندہ کا وقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی کنویں کے نزدیک کھیتی کرے بیج بوئے اور محنت کرکے پانی کھینچ کر زمین کو سیراب کرے۔ فرمایا مہدی علیہ السلام کی ذات دریائے عظیم ہے۔ اور بندہ دریا کے ایک نالے کے مانند ہے۔ ایک دن شب قدر کے بعد بیان قرآن کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی ایک نظر ہزار برس کی مقبول عبادت سے بہتر تھی۔ اور بندہ کی ایک نظر ایک ہزار مہینوں کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔ اور فرماتے کبھی بندہ کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ میں مہدی کا فرزند ہوں۔ آپ فرماتے جو شخص ترک دنیا کرے اور مرشد کی صحبت میں جانے کے لئے وطن سے ہجرت نہ کرے اس کا ترک کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ ایک دن فتح خاں جاگیردار نے تیس ٹکے لاکر اللہ دیا کہکر آپ کو دیئے آپ نے لے لئے دوسرے مہینے میں پھر تیس ٹکے لائے آپ نے لے لئے تیسرے مہینے میں پھر اللہ دیا کہکر تیس ٹکے لائے اور اللہ دیا کہکر پیش کیا آپ نے نہیں لئے اور واپس کردئے اور فرمایا کیا فتح خاں نے ہم کو وظیفہ مقرر کردیا ہے۔ اب تک دائرہ کے فقیر اللہ اللہ کہتے تھے اب فتح خاں فتح خاں

https://theimammehdi.com

کریں گے۔آپ نے بہت سے مسائل کا تصفیہ کیا ہے۔رمضان میں نماز تراویح آپ صرف دس دن پڑھتے اس کے بعد باقاعدہ نوبت شروع کردی جاتی۔تراویح میں ایک قرآن ختم کراتے۔فراہ مبارک سے واپس ہوتے ہوئے آپ نے کسی مقام پر دائرہ کی بنیاد کھودی وہاں دفینہ برآمد ہوا آپ نے اس کو وہیں دفن کرادیا اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔ایک دن بی بی کد بانوؓ کے بھائیوں نے آپ کی خدمت میں روپئے بھیجے آپ نے نہیں لیا اور فرمایا بندہ کو جو دیتے ہو محض قرابت کی وجہ سے دیتے ہو اگر خالصتاً للہ دینا ہو تو سید خوندمیرؓ میاں نظامؓ میاں شاہ نعمتؓ وغیرہ کئی دوسرے ہیں وہاں دیتے۔یہ دیکھ کرانہوں نے خفیہ طور پر بی بی کد بانوؓ کو دیا بی بی خرچ کرنے لگیں۔حضرت ثانی مہدیؓ کو معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا بی بی اپنے بھائیوں کے گھر جاؤ اور وہاں بیٹھ کر کھاؤ۔

ایک دن میراں سید محمودؓ (ثانی مہدی) گھر میں کھانا کھارہے تھے میاں سومار آئے اور پکارا۔خادمہ نے باہر نکل کر پوچھا کیا ہے کہا دائرہ میں فاقہ ہے خادمہ نے کہا خاموش رہو۔حضرت کھانا کھارہے ہیں۔حضرت نے پوچھا بھائی سومار کیا ہے؟ کہا کچھ نہیں یہ دیکھنے آیا تھا کہ حضرت کیا کررہے ہیں۔فرمایا سچ سچ کہو تو عرض کیا میراں جی دائرہ میں فاقہ ہے آپ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا بندہ خاک کھائے بھائی بھوکے ہیں۔پھر بی بی کد بانوؓ نے اپنا ایک زیور دیا اس کو فروخت کراکر سویت کرادیا۔بعض نے سویت لی اور بعض نے نہیں لی جن لوگوں نے سویت نہیں لی ان سے پوچھنے پر کہا کہ ہم مضطر نہیں ہیں۔ہم نے آج کچھ قرض لے کر کھالیا ہے۔سویت کے بعد حضرت نے کھانا کھایا۔ایک دن بی بی کد بانوؓ نے حضرت شاہ دلاورؓ سے کہا کہ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے گھر میں تنگی رہتی ہے آپ میاں سے کہکر کچھ سویت بڑھادیں۔بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے حضرت ثانی مہدیؓ سے کہا کہ آپ کے گھر میں اکثر تنگی رہتی ہے اس لئے اپنی سویت بڑھالیں۔حضرت نے کہا آپ کو کس نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ اپنی طرف سے نہیں فرمارہے ہیں شاہ دلاورؓ نے کہا بی بی کد بانوؓ نے بندہ سے کہا ہے۔حضرت ثانی مہدیؓ بہت روئے اور فرمانے لگے افسوس بندہ دنیاوی چیز بڑھائے۔حضرت مہدی علیہ السلام نے سویت میں بندہ کے دس حصے مقرر فرمائے

ہیں بس یہی کافی ہیں اگر چہ کہ اس کے بعد آپ کو اور بھی فرزند ہوئے اور لونڈیاں بھی آئیں لیکن اسی پر صابر رہے۔

ایک دن کثرت بارش سے تمام فقراء کے حجرے گر گئے آپ کا حجرہ نہیں گرا آپ رونے لگے اور کہا کہ افسوس میں اجماع سے خارج ہو گیا۔ دوسرے دن بھی بارش ہوئی آپ کا حجرہ بھی گر گیا اس وقت آپ خوش ہو گئے۔

دائرہ بھیلوٹ شریف کے باہر ایک بنئے کی دکان تھی حضرت ثانی مہدیؑ کے فقراء اور مہاجرین اسی دکان سے سودا سلف لیتے یہ سلسلہ ایک زمانے تک جاری رہا ایک روز بنئے نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا خوندکار آپ جانتے ہیں میرا جوان بیٹا جو بیوپار میں میرا ہاتھ بٹاتا تھا مر گیا اب مجھے سودا لانے کے لئے خود رادھن پور جانا پڑتا ہے اور دوکان پر کوئی نہیں ہے اس لئے دوکان بند کر دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے اب مجھ سے کام بھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت نے فرمایا سیٹھ جی تمہاری دوکان سے فقیروں کو بہت آرام ہے اگر کوئی شخص دکان پر بیٹھنے والا نہیں ہے تو بھائی لالو (آپ کے کتے کا نام) کو لے جاؤ اور وہ تمہاری دکان سنبھالے گا۔ بنیا خوش ہوا اور حضرت کے فرمان سے بھائی لالو دکان کی حفاظت کرنے لگا۔

ایک دن آپ نے دائرہ میں منادی کرادی کہ کوئی شخص سودا خریدنے کے لئے دور نہ جائے جو دوکان قریب ہے اسی سے لے لے اگر اچھا یا سستا مال ملنے کے خیال سے آگے بڑھے گا تو یہی دنیاداری ہے۔

ایک دن کسی نے آپ سے پوچھا آپ منکر مہدی کو کیا کہتے ہیں فرمایا کافر کہتا ہوں کہا فتح خاں پوچھ رہا ہے فرمایا فتح خاں کیا چیز ہے اگر سلطان محمود مہدی علیہ السلام کا انکار کرے تو کافر ہے۔ اسی طرح ایک دن سید مصطفیٰ غالب خاں نے آپ سے پوچھا منکر مہدی کو کیا فرماتے ہیں فرمایا کافر کہتا ہوں۔ سید مذکور نے کہا اگر ہم انکار کریں تو فرمایا اکفر کہتا ہوں سید مذکور خفت سے واپس ہو گیا۔

ایک دن ملا احمد خراسانی جو حضرت ثانی مہدیؑ کی خدمت میں چند روز رہ چکا تھا۔ اور دوسرے صحابہ کی

https://theimammehdi.com

بھی صحت میں رہا تھا پوچھا خوندکار آپ منکران مہدی کو کیا فرماتے ہیں فرمایا کافر کہتا ہوں۔ اور ملا احمد نے کہا اگر میں انکار کروں فرمایا اگر بایزید بسطامیؒ بھی مہدی کا انکار کرے تو کافر ہے۔ بھیلوٹ میں ایک دن ملا محمود خوندشاہ نے حضرت ثانی مہدیؓ کے روبرو امامت کرنی چاہی ایک بھائی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہٹا دیا اور فرمایا تو منکر مہدی ہے تیری اقتداء جائز نہیں۔

حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے زمانے میں تمام اصحاب ومہاجرین کو ایک ایک کر کے اپنے سے علیحدہ کیا اور ہر ایک کو الگ دائرہ باندھ کر رہنے کی تاکید کی تاکہ دین مہدیؑ کی تبلیغ ہو۔ حضرت شاہ نظامؓ کو سب سے پہلے علیحدہ کیا وہ رادھن پور میں جا کر رہے۔ پھر شاہ نعمتؓ کو علیحدہ کیا وہ موضع اکاسی میں جا کر رہے۔ پھر بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو علیحدہ رہنے فرمایا۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ اور فرمایا میراں جی مجھے قدموں کے پاس رہنے دیں مجھے علیحدہ رہنے کا حکم نہ دیجئے۔ یہ تمام صحابہ جو اطراف پھیل گئے تھے ہر ہفتہ حضرت کے پاس آ کر مذہبی مسائل پر گفتگو کرتے حضرت ثانی مہدیؓ کا بیان قرآن ہمیشہ جاری رہا آپ کا بیان قرآن حضرت مہدی علیہ السلام کے اتباع تام کی برکت سے خاص شان رکھتا تھا۔ ایک دن آپ نے بیان قرآن میں آیت **یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون** تلاوت کی اور **کبر مقتاً عند الله** پڑھ کر بیان موقوف کر دیا اور تین دن تک بیان نہیں کیا پھر میاں سید سلام اللہؓ اور دیگر مہاجرین کے اصرار پر بیان شروع کیا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات مت کہو جو تم نہیں کرتے خدا کے پاس یہ بات بری ہے کہ کہو اور کرو نہیں۔ آپ کے تاثیر بیان کے قائل نہ صرف مصدقین مہدی علیہ السلام تھے بلکہ مخالفین میں بھی اس کا خاص چرچا تھا۔ چنانچہ علمائے احمد آباد نے سلطان مظفر بن سلطان محمود بیگڑہ کو چاپانیر شکایتی عرضی کے طور پر لکھا ”سید محمودؓ بیان قرآن میں خلق اللہ کو دعوت الی اللہ دے رہے ہیں۔ اور سب کو طلب حق کی ترغیب دلاتے ہیں۔ ان کے پاس بہت اژدہام ہو گیا ہے۔ اور بہت سے لوگ وخواتین ان کے معتقد ہو گئے ہیں۔ جا بجا انہوں نے اپنے خلیفے قائم کئے ہیں۔ اور منکران مہدیؑ کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ اسلام پر لازم ہے کہ اس فساد کی بنیاد کو قوت پکڑنے کے پہلے ہی توڑ دے۔

https://theimammehdi.com

اگراس پر زمانہ گزر جائے تو بہت لوگ گمراہ ہوجائیں گے۔اوراس فساد کو دور کرنا ممکن نہ ہوگا۔ بادشاہوں پراس فساد کو میٹنا فرض ہے اس عرض داشت کی بناء پر مظفر نے بلا تامل اور بغیر سوچے سمجھے اپنے آدمیوں کو بھیجا کہ میراں سید محمود کو پابہ زنجیر قید کردیں۔اس کے لوگ دائرہ معلیٰ میں ربیع الثانی ۹۱۸ھ میں پہنچے اور بادشاہ کا حکم سنایا آپ نے اپنے پیر دراز کردئے اور فرمایا جو تمہارے بادشاہ کا حکم ہے کرو۔سرکاری لوگوں نے آپ کے پیروں میں سو امن کے وزنی بیڑی پہنادی۔ پھر حضرت کو گاڑی میں سوار کراکر روانہ ہوئے آپ نے اپنے ہمراہ شاہ دلاورؓ کو لے لیا۔شاہ نعمتؓ شاہ نظامؓ بھی آگئے اور آپ کا ساتھ دینا چاہا۔سرکاری لوگوں نے ان کو آنے سے منع کیا تو کہنے لگے اگر یہ ہمارا سردار چور ہے تو پہلے چور ہم ہیں' پھر حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے ان کو ساتھ آنے سے منع کیا اور فرمایا یہ مصلحت نہیں ہے کہ ہم سب گرفتار ہوجائیں۔اور فرمایا اگر میاں سید خوندمیرؓ آئیں تو ان سے کہو اگر کچھ تدبیر کرنی ہے تو یہیں رہ کر کرو یہ سن کر مہاجرین واپس ہوگئے۔سرکاری لوگوں نے آپ کو احمد آباد لے جا کر قید کردیا۔ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ یہ کیفیت سن کر آپ کے پاس آئے اور فرمایا اگر حکم ہو تو قید خانہ توڑ کر آپ کو چھڑا لے جاتا ہوں۔فرمایا بھائی سید خوندمیر ہم چور نہیں ہیں جو اس طریقہ سے جائیں۔جو خدا ہم کو یہاں لایا ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ ہم کو چھٹکارا دے پھر بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے راجے سون اور راجے مرادی سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں کو اس کی اطلاع دی۔ یہ سن کر شہزادیوں کی حالت متغیر ہوگئی اور رونے پلانے لگیں اور گھر چھوڑ کر دھوپ میں جا کر بیٹھ گئیں۔بادشاہ مظفر ان کی یہ حالت دیکھ کر گھبرایا اور حضرت کی رہائی کا حکم دے دیا۔جمادی الآخر ۹۱۸ھ میں ۴۱ دن کے بعد آپ کی رہائی عمل میں آئی۔سرکاری لوگوں نے آپ کو پالکی میں بٹھا کر لا کر بھیلوٹ میں چھوڑ دیا۔وزنی بیڑیوں کی وجہ سے آپ کے پیروں میں ناسور پڑ گئے تھے اور آپ بڑی سخت تکلیف میں مبتلا تھے۔جو لوگ عیادت کے لئے آتے آپ ان سے فرماتے آؤ اور مجھے دیکھ کر خاموش رہو۔اور میرے مرض کے متعلق مت پوچھو اگر کہوں تکلیف نہیں ہے تو جھوٹ ہوتا ہے اگر کہوں تکلیف ہے تو خدائے تعالیٰ کی شکایت ہوگی۔ایک دن بندگی

https://theimammehdi.com

میاں سید سلام اللہؓ نے بہت ہی آبدیدہ ہوکر آپ کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ اگر خدائے تعالیٰ کسی کوہ عظیم کو بشری صفت عطا فرمائے اور اس تکلیف کا ایک ذرہ اس پر ڈالا جائے تو ہو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اس سخت تکلیف میں آپ ڈھائی ماہ تک مبتلا رہے۔ ایسی سخت تکلیف میں بھی آپ بے پردہ ڈولی میں بیٹھ کر جس کو اہل گجرات ڈھول ری کہتے ہیں' مسجد میں تشریف لاتے اور حسب اتباع حضرت مہدی علیہ السلام بیان قرآن فرماتے۔ آپ کے بیان کی وہ شان تھی کہ سامعین کی آنکھوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بیان قرآن کا منظر آجاتا تھا۔ لیکن اس درد وتکلیف کی وجہ سے آپ روز بروز کمزور ہوتے چلے گئے۔ بی بی ملکانؓ اور میاں سید سلام اللہؓ نے آپ سے پوچھا ہمارے لئے کیا حکم ہے آپ کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ فرمایا میرے بعد تم سب لوگ بھائی نظام کے پاس چلے جاؤ۔ بالآخر اسی تکلیف سے آپ بتاریخ ۴/ رمضان المبارک ۹۱۸ھ مطابق ۱۳/ نومبر ۱۵۱۱ھ بہ عمر ۵۲ سال اپنے رفیق اعلیٰ (خدائے تعالیٰ) سے جا ملے۔ تمام مہاجرین جو اس وقت موجود تھے سر پیٹ کر رونے لگے اور کہنے لگے اب ہمارے درمیان سے حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لے گئے۔ جب آپ کے جسد مبارک کو لحد میں رکھا گیا تو بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک آہ مار کر کہا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بندہ کے سب اصحاب بھائی سید محمودؓ کے پاس کامل و اکمل ہوں گے ایسا ہی ہوا آپ کی نماز جنازہ حضرت شاہ نعمتؓ نے پڑھائی۔ آپ کے انتقال کے بعد بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے ایک آہ کھینچ کر کہا کہ افسوس میراں سید محمودؓ کا کوئی خلیفہ نہیں ہے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا کیا کہتے ہو؟ بندہ میراں سید محمودؓ کا خلیفہ ہے بندہ کبھی حضرت سے جدا نہیں ہوا اور فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام کے نام کے سلسلے میاں سید محمودؓ ہی کے سلسلے ہیں۔ کیوں کہ آپ کی اجازت کے بغیر کسی نے بھی خلافت وارشاد نہیں کی آپ کے انتقال کے بعد بندگی میاں سید سلام اللہؓ ام المومنین بی بی ملکانؓ ام المومنین بی بی بون جیؓ بی بی کد بانوؓ خونزا فاطمہؓ خاتون جنت ولایت بندگی میراں سید حمیدؓ بی بی ہدایت اللہؓ بندگی میراں سید ابراہیمؓ اور میراں سید عبدالحیٔ روشن منورؓ اور میراں سید حسن ولایتؓ سب کے سب حضرت

بندگی میاں شاہ نظامؒ کے دائرہ رادھن پور میں آ گئے۔ بندگی میاں شاہ نظامؒ نے خود گاڑیاں بھیج کر سب کو اپنے پاس بلا لیا۔

میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو تین فرزند اور ایک بیٹی ہوئی۔ میراں سید عبدالحیؒ روشن منورؒ دوسرے میراں سید احمدؒ تیسرے میراں سید یعقوب حسن ولایتؒ جب میراں عبدالحیؒ روشن منور پیدا ہوئے تو حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے ان کے نام کے متعلق حضرت مہدی علیہ السلام سے دریافت کیا تو حضرت مہدیؑ نے فرمایا عبدالحیؒ سید یعقوب رکھو۔ میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے اپنے بند جامہ کو گانٹھی دے لی اور فرمایا یہ دوسرے فرزند کی بشارت ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی اہلیہ محترمہ بی بی کد بانوؓ نے دوسرے فرزند کے تولد کے پہلے معاملہ دیکھا کہ آپ کے تین فرزند ہیں۔ جوفرہ کی ندی میں تیر رہے ہیں پہلے فرزند میراں سید عبدالحیؒ تیرتے ہوئے کنارے پر پہنچ گئے۔ دوسرے فرزند غرق آب ہو گئے۔ تیسرے فرزند میراں سید یعقوب بھی کنارے پر پہنچ گئے۔ دوسرے فرزند کے پیدائش کے پہلے بی بی نے کہا کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرما رہے ہیں اس فرزند کا نام میرے بھائی کے نام پر سید احمد رکھو۔ ایک رات میراں سید محمو ثانی مہدیؓ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور میراں سید احمد چراغ سے کھیل رہے تھے آپ کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور جاں بحق ہو گئے۔ میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو ایک بیٹی بی بی خونزا گوہر تھیں جو حضرت بی بی کد بانوؓ کے بھانجے میاں محمود شاہ کو دی گئی تھیں ان کا ذکر جلد سوم میں انشاءاللہ آئے گا۔

https://theimammehdi.com

چوتھا باب

اولاد اجداد میراں سید محمود ثانی مہدیؓ

بندگی میراں سید عبدالحئی روشن منورؓ: آپ حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے فرزند اکبر ہیں آپ کی ولادت باسعادت حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں فرہ مبارک میں ماہ جمادی الاول ۹۱۰ھ کو ہوئی مادہ تاریخ فضل ہے۔

جب آپ پیدا ہوئے بی بی گوہرؓ یا بی بی ملکانؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو اطلاع دی کہ میرانجی خدا نے حضرت کو پوترا دیا ہے۔ مگر ''سانولا'' ہے حضرت مہدی علیہ السلام مسکراتے ہوئے تشریف لے گئے اور بچے کو ہاتھوں میں لیا۔ کانوں میں اذان اور اقامت کے الفاظ کہے اور فرمایا اس بچے کا نام سید عبدالحئی رکھو یا سید یعقوب۔ یہ سن کر میراں سید محمودؓ نے اپنے بند جامہ کو گاٹھی دے لی کہا کہ یہ دوسرے فرزند کی بشارت ہے۔ فرمایا ہاں ہاں یہ دونوں فرزند (ولایت) کے زہرہؔ مشتری کے مانند ہیں۔ پھر فرمایا بی بی اس بچے کو تم نے سانولا کیوں کہا یہ تو روشن منور ہے۔ اس رتن کو جتن کرو۔ حضرت کے اس فرمان کے ساتھ ہی میراں سید عبدالحئی ظاہر میں روشن باطن میں منور ہوگئے۔ یعنی آپ کا جسم شریف سرخ وسفید اور پر جمال ہوگیا اور باطن مبارک اور قلب مطہر منور ہوگیا اور باکمال ہوگئے۔ آج تک بھی آپ کی اولاد نہایت صاحب جمال اور خوبصورت ہے۔ اور اس سلسلے میں بہت باکمال بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''اولاد بھائی سید محمود تاج سرما است'' (بھائی سید محمود کی اولاد ہمارے سر کا تاج ہے)

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے وقت حضرت روشن منور چھ ماہ کے تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو ذکر خفی کا دم دیا ہے۔ اور حضرت اس مشاہدہ پر قائم تھے۔ ارکان سلسلہ بندگی میاں سید سعد اللہ بن حضرت بندگی میاں سید تشریف اللہؓ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت روشن منور حضرت مہدی علیہ السلام کے تربیت ہیں۔ اور علاقہ صحبت اپنے پدر بزرگوار سے کیا ہے۔ وصیت کمالیت اور خلافت میں باپ کی میراث کا ورثہ حاصل کیا ہے جس سال حضرت

https://theimammehdi.com

روشن منور تربیت ہوئے ہیں اسی سال حضرت میراں سید محمودؓ نے چوتھی رمضان کو وفات پائی ہے۔ اس وقت حضرت روشن منورؒ بارہ سال کے تھے حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام صحابہ نے حضرت روشن منورؒ کو اپنے درمیان میں سویت دی ہے۔ (یعنی آپ کو حضرت مہدی علیہ السلام میں گنا ہے) آپ حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد بی بی ملکانؒ اور دیگر اہل بیت کے ساتھ حضرت شاہ نظامؒ کی خدمت میں آ گئے۔ اور حضرت شاہ نظامؒ کی وفات تک وہیں قیام رہا۔ حضرت شاہ نظامؒ کے بعد آپ نے اپنا دائرہ الگ کرلیا۔ اور پھولواری میں دائرہ باندھا جو کڑی کے مضافات میں ہے اور انوندرہ اور بڈھاسن سے قریب ہے۔ میاں عبدالملک سجاوندی کا دائرہ بڈھاسن میں تھا۔ بندگی میاں عبدالملک اپنا پورا عشر خود ہی لا کر حضرت روشن منورؒ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ حضرت روشن منور اس کو قبول فرما کر اس عشر سے سامان ضیافت کر کے میاں عبدالملک کو کھلا دیتے تھے۔ ایک بار میاں عبدالملک نے خود عشر لا کر نہیں دیا کسی کے ہاتھ سے بھجوا دیا۔ حضرت روشن منورؒ نے فرمایا خلاف عادت یہ عداوت کیسی؟ یہ بات سنتے ہی حضرت میاں عبدالملک اپنے دائرہ سے جو پھولواری سے دو میل دور تھا پیدل حضرت روشن منورؒ کی خدمت میں آ گئے اور عرض کی خوندکار کیا کوئی شخص آپ سے عداوت بھی رکھ سکتا ہے؟ حضرت روشن منورؒ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے جب تم خود عشر لا کر دیا کرتے تھے تو اس بہانے ملاقات ہو جاتی تھی۔ آپ کے زمانے میں آپ کے ہم عصر جتنے بزرگ تھے بہت آپ کا ادب واحترام کرتے تھے آپ بھی ان سب کا ادب کرتے ایک بار آپ حضرت سید نجی خاتم المرشد کے دائرہ کو تشریف لے گئے اور ادباً اپنی جوتیاں دائرہ کے دروازے پر چھوڑ دیں۔ حضرت خاتم المرشد اور فقراء آپ کے استقبال کے لئے دائرہ کے دروازے پر موجود تھے۔ جب یہ دیکھا تو اپنے فقیروں سے کہا کہ تم یہیں رہو یہ میرا کام ہے اور دوڑ کر حضرت کی جوتیاں اٹھالیں اور اپنے بغل میں لے کر حضرت کے ساتھ دائرہ میں تشریف لائے۔ واپسی کے وقت آپ نے حضرت کے سامنے حضرت کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھ دیں۔ حضرت شہاب الحق نے کچھ سپاریاں حضرت کے پاس بھیج کر اس کا پسخوردہ کرا کر منگوا کر رکھ لیا تھا اور وہ کھایا کرتے

تھے۔ یہاں تک کہ آخر وقت ایک سپاری کا ٹکڑا آنحضرت کے دہن مبارک سے نکلا۔ حضرت روشن منورؓ باوجود اس کے کہ حد درجہ اہل کمال تھے مگر خضوع وخشوع وخوف خدا کے تحت آپ نے مرشدی ترک کردی تھی۔ حالانکہ آپ کا حال یہ تھا کہ کسی نے آپ سے پوچھا آپ کی عمر گرامی حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور چھ ماہ کی تھی کیا حضرت کا مشاہدہ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر کا جودم دیا ہے وہ یاد ہے؟ فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام کے صدقہ سے بندہ کو قالوا بلیٰ کا دن یاد ہے۔فرمائے مرشدی وہ کرے جو میراں سید محمود کے جیسا ہو۔

بعض بزرگوں نے آپ کی عظمت کو پیش نظر رکھ کر آپ سے علاقہ کیا ہے۔ حضرت شہاب الحق نے اپنے فرزند میاں سید یحیٰ کو حضرت کی خدمت میں بھیج کر تربیت کرایا ہے۔ جب میاں سید سعد اللہ فرزند میاں سید تشریف اللہؒ تربیت ہونے کے لئے حضرت شہاب الحق کی خدمت میں آئے اور عرض کیا چچاباوا میرے دل میں حضرت کی عظمت بہت ہے مجھے تربیت کیجئے تو حضرت شہاب الحقؒ نے فرمایا اس بندہ کے دل میں جس کی عظمت ہے میں تم کو وہاں بھیجتا ہوں پھر حضرت روشن منورؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت روشن منورؓ نے ان کو تربیت کیا اور اس باب میں آپ نے ایک خط حضرت شہاب الحق حضرت خاتم المرشدؒ اور حضرت میاں سید تشریف اللہؒ کو لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

مکتوب حضرت روشن منورؓ: اے عزیزان دینداراں اے دوستان تقویٰ شعاراں اے فرزنداں سید الانبیاء اے مقتدایاں جگر گوشہ خاتم الاولیاء اے پیشوایان درستی واے حاکمان دینی ومیوہ دل سلطانی حجت برہانی آفتاب نہانی واے ہم نفس رحمانی یعنی روشن شارق شہاب الدین شہاب الحق جل سماء واے محمود محمد احمد عند اللہ ورے شریف اشرف بشرف بہ تشریف اللہ وارثان ولایت صحت اور عافیت میں رہیں۔ فقیر سید عبدالحیٔ دعائے میاں درازی وسر رحمٰن سرفرازی من مشغول ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ سعد اللہ کو تلقین کے لئے اس کمینہ کے پاس بھیجے ہو۔ معلوم ہوا کہ خزائین کو پوشیدہ رکھ کر اس بندہ کی طرف بھیجے ہو۔ تمہاری خاطر سے نفس مہدی موعود صلی اللہ علیہ وسلم اور

https://theimammehdi.com

میراں سید محمود ہر دو گواہ حاضر تھے میں نے ذکر دیا سعد اللہ اسد اللہ ہو گیا۔اسی طرح اب تم یہ حسین کو تلقین کرو۔اس لئے کہ مہدی موعودؑ اور میاں (سید خوند میرؓ) کا معاملہ اس طرح سمجھو۔ایک جوت دو لوٹیاں ایک بات دو کان ایک پریت دو سجناں دو گھٹ ایک پران اور سید حسین کو چراغ ولایت سے روشن کرو۔فرزنداں اہل خانہ اور تمام چھوٹے بڑے فقیروں اور حاضرین مجلس کو سلام پہنچے۔

پھر آپ نے اپنے فرزند میاں سید حسین کو حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ کی خدمت میں بھیج کر تربیت کرایا۔اپنی عمر آخریں روشن منورؓ نے حضرت بندگی میاں عبدالملکؓ کے فرزندوں کو جو اٹھارہ تھے طلب کر کے فرمایا کہ میری موت کے بعد مجھے اپنے والد بزرگوار (میراں سید محمود ثانی مہدیؑ) کے روضہ تبرکہ پر پہنچادو۔انہوں نے راستہ کا خوف ظاہر کیا اور بطور بدرقہ (یعنی خرچ راہ) کچھ پیسوں کا مطالبہ کیا۔حضرت نے فرمایا اگر فقیر کو اس کی استطاعت ہوتی تو تم کو کیوں طلب کرتا۔جب وہ لوگ حاضر نہ ہوئے تو حضرت بہت دلگیر اور آزردہ خاطر ہوئے اور بڑی حسرت سے فرمایا ''ہائے نہیں ہیں آج میرے کھانبیلیہ (یعنی فرزنداں بندگی میاں جو کھانبیل میں رہتے تھے) مجھے سر پر اٹھا کر لے جاتے پھر اپنے فرزند میاں سید حسین سے فرمایا بابا تم مجھے بہلی میں ڈال کر لے جاؤ انشاء اللہ تمہارا کوئی مزاحم نہ ہوگا۔اس وصیت کے بعد جان جان آفرین کے حوالے کی۔اور میاں سید حسین فرزند عالی حسب وصیت پدر بزرگوار کے جسد معلیٰ کو (چھوٹی گاڑی کھاچر) میں لے کر بھیلوٹ لا کر دفن کیا۔راستہ میں کوئی مزاحم نہیں ہوا سہولت اور آسانی سے راستہ طئے ہوا۔حضرت ثانی مہدیؑ کے قدم ہائے مبارک کے نیچے آنحضرت کی قبر شریف ہے۔جب آپ کی نعش بہلی میں ڈال کر بھیلوٹ لے جا رہے تھے راستہ میں حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ کے فرزندان ذی مرتبہ بھی کھانبیل سے آکر مل گئے۔وہ حضرت کی وفات کی خبر سن کر آگئے۔اور سب کے سب بھیلوٹ روانہ ہوئے۔راستہ میں سب نے سنا کہ بہلی کے اندر سے الا اللہ' الا اللہ کی آواز آرہی ہے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ حضرت روشن منورؓ محو استراحت ہیں۔جب اس عالی جناب کی نعش مبارک کو قبر میں اُتارا تو حاضرین نے سنا کہ ذکر کی آواز انہی مبارک

https://theimammehdi.com

کے دم سے برابر آ رہی ہے۔ حضرت روشن منور کا انتقال ۲۸/ رجب ۹۸۰ھ کو ہوا زمانہ فتنہ اکبری کا تھا۔ عمر شریف ستر یا اکہتر سال کی تھی۔ تاریخ وصال فقل مہدی سے بر آمد ہوتی ہے۔ آپ کو بی بی بوجی سے ایک فرزند اور ایک دختر ہوئیں فرزند کا نام مبارک سید حسین ہے۔ اور دختر کا نام بی بی راستی ہے۔ ملک شمس الدین گجراتی کو دی گئیں آپ کے خلف یہ ہیں۔ بندگی میاں سید حسین فرزند جانشین' بندگی میاں سید عزیز محمد ابن بندگی میاں سید شاہ محمود جو بھانجے ہیں' بندگی میاں سید یحیٰؑ شہید دانتی واڑہ بن حضرت شہاب الحق اور بندگی میاں سید سعد اللہ بن بندگی میاں سید تشریف اللہؒ

بندگی میراں سید حسین فرزند حضرت روشن منورؒ: آپ حضرت روشن منور کے فرزند ہیں آپ کو خود حضرت روشن منور نے حضرت سید نجی خاتم المرشدؓ کی خدمت میں تربیت ہونے روانہ فرمایا تھا۔ جب آپ حضرت سے تربیت ہو کر باہر آئے تو اور لوگ ہمراہ تھے ان میں سے کسی نے کہا خواجہ زادے تربیت تو ہوئے مگر مرشد کا عقیدہ بھی پوچھا ہے پھر میاں سید حسین گھر میں گئے اور اعتقاد کے بارے میں حضرت خاتم المرشد سے التماس کیا فرمایا بابا سید حسین جو عقیدہ تیرے باپ (روشن منور) کا ہے وہی عقیدہ میرا ہے اور جس رہزن نے رہزنی کر کے یہ بات کہی ہے وہ خلاف ہے۔ بندہ اس بھید سے واقف نہیں۔ جب آپ حضرت خاتم المرشدؓ سے تلقین ہوئے فقیروں نے عرض کیا آپ کا سلسلہ کون سے طرف سے فرمایا ہے میاں سید حسین نے پھر جا کر پوچھا خوند کار بندہ کو کونسا سلسلہ رکھنا چاہیئے۔

فرمایا بندہ سلسلہ توڑنے نہیں آیا ہے تمہارا سلسلہ وہی روشن منور کا سلسلہ ہے۔ حضرت خاتم المرشدؓ سے تربیت ہونے کے بعد آپ اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں رہے اور فیضان حاصل کیا۔ آپ اخلاق ستودہ اور خوارق حمیدہ یعنی مدارج عالی رکھتے تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب قبرستان میں تشریف لے جاتے ہر ایک کے احوال کی خبر دیتے کہ اپنے والد کے انتقال کے کچھ عرصہ تک پھولواری پرگستہ کڑی میں رہے۔ جب مغلوں کے حملہ کی وجہ وہاں شورش زیادہ ہوگئیں آپ نے گجرات سے ہجرت کی اور بیجاپور آ کر دائرہ باندھا۔ اس وقت یہاں عادل شاہی

https://theimammehdi.com

بادشاہوں کی حکومت تھی۔ بندگی میاں سید برہان الدین بن بندگی میاں سید یحییٰ آپ ہی کے مرید ہیں۔آپ کی وفات ۲۵/ جمادی الاول ۱۰۲۵ھ کو ہوئی۔ مرقد مبارک بیجاپور میں ہے۔ بندگی میاں سید سعداللہ بن بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کی قبر کے بازو آپ کی قبر ہے۔آپ کی دو بیویاں تھیں۔ بی بی خونزا سے ایک فرزند میاں سید زین العابدین ہوئے۔دوسری بیوی کا نام بی بی کساں ہے ان سے اولاد نہیں ہوئی۔

میاں سید زین العابدینؒ: بندگی میاں سید حسینؒ کے اکلوتے فرزند میاں سید زین العابدین ہیں۔ مدارج عالی مناقب تعالیٰ رکھتے ہیں۔آپ اپنے والد کے تربیت وتلقین ہیں اور حضرت خاتم کارؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔آپ کے پاس فتوح کثرت سے آتی تمام فقراء میں اس کی سویت کردیتے اور سب کو کھلا پلا دیتے۔ روغن بہت زیادہ خرچ کرتے۔ یہاں تک کہ ہاتھ روغن سے تر ہوجاتا۔ایک دن بندگی میاں سید قاسمؒ نے روغن آئینہ پر چڑ کر بتلایا میاں سید زین العابدین نے کہا اس آئینہ کو آفتاب کے سامنے رکھ دو تمام روغن آفتاب کی تابش کی وجہ سے آئینہ سے دور ہوگیا۔ بندگی میاں سید قاسمؒ نے فرمایا ایسا ہے تو مضائقہ نہیں۔ بندگی میاں سید یحییٰ شہد دانتی واڑہ کے پوترے بندگی میاں سید برہان الدین نے بندگی میاں سید حسینؒ کے بعد آپ سے علاقہ کیا۔ بندگی میاں سید زین العابدین کا انتقال ۱۶/ ربیع الاول کو ہوا ہے۔اور منچپہ میں بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کے پہلو میں مغرب کی طرف دفن ہیں۔عرس نامہ میں آپ کی تاریخ وفات ۶/صفر ہے۔آپ کی دو بیویاں تھیں ایک بی بی ملکان فاطمہ بنت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ دوسری بو بو صاحبہ بنت بندگی میاں سید راجے محمدؒ۔ بی بی ملکان فاطمہ سے آپ کو دو فرزند ہوئے ایک میاں سید ابراہیم بڑے میراں صاحبؒ دوسرے میاں سید محمود ننھے میراں صاحب۔ بی بی بو بنت میاں سید راجے محمد سے آپ کو تین فرزند ہوئے ایک میاں سید حسین دوسرے میاں سید خوندمیر تیسرے میاں سید اسماعیلؒ

میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں: بندگی میاں سید زین العابدینؒ کے فرزند ہیں۔ بہت بزرگ اور مقتدائے وقت تھے۔آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید وخلیفہ ہیں اور باپ ہی سے

https://theimammehdi.com

صحبت رکھی ہے والد کے انتقال کے بعد دکن سے ہجرت کر کے تگریہ (راجپوتانہ) گئے اور بندگی میاں سید نجم الدین خلیفہ حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ سے علاقہ کیا چھ ماہ کے بعد میاں سید نجم الدین نے آپ کو واپسی کی اجازت دی۔ آپ اپنے مرشد کی اجازت سے تگریہ سے بیجاپور تشریف لاکر دائرہ باندھا ہے۔ آپ کے ساتھ میاں سید نجم الدینؒ کے فرزند بھی تھے۔ آپ بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے۔ ایک دفعہ بیراگیوں کا ایک گروہ آپ کے دائرہ میں آیا آپ نے ان کو غلہ دلایا ان بیراگیوں میں ایک بیراگی جو سب کا سردار تھا آپ کی صحبت میں آ کر رہ گیا ایک دفعہ آپ ذکر میں تھے کہ دنیا جس کو زبان ہندی میں لچھمی کہتے ہیں آپ کے پاس آئی اور کہا میں آتی ہوں میاں نے مسلسل دو روز تک اس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرے روز وہ پھر آئی پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں لچھمی (دنیا) ہوں۔ حضرت نے فرمایا مجھے تیری ضرورت نہیں اس نے کہا حضرت کے فرزندوں کے پاس آتی ہوں۔ فرمایا ان کو خدا چاہئے۔ پھر کہا پوتروں کے پاس آتی ہوں فرمایا ان کو بھی خدا ہی چاہئے۔ عرض کیا جہاں حکم ہوگا جاؤں گی۔ فرمایا سید الیاس کے گھر جا وہ سید الیاس کے گھر آئی میاں بیوی ایک پلنگ پر سو رہے تھے اس نے ان کے منہ سے چادر ہٹائی۔ سید الیاس فوراً تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے کہا تو کون ہے کہا میں لچھمی ہوں تمہارے مرشد کے حکم سے تمہارے پاس آئی ہو۔ سید الیاس نے خوش ہو کر کہا کہ آ اس کے بعد سید الیاس کے روزگار میں روز بروز ترقی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ افواج بیجاپور کے سپہ سالار ہو گئے۔ اور شرزہ خاں کا خطاب ملا۔ آج تک ان کی اولاد موجود ہے۔ بہت سے جنات بھی حضرت بڑے میراں کے مرید تھے اور آپ سے تلقین ہوئے تھے۔ دوگانہ شب قدر میں جب جنات آتے تو آپ ایک طرف ان کے لئے ڈیرے لگوا دیتے آپ نے اپنی کبرسنی میں ایک ملا سے علم سیکھا ہے اور اس سے سراج الابصار پڑھی ہے۔ اس ملا نے کہا اگر شرزہ خاں مجھے روز دو سون (چھوٹی اشرفی) دیں تو میں مہدی کی تصدیق کرتا ہوں۔ شرزہ خاں نے قبول کیا آپ نے سن کر فرمایا اگر تصدیق برائے خدا کرتا ہے تو کرے ورنہ وظیفہ نہ ملنے پر منکر ہو جائے گا۔ آپ بیان قرآن نہیں کرتے تھے فرماتے تھے مجھے جو پوچھنا ہے میراں صاحب

https://theimammehdi.com

میاں (بن شاہ قاسمؒ) سے پوچھ لوں گا۔ آپ کی بیعت بہت سے لوگوں نے کی ہے۔ میاں عبد المومن جنہوں نے دکنی زبان میں حضرت مہدی علیہ السلام کی سیرت لکھی ہے آپ کے مرید ہیں۔ آپ کا انتقال ۲۱/صفر کو ہوا ہے۔ مزار مبارک بیجاپور میں ہے۔ آپ کی شادی بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ کی بیٹی بی بی عائشہ سے ہوئی۔ ان سے آپ کو دو فرزند ہوئے ایک میاں سید مصطفیٰ عرف سیدن میاں دوسرے میاں سید قاسم۔

میاں سید مصطفیٰ عرف سیدن میاں: آپ اپنے والد بڑے میراں کے مرید و تربیت ہیں۔ صحبت بھی باپ ہی سے رکھی ہے۔ باپ کے بعد بیجاپور سے ہجرت کر کے راجپوتانہ (بارہ بستی) گئے اور میاں سید میرانجی (فرزند حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ) سے علاقہ کیا پھر حکم خلافت لے کر بیجاپور آ گئے آپ کا انتقال بیجاپور میں ہوا وہیں مزار مبارک ہے آپ کی بیوی بڑی بی بنت میاں سید میرانجی ہیں ان سے آپ کو ایک فرزند سید احمد باوا صاحب میاں ہوئے۔

میاں سید قاسم بن میاں سید ابراہیم: آپ بڑے میراں کے چھوٹے فرزند ہیں۔ والد ہی کے مرید و فقیر ہیں۔ اور حکم ارشاد باپ سے کیا ہے۔ چھونڈ میں آپ کا دائرہ تھا وہیں انتقال ہوا۔ بی بی ہدن جیؒ کے چبوترے پر دفن ہیں تاریخ وفات ۳/محرم ہے آپ کی اہلیہ کا نام چاند خاں بی بی ہے جو خانجی میاں بن میاں سید میرانجی بن بندگی میاں سید عبدالوہابؒ کی بیٹی ہیں۔ ان سے آپ کو پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ خوب صاحب میاں، سید ابراہیم بڑے میراں، خانجی میاں، سید محمود ننھے میاں اور سیدا میاں۔ بیٹی کا نام بی بی صاحب بی تھا جو میاں سید امیر بن خوزادے میاں جعفر آبادی کو دی گئیں۔

میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں ثانی: آپ اپنے والد میاں سید قاسمؒ کے مرید و فقیر و جانشین ہیں۔ آپ کو پانچ فرزند اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ میرانجی میاں، میاں سید قاسم شہید ادھونی، خوب صاحب میاں شہید ادھونی، سیدو میاں، خانجی میاں مجذوب۔ بیٹیوں میں لاڑ بی بی زوجہ روشن میاں بن سید احمد بادشاہ میاں، خوزادی بی زوجہ میاں صاحب میاں بن میراں صاحب میاں اور رحمابی صاحب زوجہ دادا میاں بن میاں سید امیر کو دی گئیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید محمود ننھے میراں صاحب: آپ اپنے والد میاں سید قاسم بن حضرت بڑے میراں کے مرید وفقیر ہیں۔ باپ کے بعد اپنے بھائی میاں سید ابراہیم بڑے میراں سے علاقہ کیا ہے۔ آپ کی بیوی کا نام بانو صاحب بی ہے جو میاں سید اشرف بن میاں سید جعفر کی بیٹی ہیں۔ ان سے آپ کو تین فرزند اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ سید خدا بخش سیدا میاں جو ویلور میں شہید ہوئے' خانجی میاں اور میاں صاحب میاں۔ بیٹی کا نام خواجہ زادی بی ہے جو خوب میاں نوری کو دی گئیں۔ دوسری بیٹی اچھے صاحبہ جو روشن میاں بن باوا صاحب میاں کو دی گئیں۔

میاں سید خدا بخش عرف سیدو میاں شہید: آپ اپنے والد بزرگوار ننھے میراں صاحب کے مرید وفقیر ہیں۔ باپ کے بعد میاں سید یعقوب توکلی سے علاقہ کیا ہے اور انہی کی صحبت اختیار کی۔ نواب شکر اللہ جو رائچور میں تھا بندگی میاں سید مبارک اور آپ کے ساتھیوں کو محض اس بناء پر کہ آپ نے نماز لیلۃ القدر کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ تسبیح دی تھی اچانک شہید کر دیا۔ جن کی تاریخ شہادت ۲۷/ رمضان ۱۱۶۸ھ ہے۔ میاں سید مبارک کا سلسلہ نسب بندگی میاں سید اشرف بارہ بنی اسرائیل سے ملتا ہے۔ شکر اللہ نے میاں سید مبارک کو شہید کرنے کے بعد اس خوف سے کہ کہیں مہدوی اس کو قصاص میں قتل نہ کر دیں رائچور چھوڑ کر ویلور چلا گیا۔ اور وہاں مرتضی قلی قلعدار ویلور کے پاس پناہ لی۔ میاں سید خدا بخش سیدو میاں نے ایک دن کڑپہ میں جب آپ بندگی میاں سید یعقوب توکلی کی صحبت میں تھے ایک معاملہ دیکھا اور میاں سید یعقوب سے عرض کیا خوندکار میں نے معاملہ دیکھا ہے اگر رضائے خوندکار ہو تو جا کر شکر اللہ کو قتل کر دوں کہ وہ میاں سید مبارک اور رائچور کے دو شہیدوں کا قاتل ہے۔ ان شہیدوں کے بدلے اس کو قتل کرنا ضروری ہے۔ بندگی میاں سید یعقوب نے فرمایا ٹھیرو۔ عرض کیا صدقہ سے خوندکار کے مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی موت میرے ہاتھ میں ہے پس اس کو قتل کر دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا سیدو میاں تمنا کو معلوم ہوا' میرے تیئیں بھی تو معلوم ہونا جی۔ سیدو میاں خاموش ہو رہے جب بندگی میاں سید یعقوب توکلی کڑپہ سے بغرض زیارت دولت آباد تشریف لے گئے۔ سیدو میاں بھی ساتھ تھے دولت آباد سے

https://theimammehdi.com

واپسی میں سید یعقوب میاں کے ہمراہ حیدرآباد آئے یہاں بسیط پورہ میں (جس کو اب کاچی گوڑہ کہتے ہیں) بندگی میاں سید ابراہیمؒ کی زیارت کو ایک دن میاں سید یعقوب علی الصباح پہنچے اور زیارت کے بعد قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر سید و میاں کو طلب کر کے فرمایا سید و میاں اب تم اسی وقت کڑپہ چلے جاؤ' تمہارا مقصود پورا ہوگا۔ اور اپنا ارادہ کسی پر ظاہر نہ کرو۔ سید و میاں کڑپہ جا کر تین چار روز اپنے گھر میں رہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی خبر نہ دی اور نہ کچھ کہا اور خاموش ویلور چلے گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کا غلام اعتبارہ بھائی بھی تھا۔ ۷/ محرم کو آپ نواب مرتضیٰ قلی کے دربار میں گئے نواب شکر اللہ وہاں موجود تھا رات کا وقت تھا صبح ۸/ محرم تھی آپ نے بھرے دربار میں نواب شکر اللہ کو (جو آپ کو دیکھتے ہی اٹھ کر بھاگنا چاہ رہا تھا) لپک کر پکڑ کر کھینچا اور اس کو نیچے گرا کر قتل کر دیا۔ حاضرین دربار نے آپ پر یورش کی آپ نے دو چار کو مار دیا۔ مگر آپ کو بھی زخم کاری لگا آپ شہید ہو گئے۔ اعتبارہ بھائی بھی تلوار کھینچ کر دشمنوں پر گرا اور ایک دو کو جہنم میں پہنچا کر زخمی ہو گیا۔ مگر شہید نہ ہوا غازی ہو گیا۔ اس گڑبڑ میں مہدوی جو ویلور میں تھے مرتضیٰ قلی کے دربار میں گھس گئے اور حضرت سید و میاں شہید کی نعش مبارک کو وہاں سے اٹھا لائے اور ارکاٹ لے جا کر دفن کر دیا۔ آپ کی تدفین میاں سید یوسف کے حظیرہ میں ہوئی۔ بندگی میاں سید یعقوب توکلی نے میاں سید خدا بخش سید و میاں کو جو پہلے شکر اللہ کے مارنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس ملعون کی حیات باقی تھی۔ سید و میاں کی تاریخ شہادت ۸/ محرم ۱۱۷۲ھ ہے۔ سید و میاں کی بیوی کا نام بوا صاحب بی بی ہے۔ جو میاں سید ید اللہ کی بیٹی ہیں۔ جب اعتبارہ بھائی نے جو زخمی ہو گیا تھا ویلور سے کڑپہ آ کر اس واقعہ شہادت کی خبر دی۔ بوا صاحب بی بی بہت ہی خوش ہو گئیں اور بڑے فخر سے فرمایا ''میں شہید کی بیوی ہوں'' سید و میاں کو ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں ہوئیں فرزند کا نام میاں سید محمود عرف میراں صاحب ہے لاکھی سے مشہور تھے۔ ایک بیٹی آپ کی شاہ صاحب میاں بن روشن میاں کو دی گئیں۔

میاں سید محمود میراں صاحب میاں لاکھی: سید و میاں شہید کے اکلوتے فرزند ہیں۔

https://theimammehdi.com

آپ ہاتھیوں کے تاجر تھے لاکھوں روپئے کمائے اس لئے لاکھی مشہور ہوگئے آپ کی دو بیویاں تھیں پہلی مانصاحب بی بنت سیدا میاں بن شاہ صاحب میاں، ان سے آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری بیوی شانی بی بڑے میاں بن دارا میاں کی بیٹی ہیں۔ان کو ایک بیٹی ہدو بی نام کی ہوئیں۔

میاں سید احمد بابا صاحب میاں: میاں سید احمد بابا صاحب میاں بن مصطفیٰ سیدن میاںؒ مرید وتربیت اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔ والد کے بعد میاں سید اشرف سید نجی صاحب بن میاں سید میرانجی بن حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ سے علاقہ کیا ہے۔آپ نہایت ہی صاحب حال اور اہل کشف تھے ایک دن آپ نے چند افغانوں کے آگے کہا اس رات ایک کافر نے ایک فرزند مہدی کو شہید کر دیا ہے لیکن نام نہیں بتایا اس وقت آپ کڑپہ میں تھے۔افغانوں نے وہ تاریخ لکھ کر رکھ لی چند روز کے بعد ایک قاصد ہندوستان راجپوتانہ (بارہ بستی) سے کڑپہ آیا اور کہا کہ منجلے میاں بن میاں سید اشرف بن میاں سید میرانجی بن حضرت شاہ قاسمؒ کو ایک کافر نے شہید کر دیا ہے اور تاریخ وہی کہی جو افغانوں نے رکھی تھی۔آپ والد بزرگوار کے انتقال کے وقت بیجاپور میں تھے وہیں آپ کا دائرہ تھا وہاں سے ہجرت کر کے بارہ بستی گئے اور میاں سید اشرف سید نجی صاحب نبیرہ حضرت شاہ قاسمؒ سے علاقہ کر کے بعد حصول فیض وحکم خلافت دکن تشریف لائے اور کڑپہ میں قیام فرمایا۔ اس وقت یہاں کثرت سے مہدوی تھے یہیں پر آپ کا انتقال ہوگیا۔مزار بھی یہیں ہے تاریخ انتقال ۵/صفر ہے۔آپ کو ایک فرزند ہوا جن کا نام سید نور محمد روشن میاں تھا اور ایک بیٹی ہوئی جن کا نام بڑن جی بی تھا وہ میاں سید یٰسین کو دی گئیں۔

میاں سید نور محمد روشن میاں: آپ اپنے والد بابا صاحب میاں کے مبشر ومنظور ہیں اور ان ہی کے مرید وتلقین ہیں۔انہی کی صحبت میں رہے کچھ عرصہ بارہ بستی (راجپوتانہ) میں رہے وہاں سے پھر کڑپہ آئے پھر ارکاٹ گئے ارکاٹ سے پھر کڑپہ آئے اور تاحیات یہیں رہے۔یہیں پر آپ کی وفات ہوئی۔تاریخ وفات ۲۷/ربیع الاول ہے آپ کی دو بیویاں تھیں ایک بی بی لاڑلی بی بنت بڑے میراں ان سے دو فرزند ہوئے۔سید مصطفیٰ سیدن میاں دوسرے سید جی میاں۔دوسری بیوی

https://theimammehdi.com

کا نام بڑی بی عرف اچھے صاحبہ ان سے دولڑ کے میراں صاحب اور شاہ صاحب ہوئے آپ کے جانشین آپ کے فرزند میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں ہیں۔

میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں: آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید وتربیت ہیں۔ اور حکم خلافت بھی حاصل کیا ہے اس کے بعد اعظم نگر (راجپوتانہ ہندوستان) جا کر میاں سید موسیٰ عرف بڑے میراں (میاں سید موسیٰ بن میاں سید خضر بن میاں سید میراں بن میاں سید عبدالکریم اللہ بن بندگی میاں سید اشرف بنی اسرائیل) سے علاقہ کر کے ان سے صحبت رکھی اور حکم خلافت بھی حاصل کیا۔ ایک دن آپ نے معاملہ (خواب) دیکھا کہ میاں سید نجم الدین عرف میاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سیدھے ہاتھ کی طرف آپ کے مرشد میاں سید موسیٰ بڑے میراں ہیں اور سامنے آپ خود بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے میاں سید نجم الدین عرف میاں صاحب سے پوچھا خوندکار اس وقت اولوالامر کون ہیں۔ میاں صاحب نے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا سیدن میاں اس وقت بڑے میراں اولوالامر ہیں۔ پھر آپ نے عرض کیا خوندکار کا صدقہ ہم کو چاہئے۔ میاں صاحب نے کہا ہاں ہمارا بڑے میراں کو اور بڑے میراں کا تم کو۔ اور ہوشیار ہونے کے بعد سیدن میاں نے یہ معاملہ میاں سید موسیٰ عرف بڑے میراں سے کہا آپ نے کہا راست ودرست ہے۔ جب میراں سید موسیٰ بڑے میراں کی وفات کا وقت پہنچا افغان جیسے محمود خاں داؤد خاں وغیرہ نے عرض کیا خوندکار ہماری کم نصیبی کی وجہ سے آپ اس دنیا سے انتقال فرمارہے ہیں۔ ہم کوکس پر سونپ رہے ہیں۔ کہا تم سب کو سیدن میاں پر سونپ رہا ہوں سب نے کہا سیدن میاں کڑپہ (دکن) میں ہیں اور ہم ہندوستان میں ہیں۔ کیسے موافقت ہوگی بڑے میراں نے فرمایا تینوں ہمارے خلیفہ ہیں تم ان میں سے جس کے پاس رہو ہمارے ہو۔ بڑے میراں کے تین خلیفہ یہ ہیں۔ ایک سید خضر فرزند بڑے میراں دوسرے سید یعقوب عرف خوب صاحب میاں بن میاں سید اللہ بخش (از اولاد بندگی میاں سید اشرف بنی اسرائیل) تیسرے میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں۔

جب آپ میاں سید موسیٰ کی صحبت میں ہندوستان میں اعظم نگر میں تھے دکن میں امراء

https://theimammehdi.com

میں آپس میں جنگ ہوئی رائے چوٹی میں ہدایت محی الدین خاں مارا گیا۔ حضرت سیدن میاں کے بھائی سید جی میاں اس کے پاس تھے جنگ کا حال سن کر فکر کے ساتھ میاں سید موسیٰ عرف بڑے میراں سے عرض کیا جنگ کی حالت میں برادرم سید جی میاں کا کیا حال ہے معلوم نہیں حضرت میاں سید موسیٰ نے فرمایا کہ سید جی میاں خیر وعافیت سے ہیں۔ پھر سیدن میاں نے عرض کیا خوند کار عنایت خاں کا کیا ہے فرمایا عنایت خاں بھی خیریت سے ہیں۔ ایک دن سیدن میاں نے معاملہ دیکھا کہ تمام جسم نور ہو گیا ہے بلکہ زمین سے آسمان تک ایک نور ہی نور ہے دوسرا کچھ نظر نہیں آتا۔ جابجا نور ہی نور ہے۔ اس حال میں سیدن میاں نے کہا خداوند مجھے بخشد ے حکم ہوا کہ میں نے تجھے بخش دیا پھر عرض کیا جو لوگ میرے تابع ہیں ان کو بھی بخش دے حکم ہوا میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ سیدن میاں نے یہ معاملہ بڑے میراں کی خدمت میں کہکر بھیجا وہاں سے جواب آیا جو تم دیکھے ہو وہ تحقیق اور صحیح ہے۔ ایک دن آپ کے دادا روشن میاں نے فرمایا سیدن جو لوگ تمہارے ہیں وہ خدائے تعالیٰ کے ہیں اور رسول ومہدی کے ہیں اور تمام مرشدوں کے ہیں اور ہمارے ہیں جو تمہارے نہیں وہ کسی کے بھی نہیں اور ہم سے بھی نہیں۔ جب خوب میاں بڑے خلیفہ میراں ارکاٹ سے کڑپہ آئے اور یہاں پر سکونت اختیار کی سیدن میاں نے نعمت خاں، مہتاب خاں وغیرہ مصدقوں کے پاس جا کر کہا کہ خوب صاحب میاں بڑے میراں کے خلیفہ ہیں تم دوگانہ اور تراویح ان کے پاس پڑھا کرو۔ اس پر ان مصدقوں نے ایک عرضی بڑے میراں کو لکھی کہ سیدن میاں کڑپہ میں ہیں۔ اور خوب صاحب میاں بھی کڑپہ آئے ہیں ہم کو تراویح اور دوگانہ کے لئے کیا حکم ہے حضرت بڑے میراں نے جواب دیا تم اپنے دینی ودنیوی جو بھی کام ہوں، سیدن میاں کے پاس جا کر ادا کرو اور سیدن میاں کی رضامندی وخوشنودی میں رہو۔ جو سیدن میاں کو خوشنودی میں رہے گا دونوں جہاں میں اس کے لئے خوشی ہے۔ ایک مدت تک سیدن میاں کیاڑ گوڑہ کڑپہ میں رہے اس کے بعد ہجرت کر کے کرنول آ گئے اور زہرہ پور میں دائرہ باندھا اور تاحیات یہیں مقیم رہے آپ کی بیوی کا نام بڑن جی بی ہے ان سے آپ کو تین فرزند ہوئے ایک سید احمد بادشاہ میاں دوسرے سید نور محمد

https://theimammehdi.com

روشن میاں تیسرے سید قاسم سید نجی میاں آپ کی وفات ۵/ ربیع الثانی ۱۲۱۲ھ کو واقع ہوئی کرنول زہرہ پور میں حظیرہ ہے عرس نامہ میں سنہ وفات ۱۲۱۱ھ لکھا ہے۔

میاں سید احمد بادشاہ میاں گھڑیال والے: آپ میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں کے بڑے فرزند ہیں والد کے مرید وفقیر اور ان کے جانشین ہیں۔ نہایت صاحب حال اور باکمال تھے۔ آپ کے کمال کی شہرت دور دور تک تھی۔ آپ کا دائرہ زہرہ پور کرنول میں تھا۔ نواب کرنول بھی آپ کا بہت معتقد تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں مختلف ہدایہ تحائف کے علاوہ ایک بڑی گھڑیال بھی روانہ کی تھی۔ اس کے گھنٹے کی آواز ایک میل تک جاتی تھی۔ اس پر آپ گھڑیال والے مشہور ہو گئے۔ ایک روز آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے نمکین بڑے میاں اور ایک خان صاحب خاموش باوا صاحب میاں صاحب کی زیارت کے لئے حظیرہ میں آئے جو مسجد کے سامنے تھے۔ ان دونوں نے حظیرہ سے مسجد میں بادشاہ میاں کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہاں سے سلام کیا ان میں اور حضرت میں فاصلہ بہت تھا مگر ان کے وہاں سلام کرنے پر حضرت نے یہاں سے جواب میں اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر دل میں سونچا ہم حضرت کے پاس جائیں تو حضرت ہم کو کویٹ اور میٹھا کھلائیں۔ جب یہ دونوں مسجد میں آئے تو مسجد کے درخت سے ایک کویٹ نیچے گرا حضرت نے وہ کویٹ بچوں سے منگوا کر ان دونوں کو دے دیا۔ جب وہ جانے لگے تو ان کو روک کر گھر میں لے گئے اور میٹھا لاکر ان کے سامنے رکھا اور کھانے کے لئے کہا۔ اور کہا فقیر کا حال ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ایسی آزمائش ٹھیک نہیں ہے۔ ایک دن زہرہ پور میں جس کو ہیندری کہتے ہیں طغیانی آئی لوگوں نے آکر مجبور کر کے آپ کو ندی کے کنارے لے جاکر بٹھا دیا جہاں پانی چڑھ رہا تھا وہاں لاکر چھوڑ دیا حضرت نے اپنا ہاتھ پانی پر یارسول مہدی کہہ کر مارا ہاتھ مارتے ہی پانی اتر گیا۔

آپ کا انتقال ۱۰/ جمادی الاول ۱۲۴۹ھ کو ہوا ہے قبر شریف زہرہ پور کرنول میں ہے آپ کے ۸۰ خلیفے تھے جن میں مشہور سید ابراہیم بڑے میراں آپ کے فرزند میاں سید حسین میاں صاحب آپ کے برادرزادہ میاں سید حنیف حنو میاں (جو شاہ قاسم کی اولاد سے ہیں) آپ کو ایک

https://theimammehdi.com

فرزند میاں سید ابراہیم بڑے سید میراں ہوئے۔

میاں سید ابراہیم بڑے میراں گھڑیال والے: اپنے والد محترم کے مرید وخلیفہ ہیں۔ والد کے انتقال کے ایک سال بعد ۱۲۵۰ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا آپ کو ایک فرزند سید زین العابدین من صاحب میاں تھے۔

میاں سید زین العابدین من صاحب میاں گھڑیال والے: آپ مرید اپنے دادا بادشاہ میاں صاحب کے ہیں اور علاقہ اپنے والد بڑے میراں سے کیا ہے والد کے بعد اپنے چچا میاں سید حسین سے علاقہ کر کے ان کی صحبت اختیار کی۔ عرصہ تک آپ کرنول میں رہے اس کے بعد حیدرآباد کے مریدوں کے اصرار پر حیدرآباد تشریف لائے۔ ۱۲۷۱ھ میں نواب بڈھن خاں نے آپ کو مسجد کے لئے زمین دی اور مریدوں نے آپ کو ایک گھر اور مسجد بنادی آپ کا معمول تھا آپ تہجد کے لئے مکان سے مسجد میں تشریف لاتے اس زمانے میں نوبت کا عمل باقی تھا۔ آپ نماز صبح تک ذکر میں بیٹھے رہتے۔ ختم نوبت پر گھڑیال بجائی جاتی تھی۔ دن نکلنے کے بعد سلام پھیر کر اپنے حجرہ میں جا کر ذکر میں بیٹھے رہتے۔ اور نو بجے تک بیٹھے رہتے پھر مکان میں جاتے جو کچھ اللہ دے آپ کھانا نوش فرماتے۔ پھر قیلولہ کے بعد مسجد میں آتے نماز ظہر کے بعد اپنی پگڑی کھول کر باندھ لیتے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ پھر گدی پر بیٹھ جاتے تمام لوگ آپ کے اطراف بیٹھ جاتے۔ پھر قال اللہ قال الرسولؐ کا سلسلہ شروع ہوجاتا اور عشاء تک مسجد ہی میں قیام رکھتے۔ بعد نماز عصر پھر ذکر میں بیٹھ جاتے۔ مغرب کے بعد عشاء تک ذکر میں بیٹھے رہتے۔ نماز عشاء کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے اور کھانے سے فارغ ہوکر پھر مسجد میں آتے اور فقراء سے پوچھتے آج پہلی نوبت کس کی ہے دوسری کس کی ہے تیسری کس کی ہے اور چوتھی کس کی ہے۔ آپ کی نوبت کا جو وقت ہوتا اس وقت پھر مسجد میں آکر نوبت میں شریک ہوجاتے۔

آپ نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے فرزند بادشاہ میاں کو دنیا ترک کروا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ دوسرے دو فرزند سید ابراہیم بڑے میراں سید مصطفیٰ سیدن میاں دونوں کسب میں تھے۔

https://theimammehdi.com

آپ کی نواسی کی شادی کے دوران آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ تیسرے ہی دن ۲۱/محرم ۱۲۹۱ھ کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی تدفین بندگی میاں شاہ قاسمؒ کے حظیرہ میں عمل میں آئی آپ کو تین فرزند ہوئے۔ ایک سید احمد بادشاہ میاں دوسرے سید ابراہیم بڑے میراں تیسرے سید مصطفیٰ سیدن میاں المشہور بڑے حضرت گھڑیال والے آپ کے خلفاء ہیں۔ بابا صاحب فرزند شاہ روشن میاں ابن میاں صاحب میاں سیدا میاں فرزند ننھے میراں رحیم شاہ میاں ابن اسماعیل میاں از اولاد بندگی میاں سید اشرف، آپ کے فرزند سید احمد بادشاہ میاں یہ سب آپ کے خلیفے ہیں۔

میاں سید احمد باشاہ میاں بن میاں سید زین العابدین من صاحب میاں:

آپ کی ولادت ۱۰/ جمادی الثانی ۱۲۶۵ھ ہے آپ اپنے والد کے مرید وفقیر ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد حضرت میراں جی صاحب ساکن نیوانہ (علاقہ راجپوتانہ) سے علاقہ کیا۔

۱۲۹۲ھ میں جب حضرت اجی میاں شہید نے زماں خاں کو مار ڈالا تو حضرت اجی میاں کو اس کے قصاص میں شہید کرنے کے بعد حاکم حیدرآباد نے مہدویوں کو ریاست حیدرآباد سے اخراج کا حکم دیا۔ بعض لوگ گجرات چلے گئے بعض کرنول، بعض کڑپہ اور حضرت بادشاہ میاں بارہ بستی نیوانہ آ گئے۔ نیوانہ میں اس وقت میرانجی میاں صاحب تھے۔ بادشاہ میاں صاحب نے یہاں آ کر ان سے علاقہ کیا۔ اور ان کی صحبت اختیار کی۔ آپ کے دائرہ کی نگرانی حضرت سید جی میاں صاحب کرتے تھے۔ سید جی میاں حضرت بڑے حضرت کے بہنوئی ہوتے ہیں۔ جب قوم مہدویہ کو واپسی کی اجازت ملی اور حاکم نے اپنا حکم واپس لے لیا تو بادشاہ میاں صاحب سکندرآباد آ گئے یہاں آ کر بیمار ہو گئے اور حالت بیماری میں اپنے بھائی سید مصطفیٰ عرف بڑے حضرت کو طلب کر کے ترک دنیا کرا کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ ۹/ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ کو آپ کا ۳۱ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ مشیرآباد کے حظیرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی بیوی کا نام امنی صاحب بی ہے جو سید ولی صاحب سکندرآبادی مولف سوانح مہدی موعود کی ہمشیرہ ہیں ان سے آپ کو ایک فرزند سید منور نام ہوئے جو حضرت سید مصطفیٰ بڑے حضرت کے داماد ہیں۔

https://theimammehdi.com

سید مصطفیٰ سیدن میاں المعروف بڑے حضرت گھڑیال والے: آپ سید زین العابدین من صاحب میاں کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۸/ شوال ۱۲۷۴ھ کو ہوئی ہے۔ والد کے انتقال کے وقت ۱۸ سال کے تھے۔ جب آپ کے بھائی بادشاہ میاں نیوانہ سے واپس ہوکر سکندرآباد آ کر بیمار ہوگئے آپ کو بلا کر ترک دنیا کروا کر دائرہ حوالے کیا۔ اور وصیت کی میرے بعد نیوانہ جا کر میرانجی میاں صاحب سے علاقہ کرنا۔ آپ نے نیوانہ جا کر میرانجی میاں سے علاقہ کیا۔ میرانجی میاں عمر رسیدہ اور اپنے تمام ہم عصر بزرگوں میں ممتاز تھے۔ آپ ماہ ان کی خدمت میں رہے پھر میرانجی میاں کی اجازت سے حیدرآباد آ گئے۔

آپ کے مکارم اخلاق مشہور تھے اور تمام قوم میں ممتاز تھے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے جاتے تھے۔ قوم کے متنازعہ مسائل میں دلچسپی اور حصہ نہ لیتے تھے۔ قدم قید اور قلم و دم قید تھے۔ پیر کامل کے تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں۔ آئین سلف کے بہت پابند تھے۔ آداب فقیری کا بہت لحاظ رکھتے رات میں دو بجے اٹھ کر صبح تک ذکر خدا میں مشغول رہتے۔ ہر روز ظہر کے بعد تلاوت قرآن کرتے۔ بہت ہی بے ریا اور بے غرض تھے آپ کی وفات ۲۰/ شعبان ۱۳۵۱ھ بروز دوشنبہ واقع ہوئی مدفن حظیرہ مشیرآباد میں ہے۔ آپ کی شادی منابی صاحبہ سے ہوئی ان سے آپ کو ایک فرزند اور نو لڑکیاں ہوئیں۔ فرزند کا نام سید احمد باوا صاحب میاں تھا جو بعد ترک دنیا جوانی میں وفات کر گئے۔ منابی صاحبہ کے انتقال کے بعد آپ نے سیدا میاں صاحب اہل گھڑیال کی بیٹی فتح بی صاحبہ سے شادی کی مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ فتح بی کے انتقال کے بعد آپ نے تیسری شادی حضرت قاری یعقوب شاہ میاں اہل چن پٹن کے بھائی حضرت سید محمود میراں صاحب میاں صاحب اسحاقی کی بیٹی حافظہ بی سے کی۔ ان سے آپ کو تین فرزند اور ایک دختر ہوئی۔ بڑے فرزند حضرت ابوالعرفان سید خوندمیر منوری ہیں۔ جو باپ کے جانشین ہیں۔ دوسرے سید محمودؒ تیسرے سید ابراہیمؒ دختر کا نام آمنہ بانو ہے جو سید مصطفیٰ عرف منجا میاں کو (جو بندگی میاں سید مرتضیٰ برادر حضرت شاہ قاسمؒ کی اولاد سے ہیں دی گئیں۔

https://theimammehdi.com

ابوالعرفان سید خوند میر منوری: آپ بڑے حضرت کی تیسری بیوی حافظہ بی کے بڑے فرزند ہیں۔آپ کی ولادت ۲۶/شوال ۱۳۳۵ھ م۱۴/ اگسٹ ۱۹۱۷ء چہارشنبہ کے دن ہوئی۔اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں۔اورانہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کی۔والد کے بعد حضرت سید خدا بخش سید صاحب میاں صاحب سجادہ دائرہ چنچل گوڑہ سے علاقہ کیا جو حضرت شاہ نصرتؒ کی اولاد سے ہیں۔ان کے بعد قاری یعقوب شاہ میاں صاحب سے علاقہ کیا جوآپ کے نانا ہوتے ہیں۔آپ کی ابتدائی تعلیم سید عبدالحئی روشن میاں صاحب کے پاس ہوئی اس کے بعد درس گاہ علوم مشرقیہ میں جس کے بانی مولوی سید کلیم اللہ صاحب تھے۔منشی اور منشی فاضل کی تکمیل کی۔اورعربی تعلیم سید نبی صاحب مصنف منہاج العربیہ سے اور سید احمد بادشاہ میاں صاحب نے کی۔اورادب تفسیر اور حدیث کا درس لیااور مولوی عالم اور مولوی فاضل کی کتابیں پڑھیں۔قراءت کی تعلیم اولاً قاری عبدا لکریم صاحب سے حاصل کی جوخطیب اور پیش امام تھے۔پھر قاری یعقوب شاہ میاں صاحب اہل چن پٹن کے پاس قراءت سیکھی جو صحبتی اور سندی بزرگ تھےاور صاحب حال بزرگوں سے تھے۔ وعظ و بیان میں بلا کی چاشنی ہوتی تھی۔سامعین دل نشین انداز بیان سے مسحور ہوجاتے تھے۔ احادیث‘نقلیات اور بزرگان سلف کے واقعات کواس بہتر انداز میں پیش کرتے تھےشرکاءمحفل کے دل میں بات اتر جاتی تھی۔حیدرآباد کے مختلف محلوں اور مسجدوں اورانجمن مہدویہ میں تفسیر قرآن کی مجلسیں ہوتی تھیں۔آپ کے وعظ و بیان میں نہ صرف مہدوی بلکہ غیر مہدوی حضرات بھی بڑی تعداد میں شریک ہوکراستفادہ حاصل کرتے تھے۔آپ نہایت خوش اخلاق ہیں۔فقیروں کے بہت ہمدرد وبہی خواہ ہیں۔گفتگو میں نرمی بہت ہے۔آپ نے دوشادیاں کیں آپ کی پہلی بیوی کا نام مانصاحبہ بی تھاجوسید ولی صاحب اہل پنڈیال کی بیٹی تھیں۔ان سے آپ کوایک فرزند سید جمیل مصطفیٰ پیدا ہوئے اورایک بیٹی نور بانو ہوئی۔دوسری بیوی کا نام شہر بانو ہے جوسید محمد صاحب اہل بچپڑی کی بیٹی ہیں۔ان سے آپ کوایک فرزند سید مطیع اللہ ذاکر منوری پیدا ہوئے۔جس کی تاریخ ولادت ۱۷/ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ ہے۔آپ ۲۶/ صفر ۱۴۱۷ھ م۱۳/ جولائی ۱۹۹۶ءکواس فانی دنیا سے کوچ فرمائے۔حظیرہ شاہ قاسم مجتہد گروہؒ میں تدفین عمل میں آئی۔

https://theimammehdi.com

سید مطیع اللہ ذاکر منوری: سید مطیع اللہ ذاکر منوری نے اپنے والد محترم ابوالعرفان سید خوندمیر منوری کے ہاتھ پر ۲۶/ رمضان ۱۳۹۶ء شب قدر کے دن ترک دنیا کر کے اپنے والد کے ہاتھ پر فقیری اختیار کی قراءت اچھی ہے پابند صوم وصلوٰۃ وذکر ہیں۔ تقریر بھی بہت اچھی کرتے ہیں۔ فقیر دوست اور مہمان نواز ہیں۔ صرف مریدوں کی ضرورت کی تکمیل کے لئے مسجد سے باہر نکلتے ہیں اکثر مسجد کے حجرے میں قیام رہتا ہے۔ اپنے مریدوں اور فقراء کی مسجد میں افہام وتفہیم اور تربیت انجام دیتے ہیں۔

میاں سید نور محمد روشن میاں بن حضرت سید مصطفیٰ سیدن میاں: آپ بندگی میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں کے (جو زہرہ پور کرنول کے سلطان حظیرہ ہیں) چھوٹے فرزند ہیں۔ زہرہ پور کرنول ہی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد محترم کے مرید ہیں۔ والد محترم کے بعد اپنے بڑے بھائی میاں سید احمد بادشاہ میاں صاحب سے علاقہ کیا۔ آپ بحالت کسب موتیوں کی تجارت کرتے تھے۔ والد محترم کے انتقال کے بعد آپ نے بھائی کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے فقیری اختیار کی ترک دنیا کے بعد شرعی اصول پر اپنے دونوں فرزندوں میں پورا مال اور نقدی تقسیم کردی۔ آپ کے ایک ایک صاحب زادے کو اس تقسیم سے نو نو سیر موتی اور نو نو سیر سونا چاندی ملے۔ تقسیم کے بعد جو بھی بچا وہ بہت تھا وہ سب کا سب لا کر اپنے پیر ومرشد میاں سید احمد بادشاہ میاں صاحب کو اللہ دیا کہکر دے دیا اس کے بعد متوکلانہ زندگی بسر کی۔ دائرہ میں جو سویت ہوتی اسی پر اکتفا کرتے۔ آپ کی تاریخ انتقال ۷/ صفر ہے۔ زہرہ پور کرنول میں والد کے مزار کے قریب آپ کا مزار ہے۔ آپ کے دو فرزند ہوئے۔ ایک میاں سید حسین عرف میاں صاحب میاں دوسرے میاں سید عبدالحئی۔

میاں سید حسین عرف میاں صاحب میاں: آپ میاں سید نور محمد عرف روشن میاں کے بڑے فرزند ہیں۔ والد سے ورثہ میں بہت سا مال ودولت پایا تھا اور بڑے صاحب وجاہ وجلال تھے۔ مگر اللہ کی عبادت سے غافل نہ تھے فقیر دوست تھے فقیروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کرنول زہرہ پور ہی میں مقیم تھے آپ کے پاس مال وزر کی فراوانی دیکھ کر آپ کو کسی نے مشورہ دیا کہ

https://theimammehdi.com

حیدرآباد میں جمعداریاں بکتی ہیں۔ اگر آپ چالیس پچاس ہزار روپیہ خرچ کردیں اور حیدرآباد جاکر بادشاہ وقت یا وزیر وقت کو نذرانہ دیں تو آپ کو جمعداری مل جائے گی جس سے آپ کی نسل بھی مستفید ہوتی رہے گی۔ آپ نے فرمایا میں کتوں کے آگے ہڈیاں ڈال کر منہ لگانا نہیں چاہتا۔ میرے آباء واجداد جس طرح متوکل تھے میں بھی متوکلانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرنا اور یاد الٰہی کے لئے وقف ہوجانا چاہتا ہوں۔ میری اولاد کو بھی دنیا اور دولت دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ وہ بھی آباء واجداد کی پیروی پر قائم رہنا چاہتی ہے۔ یہ فرماکر آپ نے اپنا سارا روپیہ پیسہ اور مال و دولت اپنے تایا اور پیرومرشد میاں سید احمد عرف بادشاہ میاں کے دائرہ کے فقراء میں تقسیم کردیا پھر مرشد کے پاس حاضر ہوکر ترک دنیا کرکے فقیری اختیار کرلی۔ آپ اپنے تایا ہی کے مرید و فقیر ہیں۔ ترک دنیا کے کچھ عرصہ بعد آپ کے مرشد بادشاہ میاں صاحب نے آپ سے فرمایا تم حیدرآباد جاکر رہو۔ یہاں پیرومرشد کے بہت سے فقیر تھے ان کی تربیت اور نگرانی پیرومرشد نے آپ کے تفویض کی۔ آپ بحکم مرشد ہجرت کرکے کرنول سے حیدرآباد آگئے اور محلّہ بیگم بازار میں قیام کیا یہاں کے مریدوں نے آپ کو ایک مسجد اور مکان بنادیا۔ آپ نے علوم شرعیہ کا اکتساب بھی کیا تھا۔ فقہ اور حدیث پر آپ کو پورا عبور تھا۔ اور طریقت میں کمال دستگاہ رکھتے تھے۔ اور ماہر نقلیات تھے۔ آپ کو فقراء کی خدمت کا بہت خیال تھا۔ تمام فقراء کے گھر میں خود پانی بھرتے تھے اور ان کے خورد و نوش کا انتظام بھی فرماتے۔ آپ کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے ترک دنیا کی کسی سے مناظرہ کرنا آپ کو پسند نہ تھا۔ قدم قید، قلم قید اور زبان قید تھے۔ چوبیس گھنٹے اپنے حجرہ میں یاد الٰہی میں بیٹھے رہتے۔ نہایت صاف دل اور پاکیزہ اطوار تھے۔ آپ سے کرامات کا ظہور بھی ہوا ہے۔ اگر کوئی آپ کی خدمت میں آئے تو اس کے مقصد کا آپ کو علم ہوجاتا تھا۔ بسا اوقات آپ آنے والوں کا نام لے کر پکارتے اگرچہ وہ اجنبی ہوں اپنے صاحبزادے میاں سید محمود ننھے میراں کی تربیت کی طرف آپ نے خاص توجہ رکھی۔ صاحبزادے بالکل باپ کے ہم قدم ہوگئے۔ آپ کو دو بیویاں تھیں ایک بیوی سے آپ کو ایک فرزند میاں سید محمود عرف ننھے میراں ہوئے اور ایک لڑکی ہوئی جن کا نام

https://theimammehdi.com

چاند خاں بی تھا۔ چاند خاں بی اپل گوڑہ کے روشن میاں شہید کے فرزند سید خوند میر خانجی میاں کو دی گئیں دوسری بیوی سے آپ کو ایک فرزند میاں سید نور محمد عرف روشن میاں ہوئے۔ آپ کی وفات ۲۷/ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ اور حضرت شاہ قاسم کے حظیرہ معلیٰ میں دفن ہوئے۔

میاں سید محمود عرف ننھے میراں میاں: آپ مرید اپنے والد بزرگوار میاں سید حسین کے ہیں اور ترک دنیا بھی والد کے ہاتھ پر کی ہے۔ والد کے بعد آپ نے میاں سید زین العابدین عرف من صاحب میاں سے علاقہ کیا جو میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں کے فرزند اور آپ کے ہم جد ہوتے ہیں۔ آپ نہایت صاحب جمال اور شب بیدار تھے اور اپنے اسلاف کا ایک مکمل نمونہ تھے۔ بزرگوں کی تقلید پر نہایت مستقیم تھے اپنے والد کے نہایت اطاعت گزار تھے۔ باپ کی مرضی کے خلاف کبھی نہیں کیا۔ مسجد کے باہر بے ضرورت نہیں جاتے تھے۔ والد کے بعد میاں سید زین العابدین کی صحبت اختیار کی۔ اور ان کی بھی بہت خدمت کی اور انکے فرمودات کے خلاف نہیں کیا۔ اس زمانے میں عبادت وریاضت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ شریعت کے بہت سخت پابند اور طبیعت میں حد درجہ استقلال تھا۔ آپ کی نظر کبھی اونچی نہ ہوتی۔ کبھی کسی نامحرم یا محرم عورت کو نہیں دیکھتے تھے۔ ہمیشہ چادر اوڑھے ہوئے رہتے۔ اپنے تمام فقراء کو آپ اپنے گھر میں کھلاتے۔ آپ نہایت معمولی غذا تناول فرماتے۔ آپ کا قلب مبارک نہایت روشن تھا۔ صاحب حال اور روشن ضمیر تھے۔ ریاضت وعبادت کی وجہ کمزور ہوگئے تھے۔ چوالیس پینتالیس سال کی عمر تھی کہ داڑھ میں درد شروع ہوا اور شدت درد کی وجہ سے آپ کا انتقال ۲۳/ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ کو ہوگیا۔ شاہ قاسم مجتہد گروہؓ کے حظیرہ معلیٰ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کو تین صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادی تھیں سب سے بڑے فرزند کا نام سید ابراہیم سیدا میاں تھا جو آپ کے جانشین ہوئے دوسرے فرزند میاں سید حسین میاں صاحب میاں تیسرے میاں سید مصطفیٰ سیدن میاں صاحبزادی کا نام معلوم نہ ہوا۔

میاں سید ابراہیم سیدا میاں: آپ کی ولادت ۱۲۷۳ھ ہے والد محترم کے انتقال کے وقت

https://theimammehdi.com

۱۳سال کے تھے اپنے والد (ننھے میراں) ہی کے مرید وتلقین ہیں۔ دادا کے انتقال کے وقت آپ سات سال کے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد میاں سید زین العابدین من صاحب میاں بن میاں سید ابراہیم بڑے میراں کے ہاتھ پر فقیر ہوئے۔ حضرت من صاحب میاں کے انتقال کے بعد نیوانہ (راجپوتانہ) جاکر حضرت میاں سید محمود میراں جی میاں صاحب سے جو میاں سید اشرف بنی اسرائیل کی اولاد سے ہیں' علاقہ کیا اور مدت تک ان کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ شریعت طریقت اور دیگر علوم سے آپ بخوبی واقف تھے۔ شرعی اصول کے سخت پابند تھے۔ زندگی بالکل متوکلانہ تھی اور بڑی آزمائشوں سے گزرے ہیں۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کے چچا روشن میاں نے آپ کا مکان جس میں وہ خود بھی تھے بیچ دیا اور خود سکندر آباد چلے گئے جن صاحب نے مکان خریدا تھا وہ اس بات پر راضی تھے کہ آپ اسی مکان میں رہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے کہا کہ میاں مجھے مکان کی سخت ضرورت ہے اور بڑی تکلیف میں ہوں اگر آپ مکان خالی کردیں تو مناسب ہے آپ نے سن کر فرمایا بھائی مکان آپ ہی کا ہے اگر مکان میرا بھی ہوتا تو آپ کی تکلیف کا حال سن کر خالی کردیتا یہ کہکر مکان خالی کر کے ان کے حوالے کردیا۔ شہباز خاں دریازئی نے اپنے مکان کے ایک حصہ میں آپ کو رہنے کو دیا۔ جو بہت مختصر تھا اس میں آپ نے بڑی تکلیف سے اپنی عمر بسر کی آپ کی تکلیف کو دیکھ کر چند مریدوں نے آپ کا مکان خرید کر آپ کو دیدیا۔ آپ اپنے مکان میں منتقل ہو گئے پھر اپنی مسجد میں عبادت وغیرہ کے لئے آپ کو آرام ملا ورنہ شہباز خاں کے مکان میں آپ کو عبادت کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ آپ کی فقیری بے مثل تھی کہیں جاتے آتے نہ تھے۔ قید قدم تھے دنیا داروں کے گھر تو کبھی نہیں جاتے۔ اگر کہیں سے دعوت بھی آتی تو نہ جاتے۔ سخت پابند تھے ایک تنکہ بھی سونے چاندی کا پاس رکھنا آپ کو گوارا نہ تھا جو کچھ فتوح آتی فقیروں میں تقسیم کردیتے۔ غذا بالکل معمولی تھی۔ شب بیدار تھے رات بھر اللہ کی یاد میں صف پر بیٹھے رہتے۔ شرعی ممنوعات سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ نظر ہمیشہ نیچا رکھتے اور سر جھکائے ہوئے رہتے نظر کو کبھی آزاد ہونے نہ دیا مزاج میں انکساری وتواضع بہت تھی۔ عہد تابعین

کی یاد آپ کی فقیرانہ روش سے تازہ ہوگئی۔ صاحب کشف تھے بعض وقت آئندہ ہونے والے حالات بیان کردیتے۔ جب آپ بیمار ہوگئے اور وقت آخر قریب پہنچا آپ کے دل سے الا اللہ کی آواز شروع ہوگئی۔ ۵۵ سال کی عمر میں ۸/ صفر ۱۳۲۸ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ حظیرہ مشیر آباد میں آپ کے دادا میاں سید حسین میاں صاحب کے سرہانے آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی اہلیہ کا نام آغاں بی صاحب تھا جو میاں سید علی کی بیٹی ہیں۔ جن سے آپ کو تین فرزند اور چھ دختر ہوئیں۔ آپ کے فرزند اکبر سید احمد بادشاہ میاں ہیں دوسرے سید امیر میاں تیسرے سید حسین دادا میاں۔ بیٹیوں میں ایک بیٹی فتح بی صاحبہ بڑے حضرت گھڑیال والے کو دی گئیں۔

ابوالعائذ سید احمد بادشاہ میاں: سید ابراہیم سید امیاں کے بڑے فرزند اور جانشین ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۲۱/ رمضان ۱۳۲۲ھ ہے۔ آپ کی کنیت ابوالعائذ ہے۔ والد محترم کے انتقال کے وقت سات سال کے تھے۔ مرید والد ہی کے ہوئے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد بڑے حضرت (گھڑیال والے) سے بیعت کی اور ان کے ہاتھ پر ترک دنیا بھی کردی۔ بڑے حضرت کے بعد آپ نے حضرت سید خدا بخش سید صاحب میا سجادہ دائرہ چنچل گوڑہ سے بیعت کی۔ ان کے بعد اپنے خسر محترم میاں سید عبدالحئی عرف شاہ صاحب میاں صاحب اسحاقی (اہل کاچی گوڑہ) سے بیعت کی اور ان کی صحبت سے استفادہ کیا۔ آپ علم ظاہری میں عالم اجل تھے۔ حضرت علامہ سید اشرف صاحب شمسی اور علامہ سعادت اللہ خاں سے آپ کو تلمذ رہا۔ نماز روزہ کے سخت پابند اور ریاضت وعبادت میں اسلاف کا نمونہ تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے اور رات بھر جاگتے رہتے اور خدا کی یاد میں بیٹھے رہتے سردی ہو یا گرمی رات میں کئی کئی بار ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے اور دوگانہ پڑھ کر ذکر میں بیٹھ جاتے۔ شرعی امور کا آپ کو بہت لحاظ تھا بہت ہی زاہد' متقی اور پرہیزگار تھے اور توکل وتسلیم میں یگانہ روزگار تھے۔ فقیری کا رنگ آپ پر بہت غالب تھا۔ ہمیشہ مسجد اور حجرہ میں آپ کی نشست رہتی نہایت نفاست پسند اور سادہ مزاج تھے ۔ غذا بہت سادہ استعمال کرتے۔ صبر واستقامت کے پتلے تھے۔ کاچی گوڑہ' مشیر آباد' چنچل گوڑہ اور نور گھاٹ کے بزرگان دین کے مزاروں پر فاتحہ پڑھنے پیدل ہی چلے جاتے۔ (یہ فقیر حضرت کے ساتھ رہتا) آپ کے جوان بیٹے

https://theimammehdi.com

سید بشیر مہدی کا جب انتقال ہوگیا تو آپ نے بہت ہی صبر سے کام لیا صرف اتنا کہا کہ اللہ کی مرضی۔ فقیروں کا آپ بہت لحاظ کرتے۔ جو فقیر آپ کے پاس ملنے آتا اس کی تعظیم بجا لاتے چاہے وہ پیرزادہ ہو یا افغان یا دکھنی ضرور تعظیم کرتے اور اس کی واپسی پر دروازہ مسجد تک جاکر اس کو پہنچاتے۔ آپ کی تقریر و تحریر نہایت ہی شگفتہ و برجستہ ہوتی۔ علم معرفت میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ پیسہ رکھنا تو جانتے ہی نہ تھے جو ملتا دوسروں کو دیدیتے۔ کسی کا سوال رد نہ کرتے فقراء آتے تو ان کو اپنا شایہ شملہ ہاتھ کا رومال وغیرہ دیدیتے۔ آپ نہایت خوبصورت وصاحب جمال تھے۔ سید اصاحب کا قول آپ پر صادق آتا تھا کہ حضرت روشن منورؒ کی اولاد زمانہ حال تک خوبصورت وصاحب جمال ہے۔ جس طرح حضرت سفیان ثوریؒ نے زبردست عالم ہونے کے باوجود فقہ اور مسائل شرعیہ کی موشگافی میں الجھنے کے بجائے فقیری کو ترجیح دے کر عبادت الٰہی کو اپنا شعار بنالیا تھا۔ حضرت کا بھی بالکل وہی حال تھا۔ اس فقیر (مولف کتاب ہذا کمترین محمد نورالدین عربی) نے حضرت سید قطب الدین خوب صاحب میاں صاحب پالن پوری کے انتقال کے بعد عرصہ تک کسی سے علاقہ نہیں کیا۔ جب حضرت سید احمد بادشاہ میاں صاحب وعظ و بیان کرنے محلّہ مشیر آباد کے مصدقوں کی استدعا پر مشیر آباد آتے جاتے اور وعظ و بیان کرنے لگے یہ کمترین مجالس میں شریک رہتا اس کے بعد آپ کے پاس آمد و رفت رکھی۔ پھر ۱۳۸۱ھ میں آپ سے علاقہ کرلیا اور آپ ہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کردی۔ ۱۳۸۹ھ میں آپ نے اس عاجز کو افعال ارشادی کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ نامزد کیا۔ ۱۰/شوال ۱۳۹۹ھ م ۳/ستمبر ۱۹۷۹ء کو آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا۔ تدفین حظیرہ مشیر آباد میں عمل میں آئی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ مانجا بی صاحبہ حضرت میاں سید عبدالحئی شاہ صاحب میاں اسحاقی (اہل کاچی گوڑہ) کی بیٹی ہیں۔ ان سے حضرت کو چار فرزند سید نعمت اللہ، سید بشیر مہدی (جن کا انتقال ۹/ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ کو ہوگیا) سید اجمل دلاور سید عبدالحئی راشد میاں ہیں۔ اور بیٹیوں میں خلیل بانو اہلیہ سید شہاب الدین مصطفٰی، منور بانو اہلیہ مولانا سید نصرت المجتہدی اور نصرت بانو اہلیہ سید نصرت سردار پاشاہ خوندمیری صاحب ہیں۔

ابوالاشفاق سید عبدالحئی راشد منوری: اپنے والد حضرت ابوالعائذ سید احمد بادشاہ میاں

https://theimammehdi.com

کے تلقین ہیں۔اور حضرت کے ہی مرید ہیں۔والد محترم کے انتقال کے بعد باپ کے جانشین قرار پائے ہیں۔تاریخ ولادت ۲۰/ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ م ۳/ مارچ ۱۹۴۸ء ہے۔ابتدائی تعلیم والد محترم سے ہی پائی ہے۔والد ہی کے ہاتھ پر ۴/ رجب ۱۳۷۴ھ کو نماز جمعہ سے قبل ترک دنیا کر کے جانشین مقرر ہوئے۔اور اپنے اعلیٰ اوصاف علم وتقویٰ کے لحاظ سے اس کے اہل بھی ہیں۔تقریر بہت طویل کرتے ہیں۔خطابت کے میدان میں آپ نے بہت سخت محنت کی ہے۔ذکر وفکر اور صحبت والد سے اس میدان میں ترقی کی۔آپ کے تقاریر سے متاثر ہو کر حضرت ابوالعرفان سید خوندمیر منوری صاحب نے خطیب ملّت کا خطاب عطا کیا تھا۔بڑے بڑے جلسوں میں آپ کو تقریر کی دعوت دی جاتی تھی۔آپ کے کئی ایک مضامین نور حیات ونور ولایت میں شائع ہوئے۔معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند کے فرائض بھی انجام دیئے۔مہمان نواز اور فقیروں کے بھی ہمدرد ہیں۔دوسروں کی مدد کو اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔فقیر ہو یا کاسب جو گھر آتے اس کی برابر مدد کرتے ہیں ملاقاتیوں کی عزت وتکریم کا بڑا خیال ہے اور اپنے مریدوں کی حسب ضرورت مدد وامداد آپ کا شیوہ ہے۔آپ کا انتقال ۱۰/ شوال ۱۴۱۸ھ م ۸/ فبروری ۱۹۹۸ء کو ساڑھے چار بجے دن ہوا۔آپ کو ایک فرزند سید محمود بدر الدجیٰ منوری ہیں۔۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ کو اپنے والد کے خلیفہ حضرت میاں سید اسحاق کے ہاتھ پر ترک دنیا کی ۱۷/ محرم ۱۴۱۹ھ کو حضرت مولانا سید نصرت المجتہدی صاحب سے علاقہ کیا۔آپ دائرہ حضرت سید روشن منورؒ کے سر پرست ہیں۔اس دائرہ کے تحت مختلف مہدویہ آبادیوں کا دورہ کر کے مقامی مہدویوں میں تعلیمات اسلام اور خلیفۃ اللہؑ سے واقف کروا رہے ہیں اور عمل کی طرف راغب کر رہے ہیں۔

https://theimammehdi.com

پانچواں باب
بندگی میراں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

آپ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی عرفیت میانجی صاحب ہے۔ آپ کی پیدائش کے پہلے ہی حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میراں سید عبدالحئی روشن منورؓ کو اور آپ کو زہرہ و مشتری کہا ہے۔ آپ حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال کے وقت سات سال کے تھے۔ تربیت حضرت ثانی مہدیؓ کے ہی ہیں۔ اور ذکر کا دم بھی حضرت ثانی مہدیؓ سے لیا ہے۔ جب حضرت ثانی مہدی بندگی میراں سید عبدالحئی روشن منورؓ کو ذکر کا دم دے کر ان کو تلقین کر رہے تھے تو آپ نے حضرت ثانی مہدیؓ سے فرمایا ہم کو بھی تربیت کریں پس آپ نے ان کو ذکر کا دم دیا اور فرمایا میرے بعد جس مہاجر مہدی کو پاؤ اس سے ذکر کے دم کی تحقیق کرلو۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال کے بعد ام المومنین بی بی ملکانؓ اور دیگر اہل بیت مہدیؑ حسب وصیت حضرت ثانی مہدیؓ بندگی میاں شاہ نظام کے دائرہ میں آ گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ اپنے بچپن میں بچوں کی عادت کے موافق سر اور پیر برہنہ اپنے پیروں پر مٹی ڈال کر کھیل رہے تھے اتفاق سے میاں مبارک عرف میاں بھائی مہاجرؓ اِدھر سے گذرے اور آپ کو کھیلتے ہوئے دیکھ کر افسوس کیا اور کہا ان کے مربی نہیں ہیں۔ اب انہیں تعلیم کون دے۔ اس رات میاں بھائی مہاجرؓ نے خواب دیکھا کہ حشر برپا ہے کسی کے حواس ٹھکانے نہیں ہیں ہر شخص بھاگ دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ بندگی میاں بھائی مہاجرؓ کے دل پر ہیبت طاری ہوئی۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام کی پناہ میں آنے کی خاطر لوگوں سے حضرت مہدی علیہ السلام کا ڈیرہ پوچھا جب آپ کو اس کی نشاندہی کی گئی تو آپ اس ڈیرہ کے پاس گئے۔ لیکن مخلوق سب ڈٹی ہوئی تھی آپ کو راستہ نہیں مل رہا تھا۔ آپ سخت پریشان تھے اتنے میں آپ کو میراں شاہ یعقوب اسی حالت میں نظر آئے جس حالت میں آپ نے ان کو کھیلتے ہوئے دیکھا تھا۔ میراں شاہ یعقوب نے آپ کو

https://theimammehdi.com

دیکھتے ہی آواز دی آپ نے کہا کہ خوزادے میں حضرت مہدی علیہ السلام کے دیدار کا مشتاق ہوں راستہ نہیں مل رہا ہے۔ میراں شاہ یعقوب نے فرمایا آیئے میرے ساتھ جب آگے بڑھے تو میراں شاہ یعقوب کو دیکھ کر لوگ اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور راستہ دے دیا آپ میاں بھائی مہاجرؓ کو لے کر ڈیرے میں داخل ہوئے اندر داخل ہو کر میاں بھائی مہاجر اپنی جگہ ٹھیر گئے اور میراں سید یعقوب حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس جا کر اسی حالت میں حضرت کی گود میں بیٹھ گئے۔ جب صبح میاں بھائی مہاجر بیدار ہوئے تو سب سے پہلے آپ حضرت میراں سید یعقوب کے پاس آ کر نہایت ہی عقیدت ومحبت کے لوازم بجالائے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی شہادت کے وقت حضرت شاہ یعقوب کی عمر ۱۸/ سال کی تھی۔ حضرت بندگی میاں نے شہادت کے وقت اپنا دائرہ بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہؓ کے حوالے فرمایا اور بندگی میاںؓ کے تمام فرزند اور اہل بیت خلیفہ گروہؓ کے دائرہ ہی میں تھے۔ جس زمانے میں حضرت خلیفہ گروہؓ کا دائرہ ڈونگر پور میں تھا آپ نے چند بھائیوں کو بھیج کر حضرت شاہ یعقوب کو، حضرت شاہ نظامؓ کے دائرہ انوندرہ سے اپنے پاس بلایا اور بی بی راجے رقیہ بنت حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے آپ کا عقد کر دیا۔ اس وقت دائرہ میں نہایت عسرت اور تنگی تھی۔ اس لئے حضرت شاہ یعقوبؓ کے سر پر سہرا تراڈر کے پھولوں کا باندھا گیا۔ عقد کے بعد حضرت شاہ یعقوبؓ نے حضرت خلیفہ گروہؓ کے دائرہ ہی میں سکونت اختیار کر لی اور یہیں رہ گئے۔ ایک روز رات میں نوبت میں حضرت شاہ یعقوبؓ اور حضرت بندگی میاں ملک پیر محمد (فرزند حضرت خلیفہ گروہؓ) ایک دوسرے کے قریب بیٹھے تھے دونوں میں فضائل سیدین کے متعلق گفتگو چھڑی جب مناظرہ میں آواز بلند ہوئی تو حضرت خلیفہ گروہؓ حجرہ کے باہر نکلے۔ بندگی ملک پیر محمد آپ کو دیکھ کر الگ ہو گئے۔ حضرت خلیفہ گروہؓ نے شاہ یعقوبؓ کو قریب بلا کر واقعہ پوچھا تو سیدین کے فضائل میں گفتگو تھی۔ حضرت خلیفہ گروہؓ نے فرمایا خوزادے تم کو خدا نے مخلوق کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے ایسی گفتگو نہ کیا کرو اس میں تم کو تو نہیں دوسروں کو نقصان ہے۔ اور فرمایا

خدا کے حکم سے خاتمین علیہما السلام برابر ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے سیدین برابر ہیں۔ یہی اعتقاد رکھو معلوم نہیں اس واقعہ سے حضرت شاہ یعقوب کے دل پر کیا اثر ہوا۔ آپ نے خلیفہ گروہ کا دائرہ چھوڑ کر حضرت شاہ نعمتؓ کے پاس چلے جانے کا خیال کیا۔ آپ رات ہی میں دائرہ چھوڑ کر نکل گئے لیکن راستہ میں حضرت شاہ دلاورؓ کا دائرہ آ گیا آپ نے سمجھا کہ اس دائرہ کو پیٹ دے کر جانا مناسب نہیں حضرت شاہ دلاورؓ کے پاس آئے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے آپ کا استقبال کیا اور نہایت حرمت وعزت سے آپ کی آؤ بھگت کی۔ دوسرے روز آپ حضرت شاہ دلاورؓ کے ہمراہ حضرت شاہ نعمتؓ کی خدمت میں آئے اور علاقہ کر کے تجدید تلقین چاہی۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے فرمایا تم کو حضرت ثانی مہدیؑ نے ذکر کی تلقین کی ہے۔ اس لئے میں تلقین نہیں کروں گا یہ سن کر حضرت شاہ یعقوب اٹھ کر جانے لگے تھوڑا دور گئے تھے کہ حضرت شاہ نعمتؓ نے آپ کو بلایا اور فرمایا میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کی روح مبارک سے ارشاد ہو رہا ہے کہ میانجی بھائی کو ذکر کی تلقین کرو اس لئے آپ نے ذکر تلقین کی تجدید کر دی۔ آپ بندگی میاں شاہ نعمت کی خدمت میں رہ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے مل کر آپ کو افعال ارشادی کی اجازت دی اور اپنے سے علیحدہ کیا۔ آپ نے اپنا دائرہ موضع بلاسر میں چھوکڑی کے قریب باندھا ہے۔ جب حضرت خلیفہ گروہؓ کو حضرت شاہ یعقوبؒ کے چلے جانے کا علم ہوا تو فرمایا خوزادے کی نیک (نہر) نہایت عمدہ بہہ رہی تھی اپنی نیک توڑ کر چلے گئے۔ جب یہ بات حضرت شاہ دلاورؓ کو معلوم ہوئی تو فرمایا بھائی دادو (خلیفہ گروہؓ) نے اپنی نیک کی خبر دی ہے ورنہ حضرت مہدی علیہ السلام کے فیض کی نہریں ایسی تیزی سے بہہ رہی ہیں کہ ان کی بھربھراہٹ کی آواز بندہ کے کانوں میں آ رہی ہے۔ انشاء اللہ ان کا فیض قیامت تک رہے گا۔

حضرت شاہ یعقوبؒ کا دائرہ کچھ عرصہ بلاسر ہی میں رہا جب کہ ابھی شاہ نعمتؓ اور شاہ دلاورؓ کے دائرے گجرات ہی میں تھے بلاسر کڑی سے جانب مغرب ہے۔ جب حضرت شاہ نعمتؓ

https://theimammehdi.com

اور شاہ دلاورؒ اور دیگر مہاجرینؒ نے گجرات سے دکن کو ہجرت کی اور احمد نگر اور اس کے قریب و جوار آ کر دائرے قائم کیئے۔ حضرت شاہ یعقوبؒ بھی دکن آ گئے۔ اس وقت حضرت شاہ نعمتؒ کا دائرہ احمد نگر کے قلعہ میں اور حضرت شاہ دلاورؓ کا دائرہ موضع بھنگار میں تھا جو احمد نگر سے لگا ہوا بالکل ایک محلے کی صورت ہے۔ حضرت شاہ یعقوب نے دکن آ کر موضع جیور میں اپنا دائرہ باندھا جو احمد نگر سے جانب شمال ہے اس مقام پر بی بی راجے رقیہ (حضرت شاہ یعقوب کی حرم محترم) کا انتقال ہوگیا۔ بی بی کو یہی دفن کر دیا گیا۔

میراں سید میرانجی اور میراں منجو جی فرزند بندگی میراں سید حمید ابن حضرت مہدی علیہ السلام تربیت اور تلقین ہونے کے لئے حضرت شاہ نعمتؒ کی خدمت میں آئے آپ نے ان دونوں کو ہمراہ لے کر دو گاڑی میں بیٹھ کر جیور آئے اور حضرت شاہ یعقوب سے فرمایا ان دونوں کو تربیت کرو۔ حضرت شاہ یعقوبؒ نے عرض کیا خوندکار کے آگے بندہ کی مجال ہے کہ ان کی تربیت کرے۔ حضرت شاہ نعمتؒ نے فرمایا بندہ نہیں کہہ رہا ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا حکم ہوا ہے۔ یہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی روح مبارک ہے پھر حضرت شاہ یعقوب نے ان دونوں شہزادوں کو تربیت کیا۔ کچھ عرصہ آپ کا دائرہ جیور میں رہا وہاں سے ہجرت کر کے آپ موضع لانک (لاکھ) تشریف لائے اور دائرہ باندھا یہاں مصدقوں کی کثیر آبادی تھی کثرت سے فتوح آنے لگی۔ اور مصدقین آپ کی خدمت کرنے لگے۔ چنانچہ فقراء میں تازگی آ گئی۔ حضرت شاہ یعقوب نے دنیا کی کشائش سے ڈر کر وہاں سے دائرہ اٹھا دیا اور دوسرے مقام پر دائرہ باندھا۔ یہاں فاقہ کشی شروع ہوگئی اپنی ایام کشی میں ایک روز موذن کو اذان کا حکم ہوا وہ موضع لانک کی لذتوں کی یاد میں تھا اس کی زبان سے بجائے اللہ اکبر کے اچانک لانک کی آواز نکلی یہ سن کر سب سامعین ہنسنے لگے پھر وہاں سے دائرہ اٹھا کر حضرت شاہ یعقوب دولت آباد تشریف لائے جو نظام شاہی بادشاہوں کا فوجی ہیڈ کوارٹر تھا اور اکثر امراء اور عہدیدار فوج مصدق تھے۔ جمال خاں سپہ سالار افواج احمد نگر بھی مصدق

تھے۔ حضرت شاہ یعقوب کے یہاں دائرہ باندھنے پر اکثر و بیشتر مصدقین آپ کی طرف رجوع ہو گئے۔ یہاں پر شاہ علی دولت آبادی کا دائرہ پہلے سے موجود تھا۔ جن کے تعلق سے مشہور ہے کہ یہ حضرت شاہ نعمتؓ کے مرید اور تلقین تھے۔ اور ارشادی کر رہے تھے لوگوں کا رجوع حضرت شاہ یعقوب کی طرف دیکھ کر ان کو بہت رنج ہوا اور حسد دل میں پیدا ہوا۔

ایک روز حضرت شاہ یعقوب نے معاملہ میں اپنا مقام حضرت یعقوب علیہ السلام کا مقام دیکھا۔ (یعنی آپ پر انہیں تجلیات الٰہی کا نزول ہوا جو حضرت یعقوب علیہ السلام پر ہوتی تھی) اور خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ ''ہم نے تجھ کو یعقوب کا مقام عطا کیا'' آپ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بارہ فرزند تھے بندہ کو آٹھ ہی فرزند ہیں اس خیال کے ساتھ ہی دیکھا کہ آپ کی چار بیٹیاں بھی سر پر عمامہ باندھے بیٹوں کے ساتھ آپ کے حضور میں موجود ہیں۔ یعنی بیٹیوں کو بھی مقامات انبیاء عطا کئے گئے یہ دیکھ کر آپ کو تسلی ہو گئی۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ نے ماہ ذی قعدہ ۱۹/ تاریخ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا عرس مبارک کر کے بے شمار خلائق کو دعوت دی۔ شاہ علی اور ان کے فرزندوں کو بھی دعوت تھی وہ شریک دعوت ہوئے انہوں نے بھی دوسرے تیسرے دن حضرت مہدی علیہ السلام کا عرس کر کے آپ کو دعوت دی آپ تشریف لے گئے کھانا کھانے کے بعد شاہ علی کے فرزندوں نے (جن کے دل میں حسد پیدا ہو گیا تھا) ایک مشروب پیش کیا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور کہا کہ اس کا پسخوردہ کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا میں کھانے کے بعد کچھ کھاتا پیتا نہیں۔ مگر انہوں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ عورتیں پسخوردہ کی خواہش مند ہیں۔ آپ نے اپنے فرزند میاں سید اسحاق سے فرمایا کہ پسخوردہ کر دو انہوں نے انکار کیا آپ نے یہ کہہ کر اچھا لاؤ یہ میرا حصہ ہے ایک چمچہ اس شربت میں سے پیا۔ جس میں زہر موجود تھا زہر کا اثر آپ پر ظاہر ہوا پھر آپ گھر تشریف لائے اسی زہر کے اثر سے آپ کا انتقال ۲۳/ ذی الحجہ ۹۸۰ھ کو ہو گیا اور مقام دولت آباد ہی میں تدفین عمل میں آئی۔

https://theimammehdi.com

مزار مبارک حظیرہ معلیٰ قلعہ دولت آباد سے جانب مشرق آبادی سے باہر ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دولت آباد کو مکہ خورد (چھوٹا مکہ) فرمایا ہے۔ نماز جنازہ آپ کے فرزند میاں سید اسحاق نے پڑھائی اور دفن کیا۔ میاں سید اشرف فرزند اکبر جو موجود نہیں تھے دفن کے بعد آئے اور قبر کھول کر صورت دیکھنی چاہے۔ میاں سید اسحاق نے منع فرمایا اور کہا یہ عمل آئندہ لوگوں کے لئے حجت ہو جائے گا۔ اور لوگ تین تین دن کے بعد قبریں کھول کھول کر صورت دیکھیں گے۔ میاں سید اشرف خاموش ہو گئے وفات شریف کے بعد حضرت شاہ یعقوب کا لقب ''حسن ولایت'' ہو گیا اور اسی لقب سے قوم میں مشہور ہیں۔ آپ نے پانچ شادیاں کی ہیں۔ پہلی بیوی بی بی راجے رقیہ بنت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے آپ کو بندگی میاں سید اشرف اور بندگی میاں سید اسحاق ہوئے۔ دوسری بیوی بوابی صاحبہ بنت ملک گوہر سے دو فرزند بندگی میاں سید یوسف اور بندگی میاں سید خوندمیر ہوئے۔ اور راجے مریم اور راجے فاطمہ دو بیٹیاں ہوئیں۔ تیسری بیوی بی بی صاحبہ سے دو فرزند میاں سید ابراہیم بڑے میراں صاحب' میاں سید محمود ننھے میراں صاحب اور دو بیٹیاں خونزا بزرگ اور بی بی خانجی ہوئیں۔ چوتھی بیوی بی بی سارہ سے ایک فرزند میاں سید عالم ہوئے۔ پانچویں بیوی منجلے صاحبہ بی سے ایک فرزند بندگی میاں سید مصطفیٰ ہوئے۔

https://theimammehdi.com

چھٹا باب
بندگی میراں سید اشرف بنی اسرائیل
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ

آپ کا تولد ۹۳۸ھ یا ۹۳۹ھ میں ہے جب کہ حضرت شاہ یعقوب حضرت خلیفہ گروہؓ کے دائرہ میں مقیم تھے۔ حضرت خلیفہ گروہ کے دائرہ سے حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے چلے آنے کے بعد بھی آپ وہیں رہے۔ آپ کے ماموؤں (بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ بندگی میاں سید شریف تشریف اللہؒ) کی بہت مہربانی تھی حضرت خلیفہ گروہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ حضرت خلیفہ گروہؓ نے وقت آخر حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ حاضر نہیں تھے۔ حضرت خلیفہ گروہ کو تمام اجماع گھیرا ہوا تھا کسی نے کہا کہ اس وقت میراں سید یعقوب حاضر نہیں ہیں (کیونکہ یہ وقت یعنی بزرگوں کا وقت آخر تقسیم فیضان کا وقت ہوتا ہے) حضرت خلیفہ گروہؓ نے سن کر فرمایا ان کے فرزند سید اشرف موجود ہیں۔ پھر میراں سید اشرف کو حضرت خلیفہ گروہؓ نے نزدیک بلا کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں ان کی گود میں کھول کر فرمایا لو یہ تمہارا حصہ پھر ایسے ہی ان کو گود میں دوبارہ دو مٹھیاں کھول کر فرمایا یہ لو یہ تمہارے والد کا حصہ۔ حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ نے اپنے فرزند میراں سید اشرف کو حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ کا مرید کرایا ہے۔ آپ تلقین حضرت شہاب الحق کے ہیں اور صحبت بھی حضرت کی اختیار کی اور حضرت کے خلفاء میں آپ کا شمار ہے۔ چند مدت آپ کا قیام گجرات میں رہا پھر دکن تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے والد حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کا دائرہ دولت آباد میں تھا آپ تشریف لانے کے بعد بالائے گھاٹ کاغذی پورہ کے قریب آپ نے دائرہ باندھا۔ (بعد میں میاں میراں سید خوندمیر بنی اسرائیل کا دائرہ ہوا) والد بزرگوار کے انتقال تک آپ کا دائرہ کاغذی پورہ ہی میں رہا۔ اس کے بعد یہاں سے ہجرت کر کے شہر بیجاپور کے قریب رائے باغ میں دائرہ قائم کیا۔ حضرت

https://theimammehdi.com

سیدنجی خاتم المرشدؒ کو بھی آپ بہت عزیز تھے۔ جس وقت دکن کے مرشدوں نے نقل مہدی میں تاویل وتحویل کے جواز پر محضرہ کیا اس میں آپ کا بھی نام لکھ دیا یہ خبر حضرت خاتم المرشد کو پہنچی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک خط میاں سید اشرف کو لکھا ہے جو یہ ہے۔

حضرت سید نجی خاتم المرشد کا خط: سیادت مآب سعادت اکتساب برگزیدہ ملک الوہاب میاں سید اشرف' اللہ تعالیٰ کی حفاظت وسلامتی میں رہیں۔ اس فقیر سید محمود کی جانب سے سلام وتحیت تمام ودعائے دوام پہنچے۔ المرام جب میں نے مرشدان دولت آباد کے احوال سنے کہ نام تمہارا پیش کیا ہے اور ایک کتبہ کیا ہے اور نقل کی تاویل کو جائز رکھتے ہیں اور رخصت کے عمل پر رہتے ہیں۔ اگر تم بھی اس کتبہ میں شریک ہیں تو حق کی طرف رجوع کرو۔ وگرنہ آگے معلوم ہوگا مجھے یقین ہے کہ تم امام آخرالزماں کے اہل بیت ہیں۔ ہرگز تم اس کتبہ میں شریک نہ ہوں گے۔ لیکن جان لو کہ تمہارے باپ کا جو دشمن ہے اس نے یہ شرانگیزی کی ہے۔ یہ لوگ مشرک جاہل اور شیطان کے گروہ میں داخل ہیں۔ ان لوگوں سے اخلاص اور دوستی ناروا ہے۔ ان کی قربت سے ہٹ جاؤ اور اس قربت کو نیش سمجھو اور میاں نور محمد اور عمر شہ جو بھی بیان کریں وہ میری زبانی سمجھو۔

مکتوب بالا کا جواب: خاتم المرشدین ہادی المصدقین مرشد الطالبین صاحب الشرع والمحققین خواجہ دنیا ودین مظہر التحقیق قدوۃ المتاخرین بندگی میاں سید نجی ہمارے سر پر ہمیشہ زندہ رہیں۔ اس فقیر سید اشرف کی طرف سے سلام وافر اور تحیات متکاثر اپنے کرم سے قبول فرمائیں۔ معروضہ یہ ہے کہ آنخضرت کی ذات شریف اور عنصر لطیف معلیٰ القاب اور محبت اکتساب کی سلامتی کی خبر اور آنخضرت کے خویش واقارب اور آنخضرت کے فقیروں کی جماعت کے تمام احوال آنے والوں کے ذریعہ معلوم ہوئے۔ اسی طرح ہمارے لئے دو کلمے مستور رکھیں۔ تاکہ ہم کو فرحت فراوان حاصل رہے دوسرا یہ کہ آنخضرت کی بھیجی ہوئی کتاب مرغوب محبت اسلوب اور محبّ مصحوب ہے پہنچی اس کے مضمون سے اطلاع یابی ہوئی خدام روشن ضمیر ہیں اور تمام موجودات کے احوال آنخضرت کے سامنے بغیر حجاب کے موجود ہیں۔ لیکن جان لیں کہ یہ فقیر اس درمیان میں نہیں ہے۔ کتبہ میں دو

https://theimammehdi.com

باتیں میاں کے آگے اور دو باتیں میاں عبدالکریم کے آگے لکھوالیا ہوں کہ میاں عبدالکریم نے مہدی موعودؑ کو ذات خدا کہا تھا انہوں نے اقرار لکھوالیا کہ آئندہ سے اس کے بعد یہ عقیدہ نہیں رکھوں گا اور دوسرا کتبہ جو لکھا ہے وہ میاں عبدالرحیم بن میاں وزیرالدین نے لکھا ہے اور مجھے معلوم کیا کہ اس تحریر سے ہمارا مقصود خدا ہے اسی وجہ سے ہم نے یہ کتبہ لکھا ہے۔ روشن ہووے پس میں خاموش رہا نہ نشان کیا نہ ایسا کہا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے اچھا لکھا ہے۔ اللہ یا اللہ ہمارے جانے بغیر ہمارا نام انہوں نے لکھا ہے۔ اور جگہ جگہ دے دیا ہے چاہئے کہ بمصداق **ھل جزآء الاحسان الا الاحسان** ہم سے خوش رہیں۔ اور ہم کو اپنی ان سے سمجھیں تا کہ ہم ماجود مصحوب ہوں **آمین یا رب العالمین یا خیر ان صرین** اور سب لوگوں کو سلام محبت تمام اور قول لانے والا جو کچھ بھی کہے اس کو صحیح سمجھیں اور ہماری زبانی تصور کریں والسلام۔

گجرات میں اکبری فتور ۹۸۰ھ میں واقع ہوا اسی سال حضرت روشن منورؒ نے رحلت کی اور اسی سال حضرت خاتم المرشد نے کھانبیل سے جالور کو ہجرت کی اور اس زمانے میں حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ زندہ تھے۔ آپ نے گجرات چھوڑ کر دکن کا رخ کیا اور احمد نگر آ گئے۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے اپنے ہمشیرزادہ میاں سید اشرف کو ۹۹۷ھ یا ۹۹۸ھ میں خط لکھا ہے۔ اور میاں سید اشرف کا وصال ۱۳/ محرم ۹۹۹ھ کو ہوا ہے۔ آپ کی وفات قصبہ رائے باغ میں ہوئی جہاں آپ کا دائرہ تھا روضہ مبارک وہیں ہے۔

میاں سید اشرف کی دو بیویاں تھیں پہلی بیوی ہدیہ ملک بنت میاں یحییٰ جی بن حضرت ہدن جی بی صاحبہ بنت حضرت مہدی علیہ السلام سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ ایک میاں سید میرانجی دوسرے میاں سید احمد اور بیٹی بی بی خونزا، میاں عبدالصمد بن میاں عبدالملکؒ کو دیئے۔ دوسری بیوی خوب اچھو کے بطن سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ میاں سید یٰسین، میاں سید خضر، میاں سید کریم اللہ عرف خوب میاں چوتھے میاں سید عزیز اللہ عرف مٹھے میاں۔

بندگی میاں سید میرانجیؒ: بندگی میاں سید اشرف کے بڑے فرزند ہیں۔ گجرات میں پیدا

https://theimammehdi.com

ہوئے بہت بزرگ اور صاحب مناقب عالی تھے اور تربیت اپنے باپ کے ہیں اور علاقہ انہی سے تھا۔ باپ کی زندگی میں ۳/ شوال ۹۹۵ھ کو انتقال کر گئے ہیں۔ مزار مبارک دولت آباد میں ہے۔ آپ کو ایک فرزند سید جعفر ہے آپ کو ایک بیٹی ہدیہ ملک میاں سید عبداللطیف بن شاہ عبدالکریم کو دی گئی تھیں ایک دن بی بی ایک درخت کی ڈالی پر بیٹھی ہوئی تھیں کہ شوہر (میاں سید عبداللطیف) باہر سے آئے اور درخت کو ہلایا بی بی گرنے کے قریب ہوگئیں اور بڑی آواز سے کہا ''اللہ'' میاں سید عبداللطیف نے فرمایا تو ودابائی ہے اس بات سے بی بی آزردہ خاطر ہوگئیں میاں سید عبداللطیف کے پیٹ میں شدید درد شروع ہوگیا اور بہت بے تاب ہوگئے بہت کچھ علاج کیا لیکن درد کم نہ ہوا اس وقت اپنی کہی ہوئی بات یاد آئی اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اس کے بعد ان کو لے جا کر میاں سید اشرف کے قدموں پر ڈال دیئے۔ حضرت نے فرمایا یہاں لانے سے کیا فائدہ جس نے تیر مارا ہے وہی نکالے گا اس کے بعد ان کو لا کر بی بی راحت عفہما کے روبرو ڈال دیئے اور عذر خواہی کرنے لگے اس کے بعد بی بی نے خوش دل ہو کر معاف کر دیا۔ اور دعا کی خدا نے مشکل آسان کر دی اور میاں سید عبداللطیف کو صحت ہوگئی اور پیٹ کا درد جاتا رہا۔

میاں سید جعفر: میاں سید جعفر بن بندگی میاں سید میرانجی تربیت اپنے دادا بندگی میاں سید اشرف کے ہیں۔ اور بندگی میاں سید سعد اللہ بن بندگی میاں سید تشریف اللہ سے علاقہ کر کے حضرت کی صحبت میں رہے۔ اور حضرت کے مبشر و منظور ہوئے ہیں۔ اٹھارہ سال تک ان کی صحبت میں رہے۔ نہایت متقی پرہیزگار اور حدود کے سخت پابند تھے۔ بارہ سال تک آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ آپ کی فقیری کا یہ حال تھا کہ فاقہ پر فاقہ کے علاوہ آپ کے کپڑے نہایت بوسیدہ ہوگئے تھے اور ان پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ پاجامہ بالکل پارہ پارہ ہوگیا تھا۔ ایک دن بندگی میاں سید سعد اللہ کی خدمت میں خدا نے نیا پاجامہ پہنچایا۔ حضرت نے پاجامہ ہاتھ میں لے کر میاں سید جعفر کو بلایا میاں سید جعفر نے خیال کیا کہ پاجامہ مجھے دیں گے۔ حضرت کے پاس آئے حضرت نے وہ پاجامہ میاں سید جعفر کو دے کر فرمایا لو اور یہ پاجامہ فلاں فقیر کو دے دو۔ آپ نے حکم کی تعمیل

کی اور پاجامہ جس فقیر کو دینے ارشاد فرمایا تھا اس کو دے دیا اسی طرح میاں سید جعفر کی دستار بھی نہایت پرانی اور بوسیدہ ہوگئی تھی۔ایک دن ایک شخص نے نئی دستار لا کر میاں سید سعد اللہ کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ دستار میاں سید جعفر کو دیں۔آپ نے وہ دستار ہاتھ میں لے کر میاں سید جعفر کو بلایا اوران کو دستار دے کر فرمایا کہ فلاں فقیر کو دے دو آپ نے حکم کی تعمیل کی۔میاں سید جعفر کی رحلت ۲۲/ شعبان کو ہوئی ہے۔مزار مبارک بیجا پور میں ہے آپ کے جنازہ پر میاں سید شاہ محمد نے امام ہوکر نماز پڑھائی ہے۔میاں سید جعفر کو دو عورتیں تھیں پہلی بیوی بی بی صاحبہ سے دو بیٹے ہوئے ایک میاں سید میرانجی دوسرے میاں سید اشرف اور دوسری بیوی سے حسن شاہ میاں، حسین شاہ میاں دو بیٹے ہوئے۔

میاں سید میرانجی: میاں سید جعفر کے فرزند ہیں اور حقیقت کے پہلوان توحید کے سمندر میں تیرتے تھے اپنے والد میاں سید جعفر کے حضور میں انتقال کیا۔تاریخ وفات ۲۲/ جمادی الاول ہے۔

میاں سید مصطفیٰ خوب صاحب میاں: آپ میاں سید میرانجی بن میاں سید جعفر کے فرزند ہیں آپ کے مناقب عالی اور کرامتیں متعالی ہیں۔توکل تقویٰ حسن سلوک میں اپنے ہم زمانہ لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔اپنے دادا میاں سید جعفر کے تربیت ہیں اور میاں سید اسد اللہ اپنے چچا کی صحبت میں رہے ہیں۔ایک روز ایک خدا کے بندے نے میاں سید اسد اللہ سے پوچھا کہ آپ کی صحبت میں کتنے فقیر ہیں۔کہا ۳۵ فقیروں میں ایک ہی ہے وہ کون ہے۔حضرت نے آواز دی خوب صاحب جلد آؤ۔اس وقت خوب صاحب میاں وضو کر رہے تھے ایک پاؤں دھونا باقی تھا اسی طرح آ گئے حضرت نے فرمایا دیکھو کس حالت میں فی الفور آ گیا۔سائل نے کہا حضرت نے جو کہا بہت صحیح ہے۔آپ نے اٹھارہ سال تک اسی طرح اخذ فیض کیا ہے ترک دنیا سے پہلے حالت کسب میں بھی آپ تقویٰ شعاری میں مشہور تھے۔یہاں تک کہ آپ کے گھوڑے نے بھی کبھی کسی کھیت میں زراعت نہیں کھائی۔نقل ہے کہ ارکاٹ میں ایک پٹھان تھا جو آپ کا مرید و تلقین تھا اور آپ سے بہت عقیدت و محبت رکھتا تھا اتفاق سے وہ چناپٹن (چن پٹن) جا کر ترک دنیا کر کے بیمار

https://theimammehdi.com

ہو گیا اور مر گیا۔ اس کی وصیت کے موافق اس کی میت ارکاٹ کے میاں سید مصطفیٰ کے دائرہ کو لائے۔ حضرت خوب صاحب میاں' میاں سید جعفر بن میاں سید سعد اللہ سے رابطہ اخلاص رکھتے تھے۔ نماز جنازہ کے لئے ان کو طلب کیا۔ میاں سید جعفر نے فقیر عبداللہ خاں سے فرمایا جاؤ اور خوب صاحب میاں سے کہو کہ ہمارے آنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن میت ریزیدہ اور بوسیدہ ہو گئی ہے جلد دفن کر دیں۔ فقیر نے یہ بات حضرت خوب صاحب میاں سے کہی۔ حضرت خوب صاحب میاں نے فرمایا مرحوم حکم حاکم ادا کر کے آیا ہے۔ آپ آیئے "خدا سڑے کو سوندھا کر دے گا" اس کے بعد میاں نظام نامی فقیر سے فرمایا ایک مٹھی خاک جماعت خانہ کے پیچھے سے لا کر اس پٹھان کے تابوت پر ڈال دو۔ فقیر ارشاد عالی بجا لایا اسی وقت مردہ کی بدبو زائل ہو کر خوشبو سے بدل گئی۔ اس کے بعد اخلاص اور صداقت کے طور پر میاں سید جعفر کو طلب کر کے نماز جنازہ پڑھی۔ اور بدبو کا اثر اس میت میں بالکل نہیں تھا۔ جب میاں سید اسد اللہ نے قصبہ بھنو میں (جس کو اب مانوی کہتے ہیں) رحلت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت خوب صاحب میاں نے ترک مقام کر کے ارکاٹ کے محلہ چھٹی پورہ میں دائرہ باندھا۔ ۲۸/ رجب ۱۱۳۰ھ کو دارالبقا کو رحلت کر گئے۔ (عرس نامہ میں تاریخ وفات ۲۶/ رجب ہے) مقبرہ ارکاٹ میں ہے۔ حضرت خوب صاحب میاں کو آٹھ بیٹے اور بارہ بیٹیاں ہوئیں۔ سید احمد عرف سیدن میاں' سید قاسم خانجی میاں' سید میرانجی بابا میاں' سید جعفر میاں صاحب میاں' ننھے میراں' بڑے صاحب' چھابو جی میاں' میانجی صاحب یہ آپ کے فرزندوں کے نام ہیں۔

میاں سید احمد عرف سیدن میاں: میاں سید مصطفیٰ خوب صاحب میاں کے بیٹے ہیں اور میاں سید اسد اللہ کے تربیت ہیں اور باپ سے علاقہ کر کے ان کی صحبت میں رہے ہیں۔ اور والد کے آخر وقت پر حاضر تھے۔ باپ کے بعد میاں سید زین العابدین ساکن حسین ساگر (مشیر آباد) سے علاقہ کیا اور ان کے مبشر ہوئے۔ مدت العمر باپ کے دائرہ میں رہے ۲۰/ صفر کو ارکاٹ میں واصل حق ہوئے۔ باپ کے پائین آسودہ ہیں۔ ان کو ایک فرزند میاں سید اشرف ہوئے دوسری بیوی سے سید مصطفیٰ اور سید راجو ہوئے۔ یہ دونوں بچپن میں مر گئے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید اشرف شاہ صاحب میاں: تربیت اپنے والد بزرگوار کے تھے اس کے بعد میاں سید زین العابدین بن میاں سید اسد اللہ سے علاقہ کیا اور ان کے مبشر ہوئے۔ اور خلافت حاصل کی آپ کی عمر کم وبیش ۶۰ سال کی ہوئی ہے۔ اس وقت موضع پروڑ کو آئے اور اپنے ماموں سید علی کے پاس ٹھیرے وہاں جانے کے پندرہ دن کے بعد بیمار ہوئے اور میاں سید علی سے علاقہ کر کے ۲۸/ شوال کو رحلت فرمائے۔ آپ کی وصیت ارکاٹ لے جانے کی تھی آپ کی میت ارکاٹ لے گئے اور دفن کیا۔ آپ کو دو بیٹے ہوئے ایک کا نام سید مصطفیٰ ہے دوسرے کا نام سید ہاشم ہے۔ میاں سید مصطفیٰ بن میاں سید اشرف کو ایک بیٹا ہوا تھا جو ماں باپ کے سامنے فوت ہو گیا۔

میاں سید ہاشم بن میاں سید اشرف: بہت بزرگ تھے میاں سید احمد سیدن میاں کے تربیت ہیں۔ باپ کے ہاتھ پر ترک دنیا کیا۔ آپ کو ایک فرزند سید یعقوب ہوئے جو بہت صاحب حال تھے۔

میاں سید یعقوب: میاں سید یعقوب بن میاں سید ہاشم تربیت اپنے چچا سید مصطفیٰ کے ہیں۔ اور علاقہ بھی انہی سے ہے۔ ۲/ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو انتقال فرمایا اور مشیر آباد میں دفن ہوئے۔ آپ کے فرزند میاں سید ولی ہیں۔

میاں سید ولی سکندر آبادی: میاں سید یعقوب کے فرزند ہیں۔ سکندر آباد کے محلّہ گھانسی بازار میں آپ کی مسجد تھی۔ میاں سید احمد کے تربیت ہیں اور علاقہ وصحبت میاں سید منور عرف روشن میاں صاحب اہل اکیلی سے کیا ہے۔ اور آپ ہی کے صحبت میں رہے ہیں۔ نہایت متقی اور پرہیز گار، حدود شریعت اور فرائض طریقت پر عمل برابر باقی تھا۔ ذکر وفکر کے اوقات کی پابندی ہمیشہ قائم رکھی رات میں آپ کی مسجد میں فقراء برابر نوبت جاگتے تھے۔ راقم الحروف (فقیر عربی) اپنے بچپن میں اپنے تایا کے پاس گھانس منڈی سکندر آباد میں تھا۔ مکان چھوٹا ہونے سے رات میں آپ کی مسجد میں آ کر سو جاتا تھا۔ میں نے آپ کے فقیروں کو نوبت جاگتے ہوئے اور رات میں تین مرتبہ تسبیح دیتے ہوئے دیکھا ہے ہر تسبیح پر آنکھ کھل جاتی صبح میں نے یہ واقعہ اپنے تایا صاحب سے کہا۔

https://theimammehdi.com

انہوں نے مجھے تسبیح جاگنے کا طریقہ سمجھایا۔ میاں سید ولی نے ۱۳۰۵ھ میں اپنے مرشد حضرت روشن میاں صاحب اکیلوی کے ساتھ حج بھی کیا ہے۔ آپ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ سوانح مہدی موعودؑ (دو حصوں میں) آپ کی تصنیف ہے۔ رسالہ جمعہ بھی لکھا ہے اور رسالہ تسویت خاتمین بھی تصنیف کیا ہے۔ ۱۳۰۸ھ میں آپ نے اپنے مرشد حضرت روشن میاں صاحب اکیلوی کے ایما پر حضرت روشن میاں صاحب کے والد بزرگوار بڑے سید نجی میاں صاحب اہل اکیلوی کی لپیٹی نقل کی ہے۔ (اس کی نقل راقم الحروف کے پاس موجود ہے) آپ کے فرزند ابو حامد سید محمد سردار میاں صاحب تھے۔ سردار میاں کے فرزند سید محمد عرف ولی پاکستان چلے گئے۔ میاں سید ولی کے فرزند دوم میاں سید محمود تھے جو سکندر آباد چھوڑ کر چنچل گوڑہ آ گئے تھے۔ حضرت میاں سید ولی کا انتقال ۲/ صفر ۱۳۲۸ھ کو ہوا ہے۔ آپ کے فرزند حضرت سید محمود میاں صاحب سکندر آبادی بھی انتقال فرما گئے ہیں۔ جو وقت کے بہت پابند تھے۔ مسجد حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب چنچل گوڑہ میں کئی عرصہ تک نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ کے فرزند سید سعد اللہ رشید میاں صاحب موجود ہیں اور دائرہ پر متمکن ہیں۔

میاں سید میرانجی عرف باوا صاحب میاں بن میاں سید مصطفیٰ خوب صاحب میاں: آپ مرید اپنے والد کے ہیں۔ والد کے بعد مشیر آباد آئے اور میاں سید زین العابدین کی صحبت اختیار کر کے آپ سے علاقہ کر لیا۔ انتقال آپ کا مشیر آباد ہی میں ہوا۔ اور حظیرہ شاہ قاسمؒ میں مدفون ہیں۔ آپ کے فرزند سید شریف تھے جو باپ کے تربیت تھے۔ سید شریف صاحب کے جانشین ان کے فرزند سید عبدالحئی ہوئے۔ ان کے فرزند کا نام سید شریف من صاحب میاں تھا۔ میاں سید شریف کے فرزند سید میرانجی تھے سید میرانجی کے ایک فرزند خوب صاحب میاں اور دوسرے سید محمود ہیں۔ سید محمود پنڈیال سے مشیر آباد آ گئے۔ آپ عالم فاضل تھے۔ پنڈیال میں نماز جمعہ شروع کی اور مشیر آباد میں جمعہ مسجد بنائی اور نماز جمعہ پر ایک رسالہ لکھا۔ سید میراں کے ایک فرزند سید شریف من صاحب میاں تھے۔ آپ نے حضرت سید شریف ابجی میاں اہل اپل گوڑہ سے

https://theimammehdi.com

علاقہ کیا۔ان کے فرزند سید علی ہیں جو اس وقت اپنے آباء واجداد کی مسجد کے (جس کو جمعہ مسجد کہتے ہیں) متولی ہیں۔سید عبدالحئی راشد منوری کے ہاتھ پر ترک دنیا کی ہے۔نماز کے سخت پابند ہیں وقت کی پابندی کا بہت خیال ہے۔

خوب صاحب میاں بن میاں سید میرانجی میاں: خوب صاحب میاں کو ایک بیٹا تھا میاں صاحب۔سیدن میاں بن میاں سید اشرف کو ایک بیٹا تھا جو بالغ ہو کر وفات کر گیا۔

میاں سید جعفر بن میاں سید اشرف: بہت عالی ہمت تھے ان کے مرشد ابراہیم خاں غوری ہیں۔ان کی شادی ابراہیم خاں غوری بن منتجب خاں غوری کی بہن سے ہوئی تھی۔ان سے ایک لڑکا سید کریم نام کا ہوا۔

سید کریم: سید کریم بن سید جعفر' سید کریم کا دائرہ کڑپہ میں تھا بہت متوکل تھے وہیں رحلت ہوئی ہے۔

حسن شاہ میاں بن میاں سید جعفر: آپ باپ کے تربیت ہیں بہت بزرگ اور حمیدہ صفات کے تھے۔میاں سید نصرت کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا ہے۔کڑپہ میں واصل حق ہوئے ہیں۔

حسین شاہ میاں بن میاں سید جعفر: اپنے باپ کے تربیت ہیں۔صحبت وسند میاں سید نصرت سے رکھتے ہیں۔میاں سید نصرت کے وقت آخر بہت رونے لگے۔کسی نے میاں سید نصرت سے کہا خوندکار حسین شاہ میاں بہت رو رہے ہیں۔میاں سید نصرت نے فرمایا حسین شاہ میاں مرد بن کر رہو۔مرشد کے صدقہ سے ایسے مرد بن کر رہے ہے کہ آپ کے توکل وعزلت کو بہت کم کوئی پہنچا ہے۔بزرگوں کی زیارت کے لئے گجرات بھی گئے ہیں۔اور مکاشفہ کے شہسوار تھے۔جب موضع دساڑہ میں پال تالاب کی طرف آئے دساڑہ کی طرف دیکھ کر فرمایا دساڑہ پر کیا آگ برس رہی ہے۔''مومن کی فراست سے ڈرو'' اس روز سے دائرہ میں لوگ تصدیق میں سست ہو گئے آپ کا دائرہ پہلے کڑپہ میں تھا۔مدت تک وہاں رہے اور وہیں ۵/ شوال کو وفات پائی۔سید ابراہیم' سید جعفر' اور سید نصرت آپ کے فرزنداں ہیں۔

https://theimammehdi.com

سید ابراہیم بڑے میاں: سید ابراہیم بڑے میاں بن حسین شاہ میاں اپنے باپ کے تربیت ہیں اور اپنے سسرے ملک پیر محمد سے علاقہ کیا ہے پھر کچھ ردو بدل کے بعد علاقہ میاں سید یحییٰ سے کیا ہے۔ صاحب سلوک فقیر تھے اور کڑپہ میں رحمت حق سے جا ملے ہیں۔ اس روز باوا صاحب میاں بن میاں سید یعقوب نے بھی انتقال فرمایا ہے۔ اور اسی روز روشن میاں بن میاں سید عبدالحلیم کا بھی انتقال ہوا ہے۔ تاریخ انتقال ۱۲/ جمادی الاول ہے۔ بڑے میاں کو تین بیٹے ہوئے۔ سید نجم الدین عرف شاہ صاحب میاں دوسرے سید میرانجی عرف میراں صاحب تیسرے حسین شاہ میاں۔ سید نجم الدین کو اولاد نہیں ہوئی۔ سید میراں جی کو ایک لڑکا سید مبارک نام کا ہوا۔

سیدو میاں تربیت علاقہ سید جی میاں سے رکھتے ہیں۔ سریرنگا پٹن میں فوت ہوئے ہیں۔ ان کو اولاد نہیں ہے۔ حسین شاہ میاں اپنے باپ کے تربیت ہیں اور علاقہ سید عبدالحلیم سے رکھتے ہیں ان کے بعد علاقہ میاں سید یعقوب توکلی سے کیا ہے۔ عالم پور میں وفات پائے ہیں ان کو بڑا میاں اور سید حسین شاہ میاں دو بیٹے ہوئے۔ سید جعفر بن حسین شاہ میاں کو بیٹیاں ہوئی ہیں۔

میاں سید جعفر بن حسین شاہ میاں: ان کو بیٹیاں ہوئی ہیں کوئی بیٹا نہیں ہوا۔

میاں سید اسد اللہ بن میاں سید جعفر: امام السالکین اور نظام الکاملین تھے تربیت باپ کے ہیں۔ اور خلافت بھی باپ سے حاصل کی ہے اور مرشد کی خوشنودی بدرجہ اتم حاصل کی ہے۔ اور ۳۵ سال صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میاں سید جعفر نے اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھ کر پھر میاں سید اسد اللہ کی داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ داڑھی اس داڑھی پر آئی ہے۔ بزرگان کہتے ہیں کہ یہ بشارت بہت عمدہ ہے باپ کے انتقال کے بعد آپ نے بیجا پور سے نقل مکان کر کے بھتو (مانوی) میں دائرہ باندھا۔ اگر کوئی آپ کی خدمت میں آتا تو اس سے پوچھتے کیا یاد خدا کے ساتھ آئے ہو اور آپ کی تاثیر یہ تھی کہ کوئی آپ کے جماعت خانے کو دیکھتا تو اس کو یاد خدا کی توفیق ہوتی اور آپ کا ضابطہ اور قاعدہ یہ تھا کہ فقیروں کو حکم تھا کہ آپس میں کوئی یاد خدا کے سوا بات نہ کرے۔ سب آپ کے سامنے خاموش اور ذکر میں رہتے۔ کوئی بات نہ کرتا مگر آپ کے ایما

سے۔ آپ بزرگوں کی زیارت کے لئے گجرات بھی گئے تھے۔ آپ کا انتقال ۶/ رجب کو مانوی میں ہوا ہے۔ روضہ وہیں ہے۔ آپ کو تین لڑکے ہوئے ہیں۔ ایک سید سراج عرف خوزادے میاں دوسرے سید جعفر میاں صاحب میاں، تیسرے میراں صاحب میاں۔ سید سراج سرینگا پٹن میں آسودہ ہیں۔ ان کو بڑے میاں، یٰسین میاں، حسین میاں اور اچھے میاں بیٹے ہوئے۔ سید جعفر بن سید اسد اللہ کو ایک بیٹا تھا جن کا نام مسیحا میاں تھا۔ سرحد میں شہید ہوئے۔ سید نعمت اللہ کو اولاد ہوئی تھی مگر اب باقی نہیں ہے۔

میاں سید یٰسین بن میاں سید اشرف بنی اسرائیل: میاں سید یٰسین بن میاں سید اشرف بنی اسرائیلؒ بہت بزرگ تھے ان کو تین لڑکیاں ہوئی ہیں۔

میاں سید کریم الدین بن میاں سید اشرف بنی اسرائیل: بہت بزرگ گراں بار اور صاحب فراست تھے۔ تربیت میاں سید طاہر عرف بڑے میاں کے ہیں۔ ارشاد پر بہت مستقیم تھے۔ آپ کا دائرہ عالی برہان پور میں تھا۔ بھائیوں اور ہم عصروں میں آپ کی تعظیم بہت تھی۔ ایک دن حضرت شاہ قاسمؒ آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ اس وقت حضرت شاہ قاسم جوان اور میاں سید کریم اللہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ شاہ قاسم بہت ادب سے بیٹھے۔ آپ نے فرمایا سید قاسم بے تکلف بیٹھو تو شاہ قاسم نے فرمایا بزرگوں کے آگے ایسا ہی بیٹھتے ہیں۔ میاں سید کریم اللہ بہت خوش ہو گئے اور آپ سے علاقہ کرلیا۔ مدت العمر برہان پور میں رہے وہیں واصل حق ہوئے۔ مقبرہ بھی وہیں ہے۔ آپ کو دو بیٹے سید میراں اور سید حسین شاہ میاں ہوئے۔

سید میراں عرف میراں صاحب میاں: میراں صاحب میاں بادشاہ دہلی کے نوکر تھے اور سنبل مراد آباد آپ کی جاگیر میں تھا۔ اسی ملک میں کام آئے اس وقت ابراہیم میراں بھی ساتھ تھے۔ آپ کو چار لڑکے ہوئے۔ میاں سید خوند میر خانجی میاں دوسرے میاں سید کریم اللہ عرف خوب صاحب میاں۔ سید خوند میر کو سید یوسف خوزادے میاں، سید ابراہیم باوا صاحب میاں دو بیٹے ہوئے۔ میاں سید یوسف ڈھونڈا جا کر سید نجی صاحب کے مرید ہوئے ہیں۔ اور صحبت اور خلافت بھی

آنحضرت سے رکھتے تھے۔ پہلے دائرہ اعظم نگر میں تھا وہاں سے نقل مکان کر کے ارکاٹ میں دائرہ کیا ہے۔اور وہیں ۱۵/ جمادی الاول کو رحلت کی۔اللہ بخش میاں اور سیدن میاں آپ کے بیٹے تھے۔

اللہ بخش میاں تربیت وصحبت باپ کے ہیں ۔خوشنویس تھے اور علمیت بھی تھی چند رسالے تصنیف کئے ہیں۔باپ کے دائرہ ارکاٹ میں رہے۔وہیں ۱۳/ جمادی الثانی کو واصل حق ہوئے ان کو ایک فرزند سید یعقوب خوب صاحب میاں نام ہوئے اور لونڈی سے ایک لڑکا ابو میاں نام کا ہوا۔ خوب صاحب میاں تربیت وصحبت اپنے دادا سے رکھتے ہیں پھر اپنے باپ سے علاقہ کیا۔نہایت ستودہ اطوار تھے۔اور آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے۔اپنے باپ اور دادا کے دائرہ پر رہے اور میاں سید موسیٰ اعظم نگر والے سے بھی علاقہ کیا۔ان کو ایک فرزند سید نجی صاحب ہوئے۔ سالم میاں تربیت وصحبت اپنے برادر زادہ خوب صاحب میاں سے رکھتے ہیں۔پہلے دائرہ کڑپہ میں تھا پھر حسین ساگر (مشیر آباد) میں دائرہ کیا۔میاں سید ابراہیم عرف باوا صاحب میاں خوزادے میاں کے بھائی ہیں۔بہت بزرگ تھے۔تربیت میاں سید محمد تقی کے ہیں جن کا دائرہ جعفر آباد میں تھا میاں سید نجی سے خلافت حاصل کی۔ مٹھے میاں اور خوب میاں ان کو دو بیٹے ہوئے۔مٹھے میاں حافظ قرآن تھے اور صرف ونحو میں دستگاہ حاصل تھی۔میاں سید کریم میراں صاحب میاں ان کو ایک فرزند میراں صاحب میاں ہو کر خورد سالی میں انتقال کر گئے۔میاں سید اشرف بن میراں صاحب میاں کو ایک لڑکی ہوئی تھی۔میاں سید خضر بن میراں صاحب میاں کو تین لڑکے ہوئے۔سید عثمان باوا صاحب میاں' سید موسیٰ بڑے میراں' سید عبد القادر۔سید خضر دکن سے دھونڈا تشریف لے گئے۔علاقہ سید نجی صاحب سے رکھتے تھے۔ نیوانہ میں قیام تھا۔سید عثمان باوا صاحب میاں بہت بزرگ تھے۔علاقہ ننھے میراں بن سید نجی صاحب سے رکھتے تھے۔نیوانہ میں رہتے تھے ان کو سید نور اللہ' سید خوند میر دو بیٹے ہوئے۔سید نور اللہ فقیر متوکل تھے اور موضع ملک پور میں دائرہ کیا ہے ان کو سیدن میاں باوا صاحب میاں دو بیٹے ہوئے۔

سید عزیز اللہ حلیم الطبع تھے دائرہ نیوانہ میں تھا ان کو ایک بیٹا سید موسیٰ بڑے میراں ہوئے جو بہت کامل تھے اور فقیروں کی دلجوئی بہت کرتے تھے۔ سند اور صحبت اپنے بڑے بھائی سے رکھتے تھے۔ دائرہ اعظم نگر میں تھا۔ وہیں انتقال کیا ان کو دو بیٹے سید خضر شاہ صاحب میاں اور سید کریم اللہ ہوئے اور لونڈی سے تین فرزند سید حبیب اللہ' سید اسد اللہ اور سید روح اللہ ہوئے۔

سید خضر عرف شاہ صاحب میاں کو ایک بیٹا ہوا جس کا نام ننھے میاں تھا۔ سید کریم اللہ عرف کریم صاحب اچھا روزگار کرتے تھے اور ہوشنگ آباد کے قلعدار تھے۔ میاں حبیب اللہ عرف حبیب میاں اہل ارشاد تھے۔ میاں سید حسین عرف شاہ صاحب میاں اپنے باپ کے تربیت اور میاں سید مرتضیٰ کی صحبت میں فیض اخذ کیا ہے۔ مرشد کی وفات کے بعد بیجاپور سے نکل کر موضع دوسر میں دائرہ کیا ہے جو پربھنی سے آٹھ کوس شمال کی جانب ہے۔ اور ناصر خاص کی جاگیر تھا۔ بایزید خاں اور ناصر خاں یہ دونوں بھائی بادشاہ حیدرآباد کے نوکر تھے۔ میاں سید حسین بہت بزرگ اور صاحب کمال تھے ان کو دو بیٹے سید زین العابدین اور اچھے میاں ہوئے اور سید حسین دوسہ میں رحمت حق سے جا ملے ہیں۔ اور روضہ مبارک وہیں ہے۔

میاں سید زین العابدین عرف میانجی صاحب میاں' میاں سید حسین کے پسر ارشد ہیں۔ تربیت اور صحبت باپ سے رکھتے ہیں بہت بزرگ خداترس' محقق اور متقی تھے۔ بالاپور کے قریب موضع تونکلاباد میں دائرہ تھا۔ کشف سے معلوم ہوا کہ اس زمانے میں میاں سید میرانجی کی ذات اہل فضل ہے۔ اور میاں سید میرانجی مرشد الزماں بالاپور میں تھے۔ میاں سید میرانجی بالاپور جا کر بندگی میاں سید تشریف اللہ کی زیارت کے لئے جل گاؤں روانہ ہوئے۔ موضع سوا کہ تونکلاباد میں ایک بندہ خدا ملازمت کی آرزو میں ہے اور منتظر ہے۔ حضرت نے اس راستہ کو چھوڑ کر تونکلاباد کا راستہ اختیار کیا۔ لوگوں نے کہا خوندکار یہ جل گاؤں کا راستہ نہیں ہے۔ حضرت خاموش تھے یہاں تک کہ تونکلاباد پہنچے۔ میانجی صاحب حضرت کے آنے کا سن کر بہت خوش ہوگئے۔ اور استقبال کر کے

https://theimammehdi.com

اپنے دائرہ میں لائے اور علاقہ کیا اللہ کے بندوں کا کام معنوی مقصد کے سوانہیں ہے۔ پھر سب بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سے مباحثہ ومذاکرہ کا کام ہوا ہے اور غازی ہوئے ہیں۔ سیدو میاں صاحب کہتے تھے حضرت کو غازی میانجی کہو۔ ایلچ پور شہر میں دائرہ کیا تھا وہیں عالم بقا کو روانہ ہوئے ہیں۔ میت کنجرہ لے جا کر حضرت بندگی میاں سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاں کے پائیں آپ کی حسب وصیت دفن کیا گیا۔ آپ کو سید محمود سید نجی میاں، سید ابراہیم باوا صاحب میاں اور سید مبارک شہید تین بیٹے ہوئے ہیں۔

سید نجی میاں تربیت وصحبت باپ کے ہیں پھر چھجو میاں سے کنجرہ میں علاقہ کیا۔ بہت بزرگ اور صاحب اخلاق پسندیدہ تھے۔ شاعر بھی تھے آپ کا کسبی اور وہبی علم بہت عظیم تھا۔ دائرہ ایلچ پور میں تھا۔ وہیں سے عالم بقا کو سدھارے ہیں۔ آپ کو ایک فرزند سیدو میاں نام ہوئے اور دوسری بیوی سے ایک لڑکا خوزادے میاں نام ہوا۔ اور لونڈی سے ایک لڑکا سید علی نام ہوا جو حیدر آباد میں فوت ہوا۔ باوا صاحب میاں، میاں سید زین العابدین کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت مردانگی کی وجہ سے آپ کا لقب باوا صاحب سپاہی تھا۔

میاں سید مبارک بلدہ رائچور میں نواب شکر نعمت اللہ کے نوکر تھے۔ اور اپنی برادری کے دوسو سوار ساتھ تھے۔ نعمت اللہ کے سب مصاحب مخالف تھے۔ اور سخت معاند تھے انہوں نے آپ کو تسبیح دینے سے منع کیا لیکن آپ نے ان کی بات نہ مانی اور دوگانہ شب قدر کے بعد آپ سب لوگوں کے ساتھ تسبیح دی۔ اور تسبیح نہایت آواز سے دی۔ تمام مخالفین فوج کے ساتھ کرم حنفی دیوان کی سرکردگی میں حملہ آور ہوئے حضرت کے ساتھ لوگ تھوڑے تھے اور کرم حنفی اور اس کی فوج لا تعداد تھی۔ لیکن مہدوی نہایت جوش کے ساتھ پیادہ اس کی فوج میں گھس گئے اور مخالفین کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اچانک کرم حنفی کے ہودج کو آگ لگ گئی اس کی عماری اور ہودج جل گئے اور وہ خود جل کر نیچے گرا اور مارا گیا۔ ہزاروں موذی خدا کے شیروں کی تلواروں سے لقمہ اجل ہوئے اور فوج

پسپا ہوگئی۔ لیکن حاسدوں کی کثرت اور گولیوں کی بارش کی وجہ سے میاں سید مبارک اور آپ کے ساتھ بہت سے بہادر شہید ہوگئے۔ ماہ رمضان ۱۱۶۸ھ ہے۔ میاں ملک سلیمانی تاریخ سلیمانی کے مولف لکھتے ہیں کہ میں نے رائچور جا کر میاں سید مبارک کی قبر کی زیارت کی ہے۔ رائچور میں عجب تماشا ہے کرم حنفی شیطان ہو چکا ہے کوئی اجنبی اگر اس کی گنبد کی طرف قضائے حاجت کے جائے تو وہ اس میں حلول کر جاتا ہے۔ لوگ جب اس کو لے جا کر میاں سید مبارک کے روضہ کی طرف بلاتے ہیں وہ دور سے روضہ کو دیکھتے ہی چیخیں مارنا شروع کر دیتا ہے۔ میاں سید مبارک کو ایک فرزند میاں سید اشرف نام ہوئے۔ میاں سید مبارک کا بدلہ لینے حضرت سیدو میاں صاحب (از اولاد حضرت روشن منورؓ) حضرت میاں سید یعقوب توکلی کی اجازت سے نکلے اس وقت شکراللہ مہدویوں کے خوف سے ایلور بھاگ گیا تھا۔ اور وہاں کے نواب مرتضیٰ علی کے پاس تھا۔ سیدو میاں صاحب وہاں پہنچے اور بھرے دربار میں اس ملعون کو مار ڈالا۔ آپ کے ساتھ اعتبارہ بھائی (آپ کا غلام) بھی تھا۔ سیدو میاں صاحب پر لوگوں نے ہلہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور اعتبارہ بھائی زخمی ہوگیا۔ اور غازی ہوا۔ سیدو میاں کی لاش ارکاٹ لا کر دفن کی گئی۔ اچھے میاں' میاں سید زین العابدین کے بھائی کو ایک بیٹا تھا۔ شاہ صاحب میاں نام اور شاہ صاحب میاں کو دو بیٹے ہوئے ایک سید صاحب میاں دوسرے اچھے میاں۔

https://theimammehdi.com

ساتواں باب
بندگی میراں سید اسحاق بنی اسرائیل
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

زبدۃ محققان آفاق بندگی میراں سید اسحاق بن بندگی میراں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ صاحب ریاضت وکشف وکرامت تھے۔ آپ تربیت بندگی میاں سید عبدالکریم نوریؓ (خلیفہ اول شاہ دلاورؓ) کے ہیں۔ اور اپنے پدر بزرگوار کی صحبت میں تا آخر رہے ہیں۔ جب بندگی میراں شاہ یعقوب حسن ولایتؓ کا وصال ہوا تدفین کے وقت آپ کے بڑے فرزند بندگی میراں سید اشرفؓ حاضر نہیں تھے۔ تدفین کے بعد آئے۔ اور قبر کھول کر صورت دیکھنی چاہی۔ میراں سید اسحاق نے منع کیا اور کہا کہ قوم کے لوگ اس عمل کو دلیل بنا کر تین تین دن کے بعد قبریں کھول کھول کر دیکھیں گے۔ یہ سن کر میراں سید اشرف خاموش ہوگئے۔ میاں سید اسحاق نے اپنی اس ممانعت کو بے ادبی پر محول کر کے اپنے برادر بزرگ میراں سید اشرفؓ سے علاقہ کیا۔ آپ کا وصال ۲۲/ ذی قعدہ کو دولت آباد میں ہوا ہے اور قبر شریف میراں سید یعقوب کے پہلو میں مشرق کی جانب ہے۔ آپ کو اپنی پہلی بیوی راجے جی سے دو بیٹے ہوئے۔ ایک میراں سید اللہ بخش دوسرے میراں سید پیر محمد اور دوسری بیوی کے شکم سے دو بیٹے ہوئے۔ ایک میراں سید مبارک اور دوسرے میراں سید علی۔

میاں سید اللہ بخشؒ: میراں سید اسحاق کے فرزند رشید ہیں بہت بزرگ اور مقتدائے وقت تھے۔ اپنے باپ کے مرید اور طالب ہیں۔ علاقہ اپنے چچا بندگی میراں سید یوسف بنی اسرائیل سے کیا ہے۔ اور خلافت سے مبشر ہوئے ہیں۔ ۲۹/ ربیع الثانی یا جمادی الاول کو انتقال فرمایا ہے اور قبر دولت آباد میں ہے۔ آپ کو پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ میاں سید شاہ محمد، میاں سید اسحاق، میاں سید ہاشم، میاں سید حسام الدین اور میاں سید عبدالرحمٰن۔

میاں سید شاہ محمد: میاں سید شاہ محمد سالک ومالک حقیقت ومعرفت تھے اور اپنے نانا بندگی

میراں سید خوندمیر بنی اسرائیل کے تربیت ہیں۔اور علاقہ بندگی میاں سید قاسمؒ سے کیا ہے۔آپ نے بندگی میاں سید قاسمؒ سے علاقہ بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار آخر حاکمؒ کی زندگی میں ہی کیا ہے۔جب میاں سید قاسم حضرت حاکم الزماںؒ کی صحبت میں گئے تو دائرہ آپ کے سپرد کیا۔آپ نے بیجاپور کے محلّہ شاہ پور میں دائرہ باندھا تھا۔۵/ ربیع الاول ۱۰۵۵ھ کو فردوس بریں کی طرف راہی ہوئے ہیں۔آپ کو چار بیٹے ہوئے ہیں ایک میاں سید احمد عرف سیدن میاں دوسرے میاں سید عبد القادر تیسرے خانجی میاں چوتھے میاں سید اسحاق عرف بڑے میراں صاحب۔میاں سید اسحاق ۲۲/ سال کی عمر میں باپ کی زندگی میں واصل حق ہو گئے۔

میاں سید احمدؒ: میاں سید احمد عرف سیدن میاں اپنے والد محترم میاں سید شاہ محمد کے تربیت ہیں۔اور پنے چچا سید ہاشم سے علاقہ کیا ہے۔اور اپنے بھائی سید عبد القادر کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔پھر بندگی میاں سید ابراہیمؒ بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل کی صحبت سے بہرہ ور ہوئے۔آپ بہت کامل اور عالی ہمت تھے۔آپ کا دائرہ بلدہ بالا پور میں تھا۔وہاں کے واقعہ نگار محمد تقی اور وہاں کے حاکم میر حسین سے ایک روز دین کے معاملے میں بحث ہوئی۔آپ کو طلب کیا گیا۔میاں سید زین العابدین تو نکلا بادی بھی اس مباحثہ میں شریک تھے۔پس حضرت نے شائستہ جواب دیئے جملہ دس آدمی تھے دونوں سید اور شاہ برہان (اولاد بندگی میاں شاہ نظامؓ) جلال میراں ملک شاہ محمد یعقوب جی اور کبیر محمد اور حسن خاں اور محمد خاں اور سید حیدو۔جب بحث میں ملزم ہوئے کہا ان کے ہتھیار لے لو اس کشاکش میں فساد قائم ہوا۔تین آدمی عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔میاں شاہ برہان محمد خاں اور ملک شاہ محمد اور میاں سید احمد سیدن میاں باوجودے کہ جسم شریف جذام میں مبتلا تھا ایسی داد شجاعت دی اور وہ دلیری بتلائی کہ واقعہ نویس وغیرہ فرار ہو گئے۔کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ عالگیر کو یہ کیفیت معلوم ہوئی کہا کہ کیوں ظلم کیا ان کو چھوڑ دو۔بہر حال اس لڑائی میں آپ غازی ہوئے۔اور موضع بالا پور میں ۷/ ربیع الثانی کو نواب شرزہ خاں کے عہد میں

آپ کا وصال ہوا۔آپ کی وصیت کے موافق جسد شریف کو سونپ کر موضع سعادت آباد بھیلوٹ لے گئے اور حضرت روشن منورؒ کے پہلو میں مشرق کی طرف دفن کر دیا۔آپ کو دو بیٹے ایک میاں سید حیدر دوسرے میاں سید عبدالقادر ہوئے آپ کی زوجہ کا انتقال بالا پور میں ہوا۔ان کو بھی وصیت کے موافق سونپ کر بھیلوٹ لا کر حضرت روشن منورؒ کے پہلو میں مغرب کی جانب دفن کر دیا۔

میاں سید عبدالقادر: میاں سید عبدالقادر بن میاں سید احمد بچپن میں اپنے والد کے تربیت ہوئے۔اور علاقہ بھی ان ہی سے ہے۔ان کے ہی طالب بن کر فیض اخذ کیا ہے بہت بزرگ اور کامل تھے اور خلافت سے مبشر ہوئے ہیں۔۱۹/ ربیع الآخر کو واصل حق ہوئے ہیں ۔والد بزرگوار کے انتقال کے بعد سب بھائی برار آ گئے۔

خانجی میاں: خانجی میاں بن میاں سید شاہ محمدؒ کو ایک فرزند شاہ صاحب میاں ہوئے اور شاہ صاحب کو ایک فرزند سیدن میاں ہوئے اور سیدن میاں کو شاہ صاحب میاں پیدا ہوئے۔

میاں سید اسحاق عرف بڑے میراںؒ: تربیت اپنے بڑے بھائی میاں سید عبدالقادر کے ہیں۔اور بندگی میاں سید ابراہیم برادر بندگی میاں شاہ نصرتؒ کی صحبت اختیار کی ہے اور فیض حاصل کیا۔نقل ہے کہ سیدن میاں و بڑے میراں صاحب حضرت شاہ ابراہیمؒ کی صحبت میں تھے اور مرشد کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھا کرتے اور حضرت شاہ ابراہیمؒ کے نواسے میاں سید ایوب جو ماں کی محبت میں تھے ان دونوں کو منع کیا کرتے کہ یہ جگہ حضرت مرشد کے بیٹھنے کی ہے نہیں بیٹھنا چاہئے۔صاحبین کہتے ہیں کہ ہم میاں سید ابراہیمؒ کی صحبت میں بندگی میاں شاہ قاسمؒ کے صدقہ کے لئے آئے ہیں۔ ہم کو کسی سے کام نہیں ہے۔میاں سید ایوب نے حضرت شاہ ابراہیمؒ کی خدمت میں یہ بات پہنچائی۔ حضرت نے دونوں کو طلب کر کے فرمایا میں اگر چہ شاہ نصرتؒ سے ہوں لیکن سب بزرگوں سے ہوں مجھ پہ اگر میاں صاحب خوشنود تھے لیکن بعد بزرگ میاں سید قاسمؒ میاں سید نور محمدؒ میاں سید یوسفؒ اور میاں سید خوند میرؒ اور ان کے اوپر کے سب بزرگوں کا نام لے کر فرمایا سب خوشنود ہیں۔اس

https://theimammehdi.com

طرح حضرت نے ان دونوں کو تفہیم کی۔ میراں سید اسحاق ۴/ صفر ۱۱۱۶ھ کو بالا پور میں واصل حق ہوئے ہیں۔ میاں سید اسحاق کو ایک بیٹا میاں سید یعقوب عرف میانجی صاحب ہوئے۔ اور خدمت گارہ کے پیٹ سے دو بیٹے ہوئے۔ میاں سید یوسف اور میاں سید نعمت اللہ اور میاں سید یوسف کا انتقال ۲۶/ رجب کو ہوا۔

میاں سید یعقوب توکلیؒ: آپ بالا پور میں برار میں پیدا ہوئے۔ میاں شاہ ابراہیمؒ اور اس زمانے کے اکثر بزرگوں کے آپ مبشر ہیں۔ بچپن میں آپ ایک دن بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے کہیں دور چلے گئے وہاں ایک شخص آپ کو ملا اور نام پوچھا آپ نے کہا سید یعقوب اس نے کہا نہیں تمہارا نام مخدوم سید محمد ہے۔ جب آپ گھر آئے والدہ سے نام پوچھا انہوں نے کہا سید یعقوب آپ نے اصرار کیا اور کہا صحیح نام کہو۔ تب آپ کی والدہ نے کہا کہ میں نے مخدوم سید محمد کی منت مانی تھی کہ اگر مجھ کو بیٹا ہوا تو سید محمد نام رکھوں گی۔ اور نیاز کروں گی اس لئے تمہارا نام سید محمد ہے۔ جب آپ کے والد گھر آئے یہ واقعہ کہا فرمایا جو شخص ملا تھا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ ایک وقت بچپن میں آپ بیمار ہو گئے آپ کے خواب میں ثانی مہدیؑ آئے اور آپ کے گلے میں ناریزہ باندھ دیا۔ یہ خواب سن کر آپ کی والدہ رونے لگیں اور خیال کیا ارواح آرہی ہیں بچہ کی امید نہیں ہے۔ آپ کے والد نے خواب سن کر کہا نہیں بچہ بڑی عمر کا ہوگا۔ ثانی مہدیؑ نے اپنا فیض بچہ کے حوالے کیا ہے۔ بچہ بڑا ہو کر اس فیض کو تقسیم کرے گا۔ جب آپ کی عمر چودہ سال کی ہوئی آپ کی والدہ نے نوکری کے لئے آپ کو شرزہ خاں کے پاس بھیجا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ بچہ خدا کا طالب معلوم ہوتا ہے نوکری نہ کرسکے گا۔ یہ کہکر ایک گاؤں آپ کی والدہ کے نام کر دیا اور کہا اس کی آمدنی سے کسی مولوی کو نوکر رکھ کر بچے کو پڑھاؤ۔ جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی اور میاں سید احمد غازی کا وقت انتقال قریب ہوا آپ کے والد نے آپ کو بلا کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ بھائی صاحب کا وقت انتقال قریب ہے۔ تم بھائی صاحب سے علاقہ کر کے ان کے ہاتھ پر دنیا ترک

https://theimammehdi.com

کر دو۔آپ نے ویسا ہی کیا اور ترک دنیا میاں سید احمد کے ہاتھ پر کی اور ترک دنیا کے بعد جاگیر کی سند شرزہ خاں کو واپس کر دی اور توکل اختیار کیا۔میاں سید احمد کے بعد والد کی صحبت میں رہے اور والد کی بہت خدمت کی۔آپ کی والدہ اور والد میں شکر رنجی تھی آپ نے دونوں کو خوش رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔آپ کے زمانے کے تمام بزرگ آپ کا حسن خلق اور قابلیت دیکھ کر آپ سے خوش تھے۔آپ بندگی میاں سید یداللہ کے وقت آخر حاضر رہے ہیں۔شرزہ خاں کے مرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ عالم پور میں آ کر رہے ہیں۔اس کے بعد کڑپہ آئے وہاں کے حاکم نے باغ کی زمین دائرہ کے لئے آپ کو اللہ دی۔آپ نے وہاں دائرہ باندھ کر قیام فرمایا۔جب حیدر علی سلطان میسور کڑپہ آیا اس کے لشکریوں کی ہیبت سے اہل کڑپہ بھاگ گئے۔آپ بھی وہاں سے نکل کر سدوٹ آئے۔نواب سدوٹ آپ کی آمد کا سن کر بہت خوش ہوا اور ہر روز آپ کے دائرہ میں ایک پلہ بریانی پکا کر مغرب کے بعد بھیجا۔چند روز کے بعد آپ نے خیال کیا کہ اس سے فقراء تعیش کے پابند ہو جائیں گے اس لئے وہاں سے نکل جانا مناسب سمجھا اور بیٹے کو ساتھ لے کر کڑپہ آئے۔اور آبادی کے باہر ٹھیر کر ایک خط حیدر علی سلطان میسور کے نام لکھا اور کڑپہ میں آ کر رہنے کی اجازت چاہی۔اس نے آپ کو آ کر رہنے کی اجازت دی۔اور اعلان کیا کہ کوئی ان فقیروں کو نہ ستائے اگر کوئی ستائے تو اس کا پیٹ چیر کر اس میں کانٹے بھر دوں گا۔اور ایک جھنڈا دیا کہ اس کو دائرہ کے دروازے پر نصب کر دیں۔آپ کڑپہ آ گئے کڑپہ کے چوک میں سیتا رام نامی ایک ہندو کی دوکان تھی۔آپ وہاں سے گزرتے تو وہ آپ کو دیکھتے ہی دوکان سے اتر کر آ کر آپ کے قدمبوس ہوتا اور آپ کو پرمیشور (خدا) کہتا اور لوگوں سے کہتا کہ پرمیشور (خدا) کو دیکھنا ہے تو آپ کو دیکھو۔ماہ رمضان میں پورا ایک مہینہ کھچڑی پکوا کر مغرب کے بعد دائرہ میں بھجواتا۔آپ اس کو فقیروں میں سویت کر دیتے۔آپ کے دائرہ میں مکانات جس اوڑ نے بنائے آپ اس کے ساتھ اس کے چھوٹے بیٹے کو بھی مزدوری دیتے اور اوڑ کہتا کہ اس بچے نے کام ہی نہیں کیا لیکن آپ برابر اسکو

بڑے آدمیوں کے مانند اس کو مزدوری دیتے۔ وہ آپ کے حسن خلق سے بہت ہی متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا اور مصدق ہوکر آپ سے بیعت کرلی۔ جب وہ مرگیا تو اس کے لوگوں نے اس کو جلایا مگر وہ نہ جلا مجبور ہوکر اس کو دفن کردیا۔ سلیم خاں کی بیوی کڑپہ کے باہر کسی مقام پر مرگئی جب اس کی میت کڑپہ لائے اس میں بدبو ہوگئی تھی۔ آپ نے اپنا عصا میت کے پٹھارہ پر مارا فوراً بدبو دفع ہوکر خوشبو پیدا ہوگئی۔ آپ نہایت عزیمت شعار اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ اکثر خاموش رہتے اور ذکر فکر کا معمول ہمیشہ جاری رہا۔ آپ فرماتے تہجد پڑھنے والے کو چاہئے کہ وتر دو وقت پڑھے عشاء کے بعد اور تہجد کے بعد۔ جو فتوح آتی آپ جتنے فقیر ہیں اس کے اتنے حصے کرکے خود ایک حصہ لیتے۔ کبھی آدھی فتوح سویت کردیتے اور آدھی خود رکھ لیتے کبھی پوری خود رکھ لیتے۔ جب فقیروں میں اضطرار ہوتا تب اس کی سویت کرتے۔ جب سیدن میاں راجپوتانہ جاکر میاں سید موسیٰ کی صحبت میں رہ کر واپس آئے تو دعویٰ کیا میں خدا کو دکھاتا ہوں۔ آپ نے سن کر کہا کیا سیدن میاں خدابین ہیں خدا کو کون دیکھتا ہے " خدا ہوں سوں خدا کو دیکھے "

جب آپ کے داماد میاں سید شہاب الدینؒ کو ۱۵/ صفر ۱۱۸۶ھ میں تین جانثاروں کے ساتھ نواب عبدالحلیم خاں نواب کڑپہ نے سدوٹ میں شہید کردیا تو کڑپہ سے آپ کا اخراج بھی کرادیا۔ آپ کڑپہ سے نکل کر معہ متعلقین کے پہلے نندیال آئے۔ یہاں چند روز رہے پھر کرنول آکر ٹھیرے۔ کچھ عرصہ یہاں بھی قیام رہا۔ جب آپ کرنول میں تھے محمد خاں حاکم عالم پور نے آپ کو کہلوایا کہ آپ عالم پور آکر ٹھیریں۔ میں دائرہ کے لئے زمین للہ دیتا ہوں۔ آپ اس کے کہنے پر کرنول سے نکل کر عالم پور آئے۔ اور تنگ بھدرا ندی کے کنارے گاؤں کے باہر دائرہ قائم فرمایا۔ اور آخر تک یہیں آپ کا قیام رہا۔ اور یہیں بتاریخ ۲/ شوال ۱۱۸۸ھ آپ کا انتقال ہوگیا۔ مزار مبارک اسی مقام پر ہے آپ کے فرزندوں کے نام یہ ہیں۔ میاں سید ابراہیم باوا صاحب میاں، میاں سید احمد سیدن میاں، میاں سید میرانجی میراں صاحب میاں، میاں سید اسحاق بڑے میراں

https://theimammehdi.com

میاں، سید مرتضٰی عرف خوب صاحب میاں، سید عالم عرف عالم میاں، میاں سید عبدالقادر عرف من صاحب میاں۔

میاں سید ابراہیم باوا صاحب میاں: آپ نہایت کم گو اور شریف النفس تھے۔ غذا بہت کم تھی روزانہ (۱۰۰) گرام چھ پیسے وزن کے موافق جوار کا آٹا استعمال کرتے۔ تین دن کا روزہ ہمیشہ رکھتے۔ (جسے صوم طے کہتے ہیں) رمضان میں اعتکاف کرتے اور دس روز تک صرف ایک کھجور روزہ کھول کر کھاتے۔ علم عربی و فارسی سے بخوبی واقف تھے اور نہایت خوش نویس تھے۔ کسی کا کہا نہیں ٹالتے اپنے والد بزرگوار ہی کے مرید و فقیر ہیں اور مبشر بھی ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے تخلص خلیل تھا۔ آپ کی ایک غزل یہ ہے۔

آنکساں جام محبت را تمنا کردہ اند
اولین از خیر حق خوہ را مصفا کردہ اند
ہر کہ پنہا شد وجود دید نش ممکن نبود
ہمچو چشم مردنک از خود اعما کردہ اند
جگ یکدیگر ہمہ عالم زراہ احول است
پاك بیں خود رستگان در صلح مادی کردہ اند
عیب ہائے خلق راہم از ہنر ہا فارغ اند
آں عزیزاں عیب را ہر دم تماشا کردہ اند
ناظر حق قطع کردند از ہمہ وا کردہ اند
عار فاں خود جملہ عالم را برید ند ہمچو گفت
جنبش پریکساز پنہا را بدریا کردہ اند
نیست علت ہیچ بدتر جز وحو د تو خلیل
یا محبان ترا از خود تیرا کردہ اند

غزل دیگر

روز وشب از عشق نالا نیم بلبل شاہد است
ازجوابش غنچه لی چاك شد دل شاہد است
نشه از جام چشم یار نوشیدم به بزم
بے خبر از خود شدم آواز قلقل شاہد است
یاد مشکیں زلف سر تا پا مرا پیچیده است
بیقرارم وعبدم ہمسایه کاکل شاہد است
گرو زاغ نفس مارا خوش شکارے باز عشق
ہم شه یعقوب خوں آلوده چنگل شاہد است
از شراب صرف وحدت مست شد جان خلیل
تاابد ہشیار باشد نشه مل شاہد است

آپ کا انتقال اپنے والد بزرگوار کے حضور میں ۱۶/ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ کو ہو گیا مدفن کڑپہ میں ہے۔آپ کو تین فرزند ہوئے۔سید شاہ محمد عرف میاں صاحب دوسرے سید و میاں ڈھائی سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ تیسرے میاں سید عبداللہ روشن میاں۔ میاں سید جلال عرف خوب صاحب میاں اچھا میاں میاں سید اسحاق بڑے میاں کا انتقال میاں سید یعقوب توکلی کے ۲۲/ سال بعد ہوا۔

میاں سید میراں جی: عرف میراں صاحب میاں بن حضرت میاں سید یعقوب توکلی آپ والد کے مرید وفقیر ہیں۔ والد بزرگ کے بعد عالم پور کے دائرہ پر قائم رہے۔آپ کے مریدوں نے آپ کو کرنول آنے کے لئے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے کہا مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے یہ دائرہ والد نے میرے حوالے کیا ہے اس کو نہ چھوڑوں گا بالآخر وہیں پر رہے۔ ۷/ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ کو انتقال فرمایا۔مزار عالم پور میں ہے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید عبداللہ عرف روشن میاں۔ آپ تربیت اپنے دادا میاں سید یعقوب توکلی کے ہیں۔ غنیم کی فوج نے جب کڑپہ کو غارت کردیا آپ زخمی ہو گئے اس زخم سے آپ کی وفات واقع ہوئی۔ آپ کو اولاد نہیں ہوئی۔ مرہٹوں نے کڑپہ پر حملہ کیا تو آپ اس حملہ میں سخت زخمی ہوئے اور اسی زخم کی وجہ سے ۱۸/صفر ۱۲۰۱ھ کو اس دنیا سے کوچ فرمائے۔

میاں صاحب میاں: آپ بھی تربیت اپنے والد کے ہیں۔ ان کو ایک بیٹا اچھا میاں ہوا۔ اچھا میاں کو ایک فرزند سید محمود عرف خوب صاحب میاں ہوئے۔

سید محمود عرف خوب صاحب: میاں سید محمود خوب صاحب میاں بن اچھا میاں آپ میاں سید ابراہیم باوا صاحب میاں کے تربیت ہیں۔ علاقہ روشن میاں صاحب سے باندھ کر خلافت حاصل کی پھر حیدرآباد آکر میاں سید محمود عرف سیدا میاں سے علاقہ صحبت باندھا پھر سیدا میاں صاحب نے آپ کو زہرہ پور کرنول اپنے دائرہ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ آپ نے بہت غور کیا جب آپ جانے تیار ہوئے آپ کو مشیرآباد سے موسیٰ ندی تک آکر پہنچایا اور فرمایا تم کو روشن میاں صاحب نے مرشدی کی اجازت دی ہے بندہ بھی اجازت دیتا ہے۔

میاں سید دلاور عرف گورے میاں: میاں سید دلاور عرف گورے میاں بن میاں سید ابراہیم عرف مبارک مولوی منور میاں نبیرہ حضرت بندگی میاں سید یعقوب توکلیؒ اپنے والد کے تربیت اور فقیر ہیں۔ آپ نہایت صاحب حال باکمال بزرگ تھے۔ مدعائے مہدی پر سختی سے قائم تھے۔ آپ کا قدم عالیت اور عزیمت پر رہا۔ آپ کی نشست ہمیشہ مسجد میں رہتی۔ امور عبادت کی انجام دہی میں بہت سرگرم تھے۔ ذرا سی بات شریعت کے خلاف گوارا نہیں کرتے تھے۔ قومی نقلیات پر عبور بہت تھا۔ آپ کا خیال تھا کہ قوم کا ہر فرد اپنی قومیت اور عقائد سے پوری طرح واقف رہے۔ اس لئے شوق تھا کہ تمام کتب نقلیات چھپ کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں۔ اس غرض کے لئے آپ نے دارالاشاعت کتب سلف الصالحین قائم کیا جو اب تک چل رہا ہے بہت سی کتابیں بزرگوں کی تصانیت چھپ گئی ہیں۔ آپ ہر ہفتہ یا دس پندرہ روز کو ایک بار بندگی میاں شاہ

https://theimammehdi.com

ابراہیم کے حظیرہ معلیٰ کی مسجد میں اجماع کراتے۔قوم کے مرشدین اور بعض رتبہ اہل علم کاسبین اس میں شرکت کرتے۔اجماع کرانے کا یہ طریقہ آپ کی زندگی میں عرصہ تک چلتے رہا۔بہت سی روئداد ان اجماعوں کی چھپ گئی ہیں۔آپ کا انتقال ۸/ رمضان ۱۲۷۷ھ کو ہوا۔جانشین آپ کے فرزند سید خدابخش رشدی ہوئے۔

سید خدابخش رشدیؒ: میاں سید دلاور عرف گورے میاںؒ کے فرزند ہیں۔باپ کے تربیت اور فقیر ہیں۔آپ مولوی فاضل تھے عربی اور فارسی سے اچھے واقف تھے۔معترضین کے آپ نے بہت اچھے جوابات دیئے ہیں۔قومی مسائل سے بھی بہت دلچسپی تھی۔آپ اپنے والد کے مانند نہایت متوکل، متقی اور پرہیزگار تھے۔حدود شریعت پر سختی سے عمل پیرا رہے۔بہت سی کتابوں کے مولف ہیں۔اردو میں قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے مگر پوری چھپی نہیں۔۱۳۹۶ھ کو حج بیت اللہ بھی کیا ہے۔آپ کا انتقال ۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ کو ہوا مدفن کاچی گوڑہ میں ہے۔آپ کے فرزند سید عبداللہ کاسب ہیں۔دائرہ پر حضرت رشدی صاحب کے پوترے اور سید عبداللہ کے فرزند میاں سید محمد عرف اسداللہ فائز ہیں۔قدم فقیری پر بہت مستحکم ہے اخلاق عالیہ پر فائز ہیں۔

میاں سید اسحاق بن میاں سید اللہ بخش: میاں سید اسحاق بن میاں اسداللہ بخش بن میاں سید اسحاق بنی اسرائیل آپ کچھ عرصہ بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔بندگی میاں سید نور محمدؒ نے آپ کو ایک خط لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں ”تم فرزند مہدیؑ ہو جو خطرہ آئے اس کی نفی کرو اور جہاں تمہارا دل قرار پکڑے وہاں رہو یہاں تمہارے چچا سید قاسم اور سید نصرت ہیں ان کے تربیت ہو جاؤ اور یہ دونوں جگہ دین ہے اور یہ دونوں جگہ ادب ہے جو سید قاسم کا تربیت ہے وہ سید نصرت کی صحبت میں رہے جو سید نصرت کا تربیت ہے وہ سید قاسم کی صحبت میں رہے حضرت میاں سید اسحاق کا وصال ۲۲/ شوال کو ہوا ان کو ایک بیٹا سید شہاب الدین ہوا۔جن کی عرفیت چھابو جی میاں ہے جو مرد متوکل تھے۔اور اپنے چچا سید شاہ محمد کے ہاتھ پر ترک دنیا کی ہے اور کماحقہ فقیری کی ہے اور ان کے گھر کا پورا کام کرتے جیسے پانی لانا، بوجھ اٹھانا، بازار جانا،

https://theimammehdi.com

جاروب کشی کرنا۔ان کی رحلت ۳/صفر کو ہوئی ان کو ایک فرزند سید مبارک ہوئے۔سید مبارک بہت بزرگ تھے ان کو سید اللہ بخش سید جی میاں سید عثمان سید و میاں اور سید حیدر تین بیٹے ہوئے۔

سید اللہ بخش: معدن وجود تھے۔۲۳/ جمادی الاول کو رحمت حق سے جا ملے ہیں۔ان کو سید مبارک' سید اسحاق دو بیٹے ہوئے۔سید مبارک مقتدائے کامل تھے۔نہایت متوکل و ثابت قدم تھے۔آپ کی سکونت کرگاول میں تھی اور میاں سید یحییٰ کی صحبت میں رہے ہیں۔آپ کا بیان مرشد کے بیان کے جیسا تھا۔کرگاول میں رحمت حق سے واصل ہوئے ہیں۔تاریخ وفات ۵/ شعبان ۱۱۸۸ھ ہے۔چھابو جی میاں خوزادے میاں سید زین العابدین سید جی میاں اور سید محمود آپ کے بیٹے ہیں۔

خوزادے میاں کو بڑے میراں صاحب نے گودی لے لیا تھا۔علاقہ اور صحبت باپ سے رکھتے ہیں۔اور چچا کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔آپ کی رحلت کرگاول میں ہوئی ہے، منور میاں سید یعقوب اور میانجی صاحب ان کے بیٹے ہیں۔

بڑے میراں صاحب خوش طبع اور سلیم القلب اور لطیف اللسان تھے۔اور میاں سید یحییٰ کی صحبت میں رہ کر خلافت حاصل کی ہے آپ کا دائرہ کرنول میں تھا اور شکار کا بہت شوق تھا۔۱۱۲۹ھ میں آپ کی رحلت ہوئی ہے۔

سید عثمان: سید عثمان عرف سید و میاں حافظ قرآن تھے۔حکم خلافت میاں سید یحییٰ سے حاصل کیا ہے۔اور مرشد نے امامت ان کے حوالے کی تھی۔۵/ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ کو وفات پائے ہیں۔آپ کا دائرہ کرگاول میں تھا۔

میاں سید ہاشم برادر میاں سید شاہ محمد وحید الدہر اور فرید العصر تھے۔توکل و تقویٰ ذکر و فکر اور تصفیہ قلب میں یکتا تھے۔میاں سید مرتضیٰ سے خلافت کا حاصل کیا ہے۔آپ بیجا پور میں واصل حق ہوئے ہیں۔آپ قاتلوا وقتلوا کو صفت ذات بندگی میاں کہتے تھے۔سید خدا بخش' سید عالم اور سید حسین آپ کے بیٹے ہیں اور دوسری بیوی سے سید خضر ایک بیٹا ہوا۔

https://theimammehdi.com

میاں سید پیر محمد بن بندگی میراں سید اسحاق بنی اسرائیل: آپ تربیت اپنے باپ کے ہیں۔اور باپ کے ہاتھ پر ترک دنیا کی ہے۔مقتدائے وقت تھے۔۲۹/ ذی قعدہ کو رحلت فرمائی ہے۔آپ کے فرزندوں کے نام سید موسیٰ' سید پیر محمد' سید عبدالکریم اور سید حبیب اللہ ہیں۔ میاں سید عبدالکریم کو تین بیٹے تھے۔سید عیسیٰ' میٹھے میاں اور سید پیر محمد۔

سید پیر محمد عرف میراں صاحب میاں مردِ دانا قابل اور مقتداء وقت تھے۔حضرت کا قد کوتاہ تھا اس لئے گڈے میراں صاحب میاں سے مشہور تھے۔بزرگوں کی زیارت کے لئے گجرات تشریف لے گئے ہیں۔کمال خاں کے دیوان نے آپ کو ایک بیش قیمت گھوڑا دیا تھا۔آپ اورنگ آباد آئے۔وہاں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے۔آپ اپنے گھر کی طرف مراجعت فرمائے۔ جب ایک اور منزل گھر رہ گیا کچھ لوگ افغانوں کے بھیس میں آئے اور آپ کے تلقین اور کچھ شیرینی بھی لائی اس میں زہر تھا وہ کھانے سے سب بے ہوش ہو گئے۔چوروں نے سب کو پہاڑوں کے گھروں میں لے جا کر ڈال دیا۔میاں سید حبیب اللہ کو ایک بیٹی ہوئی تھی پھر اولاد نہ ہوئی۔

میاں سید مبارک بن بندگی میراں سید اسحاق بنی اسرائیل: میاں سید مبارک صفات حمیدہ رکھتے تھے۔ان کو ایک بیٹا سیدن میاں ہو کر عالم جوانی میں فوت ہو گیا۔

میاں سید علی بن بندگی میراں سید اسحاق بنی اسرائیل: اپنے باپ کے تربیت ہیں۔ صحبت بھی باپ سے ہی رکھی ہے۔۱۵/ رمضان کو آپ کا انتقال ہوا۔آپ کو بی بی ہدنجی بنت میاں سید منجو میاں' سید خوند میرؓ سے سید عبدالحیؒ (شاہ آباد) ایک بیٹا ہوا جو شاہ صاحب میاں سے مشہور تھے۔

میاں سید عبدالحیؒ: نہایت متقی اور محقق سنی المراتب تھے۔تربیت وصحبت اور خلافت میاں سید نجم الدین سے رکھتے ہیں۔میاں شاہ ابراہیمؒ فرماتے تھے اگر کسی نے خدا کو دیکھنے والی آنکھیں نہیں دیکھی ہو تو وہ شاہ صاحب میاں کی آنکھیں دیکھے۔آپ سفر میں تھے چیتا پور پہنچ کر بیمار ہو گئے اور جاں بحق تسلیم کی۔متعلقین نے دولت آباد لے جانے کے خیال سے آپ کی نعش مبارک چند ماہ کے لئے زمین کو سونپ دیا۔جب وعدہ پورا ہوا آپ کی نعش نکالنے کے لئے زمین کھود کر دیکھا نعش

https://theimammehdi.com

مبارک غائب تھی وہیں حظیرہ بنادیا۔آپ کو دو بیٹے تھے ایک سید اسحاق باوا صاحب میاں دوسرے سید منجو میاں ۔سید اسحاق مرد خدا پرست اور متوکل تھے اور حرمین شریفین کا حج توکل وتقویٰ پر کیا ہے۔اور گجرات آکر بزرگوں کی زیارت بھی کی ہے اور ڈبھوئی میں کچھ عرصہ قیام رکھا ہے۔آپ اپنے والد کے تربیت ہیں۔اور چھابو جی صاحب سے حکم خلافت لیا ہے آپ شاعر بھی ہیں۔تخلص سرمستؔ کیا تھا دکنی اردو میں شعر کہتے تھے آپ کی ایک غزل یہ ہے۔

مرے جیو کو پیو باج آرام | بجز عشق ایزدی مجھے کام نہیں
کلیجے کا وہ کھاسکے کیوں کباب | کہ جو عاشقی کا پیا جام نئیں
ترا مکھ و تجھ بال آتے تھے یاد | یوں بھاتے مجھے صبح اور شام نئین
ہوا گھر جدا کی کلفت سوں گور | دے کئیں بھی وصلت کا بہرام نئیں
ہر یک پل منے غم کا آغاز ہے | دے درد کا کچھ بھی انجام نئیں
بچاروں کو ہے عقل سرمستؔ ہوں | بجز عبد جی کچھ اسے کام نئیں

آپ قریہ تھال میں جو برہان پور سے تیس کوس پر ہے مسافرانہ ٹھیرے۔وہیں وصال شریف ۲۹/ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو ہوا۔آپ کو ایک فرزند میاں سید عبدالحیٔ عرف شاہ صاحب میاں ہوئے۔دوسرے فرزند میانجی صاحب ہوئے اور ایک روایت ہے کہ آپ کو ایک اور بیٹا سید عبدا لرحیم ہوا۔شاہ صاحب میاں کا دائرہ کڑپہ میں تھا۔مرد قابل اور گراں بار تھے۔بلدہ مذکور میں آسودہ ہیں۔ان کو ایک بیٹا سید مرتضیٰ نام ہوا۔سید مرتضیٰ عرف سیدن میاں کا علاقہ سید یعقوب سے تھا پھر خوزادے میاں ساکن دھونڈا سے علاقہ کیا۔کرنول میں آپ کی رحلت ہوئی۔میاں جی صاحب میاں سید اسحاق صحبت میاں سید نصرت بڑا دائرہ سے رکھتے ہیں۔آپ آنکھوں سے معذور تھے۔کرنول میں آسودہ ہیں۔ان کو ایک فرزند خوزادے میاں ہوئے جو مرد محقق اور اہل درد تھے۔بادشاہ میاں خوبن میاں شاہ صاحب میاں ان کے بیٹے ہیں۔قاسم صاحب کو اولاد نہیں ہے۔میاں سید منجو شاہ صاحب میاں بیجاپور کے وزیر تھے نہایت ہی نیک نفس تھے۔آپ کے فرزند میاں سید شہاب الدین ہیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید شہاب الدین شہید: میاں سید شہاب الدین باپ کی جگہ وزیر ہوئے۔ بادشاہ آپ سے بہت خوش تھا۔ بہت دن وزارت کی ۔ بالآخر میاں سید یعقوب توکلیؒ کے ہاتھ پر دنیا ترک کردیا اور کڑپہ آ کر آپ کی صحبت میں رہ گئے۔ پھر مرشد کے حکم سے دائرہ سدوٹ میں قائم کیا۔ یہاں آپ بارہ سال رہے۔ آپ نہایت فاضل الدہر اور مرد کامل تھے کوئی منکر آپ سے بحث کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں اور متعدد رسالے تصنیف کئے ہیں۔ آپ کا تخلص شہابؔ تھا۔ مطلع الولایت کا ترجمہ دکنی اردو نظم میں کیا ہے مستطاب آپ کی نہایت مشہور کتاب ثبوت مہدی میں ہے۔ آپ نے اپنی دکنی اردو نظم میں لکھی ہوئی کتاب میاں سید یعقوب توکلیؒ کے حضور میں پیش کیا تو حضرت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کتاب کی تعریف کی آپ کی ایک غزل یہ ہے۔

بظاہر چو حق را اگر دیدہ باشی
بہ معنی خدا راچہ فہمیدہ باشی
تگردی بگردولے خود چہ حاصل
بگرد جہاں گرچہ گردید وباشی
بجز قسمت قونہ دوید گیا ہے
کہ چون ابر گر تو زاریدہ باشی
در انجام یا بر حصول دو عالم
گریک دازاز ذکر پاشید وباشی
بصد جرم گندھوں درد فردا
گریک عیب رز خلق زر درد باشی

جب نواب عبد الحمید خاں کا پوترا نواب عبد الحلیم خاں سدوٹ کا نواب ہوا اس کے زمانے میں ایک سیاح شاہ بسم اللہ پھرتے پھرتے آیا اور سدوٹ میں رہ گیا۔ وہ علم تسخیر جانتا تھا۔ اس نے نواب کو اپنا گرویدہ کرلیا اور بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہوگئے وہ اپنے وعظ میں

https://theimammehdi.com

حضرت رسول کریمؐ کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ خضر خاں مہدوی یہ سن کر بہت ہی بھڑک جاتے۔ ایک دن اپنے مرشد میاں سید شہاب الدین سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرے وہ واجب القتل ہے۔ خضر خاں نے سدوٹ سے کڑپہ آ کر کڑپہ سے حیدر آباد اور اورنگ آباد جا کر تمام علمائے اسلام سے فتویٰ حاصل کیا کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ فتویٰ لے کر آپ سدوٹ آئے اور شاہ بسم اللہ کے پاس گئے اور وضو کر کے تحیۃ الوضو پڑھ رہے تھے کہ شاہ بسم اللہ نے کہا کہ یہ مہدوی ہے بعد نماز خضر خاں اس کے نزدیک گئے اور کہا تو واجب القتل ہے اور اس کو کٹار سے مار کر واصل جہنم کر دیا۔ نواب کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اس پلید کی نعش پر آیا اور پوچھا کس نے مارا ہے تو لوگوں نے خضر خاں کو پیش کیا۔ پوچھا تم نے کس لئے میرے مرشد کو مارا کہا کہ یہ واجب القتل ہے اور فتویٰ بھی بتلایا لیکن اس نے خضر خاں کو قتل کر دیا اور نعش دریا میں پھنکوا دی۔ اتفاق سے وہ نعش دریا کے پانی کے بہاؤ سے کڑپہ آ گئی۔ میاں سید یعقوب نے اس کو نکلوا کر اور تمام مرشدوں کو بلا کر نماز جنازہ کے بعد اس کو دفن کر دیا۔ چند روز کے بعد لوگوں نے نواب کو بہکایا کہ خضر خاں نے شاہ بسم اللہ کو اپنے مرشد میاں سید شہاب الدین کے کہنے سے قتل کیا ہے۔ نواب نے کہا میں بھی ان کے مرشد سید شہاب الدین کو قتل کرادوں گا۔ یہ بات جب کڑپہ میں معلوم ہوئی تو لوگوں نے میاں سید یعقوب سے کہا کہ حضرت میاں سید شہاب الدین کو یہاں بلا لینا چاہیے۔ حضرت میاں سید یعقوب توکلیؒ نے فرمایا مشیت الٰہی ٹل نہیں سکتی۔ لوگوں نے محضرہ کر کے میاں سید شہاب الدین کو خط لکھا کہ آپ کڑپہ آ جائیں۔ حضرت تیار ہو گئے مگر اس اثنا میں آپ کو میاں سید یعقوب کا خط ملا کہ یہاں نہ آئیں وہیں رہیں۔ اس میں مقصود خدا ہے۔ آپ رک گئے جب عبدالحلیم خاں کو معلوم ہوا کہ آپ کڑپہ جانے والے ہیں تو اس نے عربوں اور روہیلوں کو آپ کے قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ ان سب نے آ کر آپ کی مسجد کو گھیر لیا۔ میاں سید یعقوب نے آپ کو خط لکھ کر کڑپہ آنے سے منع کرنے کے بعد ایک قبر لمبی چوڑی اور اس کے بازو چار قبریں تیار کروائیں۔ یہ خبر جب سدوٹ میں مشتہر ہوئی تو آپ کے ہمسایہ میں رہنے والے ایک عیسائی نے آپ سے کہا آپ میرے گھر میں آ جائیں آپ

خاموش رہے۔ کچھ دیر کے بعد عربوں اور روہیلوں نے آپ کے گھر اور مسجد کو گھیر لیا۔ آپ نے عورتوں اور بچوں کو گھر کے پیچھے کے دروازے سے عیسائی کے گھر میں بھیج دیا۔ پھر آپ کے فرزند سید محمود نے ان ظالموں کے پاس جاکر ان سے آنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے میاں سید محمود پر حملہ کر دیا۔ میاں سید محمود نے بھی مقابلہ کیا اور کئی آدمیوں کو مار کر خود شہید ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کے برادر زادہ میاں سید عبدالحیٔ نے مقابلہ کیا۔ انہوں نے بھی کئی ظالموں کو جہنم رسید کر کے جام شہادت پی لیا۔ اس کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید اشرف منجلے میاں نے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا تم غازی ہوں گے۔ وہ مقابلے پر آئے کئی آدمیوں کو مار ڈالا اور خود زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ دشمنوں نے جانا یہ قتل ہو چکے ہیں انہیں چھوڑ دیا۔ جب اس کے بعد عرب اور روہیلے مسجد میں داخل ہونے لگے تو میاں بصالت خاں فقیر نے جن کی عمر ۹۰ سال کی تھی مقابلے پر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ پھر میاں سید شہاب الدین صحن مسجد میں اترے اور ایک تیر چلایا لیکن ایک معاند نے اندھیرے میں آپ پر تلوار کا وار کر دیا زخم کاری لگا اور آپ شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔ واقعہ ۱۵/ صفر ۱۱۸۶ھ کا ہے۔ جب اس کی اطلاع کڑپہ کے لوگوں کو ہوئی تو میاں سید یعقوب توکلی علی الصبح معہ فرزنداں و مصدقان کڑپہ سدوٹ جانے تیار ہوئے۔ لیکن واقعہ شہادت کے بعد سدوٹ کے مسلمانوں نے اس خوف سے کہ کڑپہ کے مہدوی اس کا بدلہ لینے ان پر آپڑیں گے شہیدوں کی لاشوں کو پلنگوں پر لٹا کر سدوٹ کے باہر بہت دور تک لے جاکر کڑپہ کے راستہ میں ایک امرائی میں درختوں کے سایہ میں راستہ پر رکھ دیا تاکہ مہدوی سدوٹ نہ آئیں۔ مہدویوں کو شہیدوں کی لاشیں راستہ میں مل گئیں۔ انہوں نے میاں سید اشرف غازی کے پلنگ کے پاس جاکر دیکھا ان کو زندہ پایا۔ اور ان کے علاج معالجے کی خاطر ان کا پلنگ الگ کر دیا۔ مابقی شہیدوں کی لاشوں کو بعد نماز جنازہ جو قبریں کھدوائی گئی تھیں ان میں دفن کر دیا۔ میاں سید اشرف غازی کی مرہم پٹی کی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اچھے ہو گئے پھر میاں سید یعقوب نے اپنے فرزند اور چند مہدویوں کے ذریعہ میاں سید شہاب الدینؒ کے بیوی بچوں کو کڑپہ بلا لیا۔ عبدالحلیم خاں کو خوف ہوا کہ کہیں کڑپہ اور اطراف واکناف کے مہدوی کڑپہ سدوٹ پر حملہ آور نہ ہو جائیں اس

https://theimammehdi.com

نے کڑپہ سے میاں سید یعقوب توکلی کا اخراج کرادیا۔آپ تمام متعلقین کے ساتھ وہاں سے نکل کر نندیال آ گئے۔

حیدر علی سلطان میسور نے اس کے پہلے ہی کڑپہ فتح کرلیا تھا اور میاں سید یعقوب کو وہاں رہنے کی اجازت دے کر سرینگا پٹن چلا گیا تھا وہ دوبارہ کسی غرض سے کڑپہ آیا۔اس کو یہاں آنے پر یہ حالات معلوم ہوئے۔اس نے فوراً سدوٹ آکر وہاں جتنے مفسدین تھے سب کو پکڑ کر قتل کروادیا اور نواب عبدالحلیم خاں کی تلاش کی وہ چھپ گیا تھا اس کو ڈھونڈ نکالا ۔ جب وہ ملا اس کو بری طرح موت کے گھاٹ اتار دیا۔

میاں سید اشرف عرف غازی منجلے میاں صاحب: حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہید کے فرزند اکبر ہیں۔ بندگی میاں سید یعقوب توکلی کے مرید وفقیر ہیں۔انہی کی صحبت میں رہے۔آپ کا وصال ۲۲/شوال ۱۲۳۴ھ کو ہوا ہے۔

سید محمود سید نجی میاں صاحب: میاں سید اشرف غازی منجلے میاں کے جانشین ہیں۔اور حضرت موصوف کے فرزند ہیں۔حضرت سید یحیٰ میاں صاحب کے فرزند غازی سید اسحاق ہیں۔ آپ کے بیٹے سید محمود سید نجی میاں صاحب ہیں۔ان کے بیٹے میاں سید اشرف عرف غازی میاں صاحب ہیں ان کے فرزند میاں سید محمود عرف سید نجی میاں ہیں۔ان کے بیٹے سید یداللہ عرف سیدو میاں صاحب ہیں۔

میاں سید عبدالحئی شاہ صاحب میاں: میاں سید یعقوب کے فرزند غازی سید اسحاق کے بھائی ہیں۔ جو نہایت صاحب حال اور باکمال تھے۔اور نہایت نیک نفس اور برگزیدہ تھے۔نہایت نرم گفتار اور نیک رفتار تھے۔۲۷/ ذی قعدہ ۱۲۷۶ھ کو انتقال کیا۔آپ کے جانشین آپ کے فرزند میاں سید اشرف دادا میاں تھے۔ جو نہایت نیک خو اور سعادت مند ہیں۔نہایت نرم و میٹھی گفتگو کرتے ہیں۔اس وقت غازی منجلے میاں صاحب کے دائرہ کے آپ وارث تھے۔آپ کے بھائی سید عبدالکریم اسحاقی المشہور اسحاقی صاحب قوم کی مشہور شخصیت تھے درویش صفت اور بہی خواہ قوم تھے۔ادبیات سے پوری طرح واقف تھے۔تحریر میں آپ کو کمال حاصل تھا۔جو گھر کو آتا نہایت ہی اخلاص محبت سے اس سے ملتے اگر کوئی فقیر آجائے تو بغیر کھلائے پلائے جانے نہیں دیتے تھے آپ

https://theimammehdi.com

کے اکثر مضامین پرچہ ماہ نامہ نور حیات ونور ولایت میں چھپ گئے ہیں۔عمر آخری آپ پر فالج کا حملہ ہوا کچھ عرصہ اس مرض میں مبتلا ہوکر بتاریخ ۹/شوال ۱۴۱۳ھ کو واصل حق ہوئے۔حضرت سید اشرف دادا میاں صاحب کا بھی ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ کو انتقال ہوا۔حظیرہ شاہ ابراہیمؒ میں تدفین ہوئی۔آپ کے فرزند میاں سید اسحاق سجاد میاں دائرہ پر فائز ہیں۔

میاں سید مبارک بن میاں سید شہاب الدین: میاں سید مبارک بن میاں سید شہاب الدین بن میاں سید اسحاق بن بندگی میاں سید اللہ بخش بن بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل۔ میاں سید مبارک بڑے عالم وفاضل تھے۔دائرہ شموگہ میں تھا۔آپ کے فرزند سید اللہ بخش شہید ہیں جو باپ کے بعد شموگہ سے کرگاول آ گئے۔آپ بھی بڑے عالم وفاضل تھے۔کوئی مخالف آپ سے بحث نہیں کرسکتا تھا۔ایک روز مخالفین مذہب نے آپ کو کرگاول سے سرینگاپٹن بلایا وہاں مجلس مباحثہ ہوئی۔مخالفین نے بحث میں شکست کھائی رات تک مجلس ہوتی رہی بعد ختم مجلس آپ آدھی رات کے قریب سرینگاپٹن سے کرگاول کی جانب روانہ ہوئے مخالفین نے پہلے ہی سے سازش کررکھی تھی۔راستہ میں چند ظالم چھپ کر بیٹھ گئے۔جب آپ اکیلے پیدل وہاں پہنچے ان ظالموں نے اچانک حملہ کرکے آپ کو شہید کردیا آپ کے فرزند سید مبارک کو جب اس کی اطلاع ہوئی چند لوگوں کے ساتھ آئے اور آپ کی نعش مبارک کو کرگاول لے جاکر دفن کردیا۔

میاں سید مبارک آپ ہی کے فرزند ہیں۔آپ ہی کے تربیت وفقیر ہیں۔باپ کے بعد دائرہ پر قائم رہے باپ کے وصال کے وقت کم عمر تھے۔اس لئے باپ کے بعد ارکاٹ جاکر میاں سید یحیٰ بن میاں سید یداللہؒ سے علاقہ صحبت باندھا اور کئی سال مرشد کی خدمت میں رہ کر رضا وخوشنودی حاصل کی۔میاں سید یحیٰ نے آپ کو بشارت دی سید مبارک میرے اعضا ہیں اور میرا علم ہیں۔آپ کا مدفن کرگاول ہے آپ کے فرزند سید اللہ بخش عرف سید جی میاں تھے جو باپ ہی کے مرید وفقیر تھے۔ آپ نے چن پٹن آکر دائرہ باندھا۔یہیں وفات ہوئی۔ یہاں کے سلطان قبرستان آپ ہی ہیں۔آپ کے جانشین آپ کے فرزند سید عثمان عرف سیدو میاں ہوئے۔آپ کے فرزند سید محمود ننھے میراں باپ کی جگہ مسند نشین ہوئے۔نہایت صاحب حال باکمال اور عبادت گزار تھے۔آپ کے فرزند سید مبارک اور سید زین العابدین ہیں۔سید مبارک عرف من صاحب

https://theimammehdi.com

میاں سید اللہ بخش اور سید محمود ننھے میراں ہیں۔ سید اللہ بخش چن پٹن ہی میں قیام تھا آپ کے فرزند کا نام سید عطاء اللہ صوفی ہے۔

سید عطا اللہ صوفی: سید عطا اللہ صوفی چھ سال کے تھے کہ والد اور والدہ کا انتقال پلیگ سے ہوگیا۔ مرید باپ ہی کے ہیں۔ انتقال کے وقت والد نے اپنے سر کی پگڑی آپ کے سر پر رکھ کر آپ کو ترک دنیا کرا دیا۔ آپ نہایت متوکل اور تارک الدنیا تھے۔ نہایت صابر و شاکر اور زاہد و متقی تھے۔ رات بھر ذکر و فکر میں لگے رہتے آپ کے بچپن میں آپ کے چچیرے دادا سید زین العابدین تقدؔیر نے آپ کی سرپرستی کی۔ اور آپ کو حیدرآباد لا کر آپ کو تعلیم دلائی۔ دارالعلوم میں شریک رہ کر آپ نے علم حاصل کیا۔ اور حضرت مولانا شمسی صاحب سے بھی آپ کو تلمذ رہا۔ آپ عالم و فاضل بن گئے۔ اور آپ نے ترک دنیا کے بعد علاقہ اپنے ماموں سید قاسم ابن سید عثمان عرف حافظ میاں سے کیا اس کے بعد تیسرا علاقہ حضرت سید علی بڑے میاں سے کیا جو کرنول میں تھے۔ پھر چوتھا علاقہ میاں سید یحییٰ اہل سورت سے کیا اور انہی کے ساتھ حج بھی کیا۔ سید یحییٰ کے انتقال کے بعد پانچواں علاقہ سید عیسیٰ عرف عیسی میاں (پتھر کی مسجد چنچل گوڑہ حیدرآباد) سے کیا۔ مولانا سید اشرف شمسی اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ و مولانا سعادت اللہ خاں کے ساتھ فرہ مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت سید عیسیٰ کے انتقال کے بعد آپ نے میاں سید مبارک عرف مبارک میاں ابن میاں سید عثمان عرف حافظ میاں سے علاقہ کیا۔ حیدرآباد میں تعلیمی سلسلہ ختم ہونے پر اپنے آبائی دائرہ چن پٹن آئے اور وعظ و بیان کا سلسلہ شروع کیا۔ لوگ آپ کا وعظ بہت شوق سے سنتے۔ ہندوستان، دکن، برار، گجرات اور راجپوتانہ کی تمام مہدویہ بستیوں کا سفر آپ نے تبلیغ کے سلسلے میں کیا اور ہر جگہ اپنے معلومات سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ فقیروں کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔ نہایت شیریں زبان اور نرم گفتار تھے آپ نے لوگوں کو درس قرآن بھی دیا ہے۔ اور بہت سے تشنگان علم کو تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ اور مذہبی مسائل سے ان کو واقف کیا۔ آپ کا انتقال ۲۵/ محرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۷/ جون ۱۹۶۴ھ چن پٹن میں ہوگیا۔ آپ کے جانشین آپ کے فرزند سید ثنا اللہ کوثر ہیں نہایت ہی خوش اخلاق اور نیک کردار ہیں۔ آواز نہایت بلند اور پیاری ہے۔

https://theimammehdi.com

قراءت قرآن سے واقف ہیں۔ شاعر بھی ہیں تخلص کوثرؔ کرتے ہیں۔ حج بھی کر آئے ہیں۔ مہمان نواز اور فقراء کے ہمدرد و بہی خواہ ہیں۔

سید زین العابدین تقدیرؔ: سید زین العابدین تقدیر میاں سید محمود ننھے میراں کے فرزند ہیں۔ دائرہ چن پٹن میں تھا بہت ہی اخلاق حسنہ کے مالک اور علم وعمل میں اپنی نظیر آپ تھے۔ شاعر بھی تھے تخلص تقدیرؔ تھا۔ آپ کے فرزند سید باقر عالم وفاضل اور شاعر تھے علمی مجالس میں ہمیشہ شرکت‘ غریب فقراء کے بہت ہی ماویٰ وملجا تھے کسی کی بھی التجا رد نہیں کرتے تھے۔ ہر ایک کا سوال پورا کرتے کوئی آپ کے در سے محروم نہیں گیا۔ آپ کے فرزند سید یعقوب ہیں جو دیو بند کے فارغ التحصیل ہیں۔ مفتی ہیں دم اور قدم کی حفاظت کرتے ہیں بہت ملنسار ہیں جو بھی آتا ہے اس سے دین ومذہب کی باتیں کرتے ہیں۔ باپ کے دائرہ پر متمکن ہیں۔ ان کے فرزند سید باقر ارشد ہیں یہ بھی دیو بند کے فارغ التحصیل ہیں اور مفتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اچھی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ افہام وتفہیم کا انداز اچھا ہے تقریر اچھی کرتے ہیں اور تحریر کا بھی بہت شوق ہے۔ کئی ایک مضامین طالب علمی کے زمانے میں تحریر کر چکے ہیں جو ماہنامہ نور ولایت میں شائع ہوئے ہیں۔

میاں سید پیر محمد بن میاں سید خوند میر: آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سید پیر محمد بن سید خوند میر بن سید حیدر بن سید احمد بن سید شاہ محمد بن سید احمد بن سید شاہ محمد بن سید خوند میر بن سید شاہ محمد بن سید اللہ بخش بن میراں سید اسحاق بنی اسرائیل نہایت ہی پرہیز گار‘ نیک دل اور صفات حسنہ کے مالک تھے ”چراغ دین نبوی“ آپ نے کتاب لکھی ہے جو قوم میں بہت مقبول ومشہور ہوئی ہے۔ آپ مرید وفقیر اپنے والد میاں سید خوند میر کے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۹/ شعبان کو ہوا آپ کے فرزندان سید نجم الدین نجم‘ سید ابراہیم خاموش‘ سید مصطفیٰ مرشد میاں اور سید خوند میر ہیں ان سب کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ یہ تمام بھائی حضرت سید اللہ بخش قناعتؔ صاحب چن پٹن کے مرید وفقیر تھے۔ حال ہی میں چراغ دین نبوی کا انگریزی ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ سید یعقوب روشن ید اللّٰہی صاحب نے کیا ہے اور آپ کے پوترے سید پیر محمد حال مقیم امریکہ نے شائع کیا ہے۔

https://theimammehdi.com

آٹھواں باب
بندگی میراں سید یوسف بنی اسرائیل
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

منبع فیوضات سبحانی ومجمع فتوحات رحمانی یوسف ثانی بندگی میراں سید یوسفؓ جملہ آمال دانائی عرف مٹھے میاں فرزند حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ ہیں۔ حضرت حسن ولایتؓ اور بندگی میاں سید محمود خاتم المرشد حسین ولایتؓ آپ کو نہایت عطوفت ورافت سے میٹھا بھائی کہتے تھے۔ آپ کا تولد ۹۵۵ھ یا ۹۵۶ھ ہے۔ حضرت شاہ یعقوب نے اپنے فرزندوں کو علیحدہ علیحدہ مقتداؤں سے تربیت کرایا ہے اور بندگی میاں سید یوسف اور بندگی میاں سید خوندمیر (دونوں فرزندوں) کو حضرت بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشدؓ کے تربیت کرایا ہے جب یہ دونوں ۱۸ یا ۱۹ سال کے تھے حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؓ کے انتقال ۹۷۲ھ کے بعد اس وقت حضرت حسن ولایت کا دائرہ موضع بلاسر میں تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت شاہ یعقوبؓ فتورا کبری کے پہلے دکن جانے کا خیال رکھتے تھے۔ اس لئے بلاسر سے ہجرت کر کے نگرہ آئے۔ یہاں میاں سید یوسف اور میاں سید خوندمیر دونوں بھائیوں کو بلا کر فرمایا کہ تم سیدنجی کے پاس جاؤ۔ ان کی صحبت میں رہو اور حسب الشرط خدمت بجالاؤ۔ پس دونوں بھائی کھانبیل آکر حضرت خاتم المرشدؓ کی خدمت میں رہ گئے جب دونوں بھائیوں کو حضرت نے خاتم المرشدؓ کی صحبت میں جانے کا حکم دیا عرض کیا کہ کیا یہاں (فیض) نہیں ہے۔ فرمایا جو کچھ یہاں ہے وہ تمہارا ہے۔ لیکن مرد وہ ہے جو باہر جا کر جمعیت اور رفاہیت سے گھر آئے۔ اس لئے جاؤ اور حتی المقدور ان کی خدمت کرو اس وقت دونوں روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ واپس طلب کر کے فرمایا کہ اس لئے تم کو وہاں بھیج رہا ہوں کہ ان کے باپ نے میرے دادا کے نام پر تین جگہ خود کو دفن کرایا ہے۔ دونوں روانہ ہوئے اور حضرت سیدنجی خاتم المرشدؓ

https://theimammehdi.com

کی ملازمت سے شرف اندوز ہوئے۔ حسب ہدایت قبلہ گاہی ترک دنیا کر کے خدمت والا میں رہ گئے۔ اس وقت میاں سید یوسف اٹھارہ سال اور میاں سید خوندمیر سولہ سال کے تھے۔ دونوں بھائی حتی الامکان لازم خدمت بجالانے کی سعی میں لگے رہے اور کوئی قصد ان سے نہ ہوا۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے ان سے ایسی خدمت لی جیسی کہ خدمت لینے کا حق ہے میاں سید یوسف کو حکم تھا کہ تمام روز جنگل میں رہ کر لکڑی اور گھانس فقیروں کے حجروں کے لئے فراہم کریں۔ اور میاں سید خوندمیر کو حکم تھا کہ فقیروں کے حجروں کی گری ہوئی دیواروں کو مٹی ملا کر درست کریں۔ اٹھارہ سال تک یہ دونوں نونہال گلشن ولایت فقیری کی مشقت برداشت کرتے رہے۔ میاں سید یوسف نے جو دستار باندھی تھی اس کے سوا ان کے پاس دوسری دستار نہیں تھی اور میاں سید خوندمیر اس عرصہ میں ایک ہی ڈغلہ پہنے ہوئے تھے دوسرا ڈغلہ نہیں ملا۔ ایک روز کسی نے نادانستگی سے حضرت شاہ یعقوبؒ کی خدمت میں غمخواری سے کہا کہ خوندکار آپ کے فرزندوں کا مرتبہ سیدنجی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ان کا حال یہ ہے اور وہ اس طریقہ سے گزر کر رہے ہیں۔ حضرت شاہ یعقوبؒ نے فرمایا اگر سیدنجی ان کو اپنے غلاموں کے جیسا بھی دیکھیں تو اس میں ان کی خوبی اور بھلائی ہے تم کیا جانتے ہو۔ القصہ اٹھارہ سال کے بعد حضرت سیدنجی نے ان کو کمال شفقت اور مہربانی سے بہت سی بشارتیں دیں اور دولت آباد جانے کا حکم دیا۔ نقل ہے دریا شاہ جالوری میاں سید یوسف کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند سال کے بعد اس کا بیٹا جوان ہوا کسی نے اس سے کہا کہ تیرے باپ دریا شاہ کو میاں سید یوسف نے مار ڈالا ہے وہ شخص اوباشوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا جوش میں آ کر کہا کہ میں سید یوسف کو مار ڈالوں گا۔ جب حضرت خاتم المرشدؒ نے یہ بات سنی میاں سید یوسف سے فرمایا تم دکن چلے جاؤ وہ کوئی فتنہ انگیزی نہ کر بیٹھے۔ اور ہم تم پر خوشنود ہو کر رضا دے رہے ہیں۔ تم میرے قریب رہنے والوں میں سے ہو۔ حضرت خاتم المرشدؒ کی رضا کی بناء پر آپ حضرت خاتم المرشد سے علیحدہ ہوئے اور خوشنودی کمال کے حصول کے بعد دکن کی جانب روانہ ہوئے۔ اور دولت آباد آ کر اقامت پذیر ہو گئے۔ میاں سید خوندمیر خاتم المرشدؒ کے پاس تھے جب دریا شاہ کے بیٹے کو معلوم ہوا

کہ میاں سید یوسف چلے گئے ہیں۔اس نے کہا میں ان کے بھائی سید خوند میر کو مار ڈالوں گا یہ بات سن کر حضرت خاتم المرشدؒ نے میاں سید خوند میر کو بھی رضا دی اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور فرمایا ’’خانجی بھائی جاؤ مدد کرو میٹھا بھائی اکیلا ہے‘‘ میاں سید خوند میر اپنے بھائی کے پاس دکن آ گئے حضرت خاتم المرشدؒ دونوں بھائیوں کی عقیدت اور حسن خدمت سے بہت خوش تھے۔اپنی بیٹی بوا صاحب بی بی کا عقد میاں سید یوسف سے کر دیا۔اور میاں سید خوند میر کی شادی دولت شاہ گجراتی کی بیٹی سے کی ان دونوں کو حضرت خاتم المرشدؒ کے حضور میں فرزند ہوئے۔

یہ دونوں بھائی حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے انتقال کے بعد دکن آئے اور دولت آباد میں دائرہ کیا۔ان دونوں کے بیان قرآن اور پسخوردہ کی تاثیر سے اس نواح کی خلائق نے شرف ہدایت اور توفیق سعادت حاصل کی۔ بہت سے لوگوں نے ترک دنیا کر کے خدا کی طلب اختیار کر کے دائرہ کی زندگی گزارنی شروع کی۔ بہت سے بڑے بڑے امراء جیسے سہیل خاں سنگرام اور جمال خاں پنی حضرت میاں سید یوسف کے مرید ہوئے جو کچھ ان امراء سے فتوح وصول ہوتی اس کا عشر ہر سال میاں سید یوسف‘ نقدی کپڑے اور دیگر سامان وغیرہ حضرت خاتم المرشدؒ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ایک وقت میاں سید یوسف نے حضرت خاتم المرشدؒ کی خدمت میں نوسو ہون روانہ کئے۔ جب میاں سید یوسف دکن آ گئے آپ کی اہلیہ بوا صاحب بی بی جالور میں رہ گئیں۔حضرت میاں سید یوسف نے دکن آ کر سمو پٹھانی سے عقد کر لیا۔اور بوا صاحب بی بی کو طلب کیا بی بی نے فرمایا میرا کیا کام ہے۔حضرت خاتم المرشدؒ خاموش تھے چند مراسلات بھیجے مگر جواب نہ ملا اس کے بعد میاں سید یوسف نے میاں سید خوند میر سے فرمایا خانجی بھائی تم جاؤ اور اپنی بھاوج کو لے کر آؤ۔ تمہاری مروت وہاں بہت ہے۔میاں سید خوند میرؓ جالور آئے اور بھاوج سے چلنے کے لئے کہا بی بی نے انکار کیا۔حضرت خاتم المرشدؒ نے سن کر فرمایا بوا صاحب خوشی کے ساتھ جاؤ کہ میاں آیا ہے میں اسے کیسے واپس کروں بی بی راضی ہو کر دولت آباد آ گئیں۔

نقل ہے کہ حضرت خاتم المرشدؒ کے انتقال کے وقت کسی نے عرض کیا اس وقت میاں سید

https://theimammehdi.com

یوسف اور میاں سید خوندمیر حاضر نہیں ہیں۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے فرمایا حاضر ہیں جس وقت بندہ وضو کرتا ہے یہ دونوں وضو کرتے ہیں۔ جب بندہ نماز پڑھتا ہے یہ دونوں نماز پڑھتے ہیں۔ بندہ یہاں جو کام کرتا ہے وہ بھی وہاں وہ کام کرتے ہیں۔ ایک بھائی میرے سیدھے بازو ہے ایک بھائی میرے بائیں بازو ہے۔ باطنی طور پر وہ دونوں میرے پورے تابع ہیں۔

نقل ہے کسی نے بندگی میاں سید یوسف سے یہ کہدیا تھا کہ میاں سید سعد اللہ بن حضرت بندگی میاں سید تشریف اللہؒ کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ یہ بات سن کر میاں سید یوسف ان سے گراں خاطر تھے۔ ایک روز میاں سید یوسف پالکی میں جا رہے تھے میاں سید سعد اللہ بہلی میں بیٹھ کر مقابل ہوئے۔ میاں سید یوسف نے ان کو دیکھ کر منہ دوسری طرف کرلیا۔ میاں سید سعد اللہ بہلی سے اتر کر آئے اور میاں سید یوسف کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا ’’میٹھا بھائی میرے دادا تمہارے دادا کے نام پر اپنا سر کٹا کر تین جگہ دفن ہوئے ہیں۔‘‘ تم کو نہیں چاہئے کہ ہم سے جدا رہیں۔ میاں سید یوسف یہ سن کر پلٹ گے اور میاں سید سعد اللہ کے گلے مل کر ان سے ملاقات کی اور فرمایا سعد اللہ بھائی کسی رہزن نے رہزنی کردی تھی۔ اس کے بعد آپس میں خوشی کے ساتھ مکالمہ رہا۔

میاں سید یوسف نے حضرت مہدی علیہ السلام کی سیرت میں کتاب لکھی ہے جس کا نام مطلع الولایت ہے یہ کتاب میاں سید مصطفیٰ کی آرزو اور سوال پر لکھی گئی ہے۔ اس کا سال تصنیف ۱۰۱۶ھ ہے۔ اس کے پہلے آپ اکبر بادشاہ کے وزیر فیضی سے حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات اور واقعات تفصیل سے بیان کئے تھے۔ اور اس سے کہا تھا حضرت مہدی علیہ السلام کی سیرت ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے دعویٰ کا ثبوت ہے۔ فیضی حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات سن کر مصدق ہو گیا البتہ اس کے بھائی ابوالفضل کے متعلق صحیح معلوم نہ ہوا کہ وہ مصدق ہوا تھا یا نہیں فیضی کہتا ہے۔

فیضی نہ شور خاتمہ تو بہ ہدایت　　　تا ختم امامان ہدی روانہ شناسی

بندگی میاں سید یوسف کا تولد ۹۵۵ھ میں ہوا جب ۹۸۰ھ میں اکبر کی فوجوں کی وجہ سے

گجرات میں افراتفری پھیلی۔ حضرت خاتم المرشد کھانبیل سے جالور چلے آئے میاں سید یوسف ہجرت میں ساتھ تھے۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے آپ کو اپنی بیٹی دی جالور میں بوابی صاحبہ کو بیٹی اور بیٹے پیدا ہوئے۔ میاں سید یوسف کے دولت آباد آجانے کے پانچ یا چھ سال بعد حضرت خاتم المرشد کا وصال ہوا ہے۔ بندگی میاں سید یوسف کا وصال مبارک ۳/ صفر ۱۰۲۶ھ ہے۔ حضرت خاتم المرشدؒ کے وصال کے ۳۰ سال کے بعد آپ سے پہلے آپ کے چھوٹے بھائی میاں سید خوندمیر ۸/ ذی الحجہ ۱۰۲۵ھ کو واصل حق ہو چکے تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کی حیات ۵ روز کم دو ماہ ہوئی ہے۔ تمام عمر شریف آپ کو ستر سال کی ہوئی ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی اہلیہ بوا صاحب بی بی نے بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ (اپنے بھائی) سے علاقہ کیا۔ ۱۲/ ربیع الاول کو بی بی کا انتقال ہوا۔ اپنے شوہر کے بازو جانب مشرق دولت آباد میں آسودہ ہیں۔

بوابی صاحبہ کے پیٹ سے پہلے میراں سید یوسف کو بیٹی ہوئی مسماۃ بی بی الہداتی عرف آجے صاحبہ اس کے بعد ایک لڑکا ہوا سید باقر ان دونوں کی بچپن ہی میں رحلت ہوگئی جس کی وجہ بوا بی ہمیشہ دلگیر رہتی تھیں۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے آپ کی رنجیدگی کو محسوس کر کے فرمایا۔ بوا کیوں دلگیر ہوتی ہو اس ایک فرزند کے بدلے خدائے تعالیٰ تم کو دو فرزند دے گا۔ بی بی نے عرض کیا بابا اب بھی خدا ہی نے دیا تھا۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے فرمایا تم جو سمجھ رہی ہو ایسا نہیں ہے۔ میں ان کی سفید داڑھیاں اور ان کے دائروں کے جھونپڑیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ بی بی کو اس فرمان سے تسلی تمام حاصل ہوئی۔ خدا نے بی بی کو دو بیٹے عطا کئے دونوں بھی حضرت خاتم المرشدؒ کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ ایک میاں سید قاسم دوسرے میاں سید مرتضٰی یہ دونوں حضرت سید نجی خاتم المرشدؒ کے نور چشم ہیں۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے فرمایا ان دونوں میں ایک بندہ کا قائم مقام ہوگا۔ میاں سید یوسفؒ کو سمو پٹھانی سے ایک بیٹا میاں سید حمید ہوئے جو نوجوانی میں مجذوب ہو گئے تھے۔ اور سیرت بائی کوری سے میاں سید یوسف کو ایک بیٹی ہوئی۔ بی بی امت الغفور کو ملک احمد بھٹی کو دیئے۔

https://theimammehdi.com

نواں باب
بندگی میراں سید قاسم مجتہد گروہؒ

سراج ملت محی سنت ماحی بدعت واقف اسرار صمدی کاشف اسرار محمدیؐ و مہدیؑ مجتہد زماں، محقق دوراں، خداوند اکرم حضرت بندگی میراں سید قاسمؒ حضرت بندگی میراں سید یوسف بنی اسرائیلؒ کے فرزند اکبر ہیں۔ جالور میں ۹۸۹ھ میں حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ کے حضور میں پیدا ہوئے۔ آپ تلقین و تربیت اپنے والد بزرگوار میاں سید یوسف کے ہیں۔ حضرت خاتم المرشدؓ کے وصال کے وقت سات سال کے تھے۔ آپ کسبی اور وہبی علم میں وحید الزماں تھے۔ اور علم ظاہر میں بہت مشہور تھے۔ بہت سے نزاعی مسائل کا آپ نے تصفیہ کیا بلکہ مخالفین مہدی علیہ السلام بھی اپنے مشکل مسائل آپ سے حل کراتے تھے۔ آپ کے والد آپ سے بعض مرتبہ آیتوں کے معنی پوچھتے آپ ان کے معنی نہایت تحقیق سے بیان کرتے اور تفسیروں میں جو معنی لکھے ہیں اس کا حوالہ دیتے۔ حضرت میاں سید یوسفؓ نے آپ کا بیان سن کر آپ کو مجتہد فرمایا۔

سہیل خاں سنگرام بادشاہ احمد نگر کے امرائے کبار سے تھے ان کے عرض کرنے پر حضرت میاں سید یوسف نے آپ کو کسب کی اجازت دی آپ نے چار سال تک ملازمت انجام دی ہے۔ سہیل خاں سنگرام ہی کی درخواست پر اعظم خاں عرب (جو امرائے بیجاپور سے تھے) کی بیٹی چاند خاں بی صاحبہ سے میاں سید قاسم نے نکاح کیا ہے۔ آپ نے ۲۴ سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے اپنے والد کی صحبت اختیار کی والد بزرگوار نے بھی جیسا کہ شرط فقیری ہے آپ سے مجاہدہ کرایا ہے آپ کے کپڑے بوسیدہ ہو گئے تھے اور پاجامہ پھٹا ہوا تھا۔ ایک رات موسم سرما میں آپ نوبت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک فقیر نے جس کے ذمہ عشر تھا آپ کی حالت دیکھ کر عشر کے پیسوں سے نیا پاجامہ سلوا کر حضرت کی خدمت میں للہ پیش کیا۔ آپ وہ پاجامہ پہن کر والد بزرگوار کے پاس آئے۔ والد بزرگوار نے پوچھا قاسم جی یہ پاجامہ کہاں سے آیا۔ آپ نے کیفیت بیان کی میاں سید یوسف نے اس فقیر کو طلب کر کے پوچھا تم نے یہ پاجامہ کہاں سے لایا۔ انہوں نے عشر کے پیسوں سے

https://theimammehdi.com

حضرت نے فرمایا تجھ کو کس نے کہا تھا۔اس نے کہا کسی نے نہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ پاجامہ لے جا اور جو مضطر ہو اس کو دیدے اور فرمایا جہاں پیری مریدی کی نسبت پیدا ہوتی ہے وہاں پدری اور پسری کی نسبت اٹھ جاتی ہے۔ بندہ ان کو ان حالات میں آزما رہا ہے۔ کیا بندہ اپنے فرزند کے احوال سے واقف نہیں۔ حضرت میاں سید قاسم عمداً سیم و زر کو ہاتھ میں نہیں لیتے تھے یہ بات حضرت بندگی میاں سید یوسف کو معلوم ہوئی۔ حضرت نے ایک دن خود سویت دینی شروع کی جس کو پکارتے وہ آکر سویت لیتا۔ حضرت میاں سید قاسم کی باری آئی تو آپ نے اپنے ہاتھ پر جبہ کی آستین کھینچ لی۔ اور سویت حاصل کی۔ میاں سید یوسف نے فرمایا قاسم جی یہ کیا ہے؟ میں تو زر کو ہاتھ میں لیتا ہوں اور تم نہیں لیتے۔ عرض کیا خوندکار کے پاس زر و خاک یکساں ہے بندہ کے پاس ابھی تو زر زر ہے خاک خاک ہے۔ میاں سید یوسف نے اپنے آخر وقت میں فرمایا تھا قاسم جی دین مہدی کا مدعا اس وقت پورا ہوگا جب تو میاں سید نور محمدؒ کی خدمت میں جائے کہ وہ اللہ کے راستہ میں ایک سانس دوڑے ہیں۔ اور ہم نے آہستہ آہستہ راستہ طئے کیا ہے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد میاں سید قاسم اپنے والد کے دائرہ دولت آباد ہی میں رہے۔ آپ نے اپنے والد کی وصیت کے موافق بندگی میاں سید نور محمدؒ کی خدمت میں جانا چاہا اور حضرت کو خطوط لکھے ایک دن معاملہ دیکھا کہ آپ اور حضرت حاکم الزماںؒ ایک ہی چارپائی پر سو رہے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا خود نہیں ہیں صرف حاکم الزماںؒ ہیں۔ ایک وقت آپ نے بیجاپور کے بزرگوں کی زیارت کو تشریف لے جاتے ہوئے بیڑ میں قیام فرمایا وہاں معاملہ دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس پر چبوترہ ہے جو بہت اونچا ہے چبوترہ پر بندگی میاں سید نور محمدؒ کھڑے ہیں۔ آپ نیچے ہیں بندگی میاں سید نور محمدؒ نے فرمایا قاسم جی اوپر آؤ عرض کیا کیسے آؤں چبوترہ تو اونچا ہے ہاتھ نہیں پہنچتا۔ یہ سن کر حاکم الزماں نے ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔ میاں سید قاسم نے یہ معاملہ اپنی مادر مہربان سے عرض کیا اور ان سے بندگی میاں سید نور محمدؒ کی خدمت میں جانے کی اجازت لی۔ حضرت بی بی نے اجازت دی پھر آپ جملہ دائرہ کے ساتھ حضرت حاکم الزماںؒ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور دھاراسیون جہاں میاں سید نور محمدؒ کا دائرہ

https://theimammehdi.com

تھا' پہنچ کر دائرہ کے باہر تین روز تک ٹھیرے رہے۔ تیسرے روز آپ کی طلبی ہوئی۔ جا کر حضرت حاکم الزماںؓ کی قدمبوسی کی اور ان کے پیروں پر سر رکھدیا حاکم الزماںؓ نے کہا قاسم جی سر اُٹھاؤ۔ میاں سید قاسم نے کہا جب تک حضرت مجھے یہ نہ فرمائیں تو میرا ہے سر نہ اُٹھاؤں گا۔ حضرت حاکم الزماںؓ نے فرمایا تو میٹھا بھائی ہے تو میرے میاں کا ہے تم ملک الہداد کا ہے۔ میاں سید قاسم نے کہا حضرت جب تک نہ فرمائیں تو میرا ہے کہ سر نہ اٹھاؤں گا پھر حضرت حاکم الزماں نے اوپر کے الفاظ دہرا کر فرمایا تو میرا ہے اس وقت میاں سید قاسم نے سر اٹھایا اور صحبت میں رہے۔ آپ نے اپنے مرشد بندگی میاں سید نور محمدؓ کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک دن جھوجھار خاں نے میاں سید قاسم کو چودہ سو ہون دیئے۔ آپ نے اس میں سے سات سو ہون اپنے مرشد میاں سید نور محمدؓ کی خدمت میں پیش کر دئے۔ جب بندگی میاں سید نور محمدؓ دھاراسیون سے اپنا دائرہ اپنے فرزندوں (میاں سید احمد اور میاں سید عیسیٰ) کو دے کر اور ان کو احکام ارشادی کی اجازت دے کر گجرات روانہ ہوئے۔ منچپہ پہنچنے پر بندگی میاں سید نور محمدؒ کا انتقال ہو گیا۔ سفر میں میاں سید قاسم اور میاں سید نصرت ساتھ تھے۔ دونوں نے حاکم الزماںؓ کی بہت خدمت کی ہے۔ حضرت حاکم الزماںؓ کے خلفاء ہیں۔ میاں سید قاسم کا دوسرا نمبر ہے۔ حاکم الزماںؓ کے انتقال کے بعد آپ دولت آباد آ گئے۔ آپ کا قدم نہایت عالیت اور عزیمت پر تھا۔ ایک مرتبہ حالت فاقہ کشی میں اضطرار پیدا ہونے پر آپ اپنے فقیروں کے ساتھ جنگل میں جھاڑوں کے پتے اور سبزی چننے لگے تا کہ ان میں نمک ڈال کر ابال کر کھالیں اور بھوک سے کچھ تسکین ہو جائے۔ اتنے میں ایک مصدق اپنے عشر کے تین سو ہون لے کر آیا۔ دیکھا کہ دائرہ خالی ہے۔ دائرہ میں چند بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اضطرار کی وجہ حضرت اپنے فقیروں کے ساتھ پالا پتہ چننے جنگل میں گئے ہیں تا کہ اس سے بھوک بجھالیں۔ یہ سن کر وہ مصدق بہت خوش ہوا کہ میں کیا وقت پر عشر لے کر آیا ہوں وہ جنگل میں گیا حضرت سے ملاقات ہوئی اس نے عشر کے پیسے پیش کئے آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا بندہ کا توکل باقی نہیں رہا۔ سبزی چننے جنگل میں آیا ہے بہت سے دائرہ ہیں تم یہ پیسے متوکلین کو پہنچاؤ اس

https://theimammehdi.com

نے بہت کوشش کی مگر آپ نے ان پیسوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ جب نظام شاہی حکومت کو زوال آیا تو آپ نے دولت آباد سے ہجرت کی اور منچیہ آ کر دو سال قیام رکھا۔ یہاں بھی سخت فاقہ کشی سے دو چار رہے اور شدت فاقہ کی وجہ سے یہاں دو سو پچاس فقیر شمشیر فقر سے شہید ہو گئے جن کو آپ نے بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ کے پائن دفن کر دیا۔ منچیہ سے آپ گوکاک تشریف لائے اور یہاں دائرہ قائم کیا یہاں ایک آبشار ہے ایک دن آپ چند فقراء کے ساتھ آبشار دیکھنے گئے۔ آبشار دیکھتے ہوئے کہا کہ کیا کوئی ایسا بھی ہے جو اس میں کود پڑے۔ میاں سید حسن جمدھڑی (۱) جو آپ کے فقیر تھے یہ بات سنتے ہی اس میں کود پڑے۔ حضرت نے فرمایا اس نے یہ کیا کیا؟ اس کی خبر لو جب اس کو دیکھنے بعض فقیر گئے تو دیکھا میاں حسن جمدھڑی چلے آ رہے ہیں۔ حضرت نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم کو میں نے کودنے کب کہا تھا۔ میاں حسن نے کہا حضرت کی بات خالی کیسے جائے؟ فرمایا وہاں کیا دیکھا عرض کیا وہاں حضرت موجود تھے میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے۔ میاں حسن حضرت کے فقیر تھے صحبت ہی میں رہے۔ حضرت کی زندگی میں ان کا انتقال ہو گیا ان کی قبر گوکاک میں حظیرہ میں داخل ہوتے وقت دروازہ کے سامنے مسجد کے متصل ہے۔

فرقہ مہدویہ میں ہر شخص سویت نہیں دے سکتا ہے کسی سے سویت لینا اس کے فضل و کمال کو ماننا ہے جس کے ہاتھ سے دامن پسار کر سویت لیتے ہیں گویا اپنے آپ کو اس کا فقیر شمار کرتے ہیں۔ سویت دینے والا مطلوب اور لینے والا طالب کہلاتا ہے۔ حضرت حاکم الزماں کے بعد بندگی میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ خلیفہ اول حاکم الزماںؒ اور میاں بہلول خاں اور میاں عبدالباقی وغیرہ فقرائے میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ نے حضرت میاں سید قاسم سے سویت لی ہے۔ آپ کے فقراء کی شان یہ ہے کہ ایک دن آپ نے فرمایا ''اگر چہ کہ ملک عنبر کی فوج نو لاکھ سے بڑھ کر ہے مگر بندہ کے پاس نو دس فقیر ایسے ہیں کہ تمام گروہ مہدی کی مشکل کو حل کرنے کے لئے ان میں کا ایک بس ہے'' پھر گوکاک سے آپ بھاگ نگر (حیدر آباد) تشریف لائے۔ اور حسین ساگر تالاب سے

(۱): سید حسن جمدھڑی (بحوالہ حضرت سید محمود مجتہدی قبلہ و تاریخ حسینی کاظمی اور عربی صاحب) فقیر میراں سید مشتاق حسین کاظمی کے جد اعلیٰ ہیں یہ حضرت شاہ قاسمؒ سے قبل آپ کے والد ماجد میاں سید یوسفؒ کے مرید تھے۔ اور ان کے انتقال کے بعد حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ سے علاقہ لگایا۔

https://theimammehdi.com

مشرق کی جانب ایک میل کے فاصلے پر دائرہ قائم فرمایا اس کو پہلے موضع حسین ساگر کہتے تھے اب مشیر آباد کہتے ہیں۔ اس کو زمستان پور بھی کہتے ہیں۔ یہاں پہاڑی پر ایک جوگی رہتا تھا جو کیمیا کے فن سے واقف تھا اس نے آپ کے فقیروں کی فاقہ کشی اور زبوں حالی دیکھ کر ایک روز آپ کی خدمت میں آیا اور از راہ ہمدردی ایک پوڑیا کیمیا کی دی اور کہا اس سے جتنا سونا چاہے بنا سکتے ہیں۔ آپ نے اس پوڑیا کو کنویں میں پھینک دیا اس وقت آپ پتھر کی ایک چٹان پر کھڑے ہوئے تھے اس پر تھوک دیا وہ پوری چٹان سونے میں تبدیل ہوگئی۔ یہ دیکھ کر وہ جوگی مسلمان مصدق ہوگیا اور ترک کر کے آپ کی صحبت اختیار کر لی اس کا انتقال آپ کے دائرہ ہی میں ہوا اس کا نام جوگی محمد ہے اس کا مزار آپ کے مزار شریف سے جانب مشرق چبوترہ کے نیچے ہے۔

حضرت بندگی میاں سید یوسف (آپ کے والد بزرگوار) نے اپنے آخری وقت میں فرمایا ''میں سو قاسم جی قاسم جی سو میں'' حاکم الزماںؒ نے بھی آپ کو بشارتیں دی ہیں۔ میاں سید قاسمؒ نے اپنی وفات سے پہلے اپنے فقیروں پر اپنی خوشنودی کا اظہار کیا ان کو بشارتیں دیں اور ان کو وصیت کی کہ مقصود خدا اور طلب خدا کو پیش نظر رکھو۔ شریعت اور طریقت کے حدود کی نگہبانی کرو' اور فرمایا اگر تم یاد خدا کے ساتھ رہو گے تو میں تم میں ہوں' پھر اٹھ کر کھڑے ہوئے فقراء آپ کی قدمبوسی کرنے لگے ایک کا سب نے بھی بڑھ کر قدمبوسی کرنی چاہی۔ فرمایا یہ وقت فقیروں کے لئے ہے۔ کسی نے کہا کہ میاں سید یوسفؒ نے ہم کو آپ کے حوالے کیا تھا آپ کس کے حوالے کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم سب کو خدا کے حوالے کر رہا ہوں مرد بن کر رہو جہاں بھی رہو۔

آپ عرصہ تک بیمار رہے جب بیماری بڑھ گئی تو ۱۷/محرم ۱۰۴۲ھ کو بہ عمر ۵۴ سال آپ کا انتقال ہوگیا مزار مبارک مشیر آباد میں ہے اس حظیرہ کو حظیرہ کلاں بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ بہت بڑا حظیرہ ہے۔ آپ کے جنازہ معلّیٰ پر آپ کے فرزند میاں سید یعقوب امام ہوئے۔ آپ حضرت خاتم المرشدؒ کے وصال کے وقت ۷ سال کے تھے ۲۴ سال کی عمر میں دنیا کو ترک کیا ۳۰ سال تک فقیری کی

https://theimammehdi.com

ہے حاکم الزماںؓ کی صحبت میں دس سال رہے۔آپ کے خلفاء کے نام یہ ہیں۔

(۱) میاں نجم الدین بن میاں سید منجو (جوآپ کے بھانجے ہیں)(۲) میاں سید شاہ محمد (۳) میاں سید یعقوب (فرزند)(۴) میاں سید میراں[1] (۵) میاں سید خدا بخش (۶) میاں سید حسین (۷) میاں سید خانجی (۸) میاں عبدالرحیم (۹) میاں علی باگ (۱۰) میاں سید مصطفیٰ یہ سب آپ کے خلفاء ہیں۔

آپ کی عرفیت شاہ صاحب میاں تھی۔آپ کو دو بیویاں تھیں ایک چاند خاں بی صاحبہ جو اعظم خاں عرب کی بیٹی ہیں۔ان سے حضرت کو دو فرزند ہوئے۔میاں سید یعقوب اور میاں سید یوسف اور ایک دختر ہوئی۔بی بی امت الغفور جو بچپن میں فوت ہوگئیں۔دوسری بیوی آقا ملک عرف بوا بو صاحب تھیں۔ان سے بھی دو فرزند ہوئے میاں سید میرانجی عرف میراں صاحب میاں دوسرے میاں سید محمود عرف بڑے میاں اور ایک دختر بی بی عائشہ میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں کو دیئے۔

میاں سید یعقوب: میاں سید یعقوب بن میاں سید قاسم مجتہد گروہؓ کی عرفیت میانجی صاحب ہے۔۱۰۲۰ھ میں تولد ہوئے۔اور اپنے دادا بندگی میاں سید یوسفؓ کے وصال کے وقت چھ سات سال کے تھے۔تربیت اپنے باپ کے ہیں۔اور صحبت وسند باپ سے ہی حاصل ہے۔آپ نے حضرت حاکم الزماںؓ کے فقراء کے ساتھ سویت لی ہے۔باپ کے انتقال کے وقت ۲۳ سال کے تھے۔باپ کے بعد آپ کی خلافت ۴۴ سال رہی ہے۔اور تمام عمر شریف ۶۷ سال کی تھی۔آپ کا انتقال ۱۵/شوال ۱۰۸۶ھ کو ہوا ہے۔حظیرہ مشیر آباد میں دفن ہیں۔آپ کا قدم عالیت پر تھا۔بذل ونوال بہت کرتے تھے۔اور شکار کا شوق بھی بہت تھا اور شکاری پرندے بھی پالتے تھے۔آپ کو بی بی عائشہ عرف اچھے صاحبہ بی بنت بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؓ سے ایک دختر بوا صاحب بی بی ہوئی۔میاں سید حمید کو دئے۔اچھے صاحب بی بی کا انتقال ۱۷یا۱۸ محرم کو ہوا قبر حضرت شاہ قاسمؒ کی تربت کے بازو ہے۔میاں سید یعقوب کو دوسری بیوی بی بی صاحب سے میاں سید زین العابدین عرف میاں صاحب اور میاں سید یوسف عرف بڑے میاں دو بیٹے ہوئے۔

(۱) میاں سید میراں جو کہ سید حسن جمدھڑی کے دادا ہوتے ہیں آپ حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے

https://theimammehdi.com

مرید تھے حضرت کا مزار مشیر آباد میں ہے۔

میاں سید زین العابدین: میاں سید زین العابدین بن میاں سید یعقوب تربیت اپنے باپ کے ہیں اور صحبت وسند باپ ہی سے رکھتے ہیں۔ بہت بزرگ اور صاحب مقام اعلیٰ تھے اور قدیم دائرہ پر قائم رہے۔ اور کرنول زہرہ پور میں واصل حق ہوئے ہیں۔ تاریخ انتقال ۲۴/ صفر ۱۱۲۴ھ ہے۔ وہاں سونپ کرمیت کو مشیر آباد لائے۔ آپ کو سید یعقوب میانجی صاحب اور میراں صاحب دو بیٹے ہوئے۔ میاں سید یعقوب کو اولاد نہیں ہوئی اور میراں صاحب کو ایک بیٹا ہوا چھجو میاں نام اور چھجو میاں کو ایک فرزند ہوئے۔ سید زین العابدین نام جو پندرہ سال کے ہو کر وفات کر گئے۔

میاں سید یوسف: میاں سید یوسف بن میاں سید یعقوب' آپ کی عرفیت بڑے میاں ہے تربیت اپنے بڑے بھائی سید زین العابدین کے ہیں۔ ۲۰/ ربیع الاول ۱۱۵۰ھ کو وفات پائی۔ اور حظیرہ کلاں میں مدفون ہیں۔ ان کو دو بیٹے ہوئے۔ سید قاسم شاہ صاحب میاں اور سید مرتضیٰ خوب صاحب میاں۔ شاہ صاحب میاں اپنے چچا میاں سید زین العابدین کے تربیت ہیں ان ہی کی صحبت میں رہے۔ دائرہ زہرہ پور کرنول میں تھا۔ ۱۷/ رجب ۱۱۹۱ھ کو انتقال فرمایا۔ لاش وہاں سونپ کر لا کر حظیرہ کلاں مشیر آباد میں دفن کئے۔ ان کو سید محمود سیدا میاں اور سید شریف میاں صاحب دو بیٹے ہوئے۔

سید محمود سیدا میاں بن میاں سید قاسم شاہ صاحب میاں اپنے والد کے تربیت اور جانشین ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام سید شہاب الدین تھا۔ جو باپ کے مرید وفقیر تھے۔ ان کے فرزند سید قاسم ان ہی کے مرید وفقیر ہیں۔ میاں سید قاسم کے فرزند میاں سید محمود باپ کے جانشین ہیں۔ ان کے فرزند میاں سید شہاب الدین عرف چھابو جی میاں صاحب تھے جو مریدوں پر بہت مہربان تھے۔ آپ کا پسخوردہ مشہور تھا کوئی مریض پی لے تو شفا ہوجاتی۔ کئی بیمار آپ کے پسخوردہ سے اچھے ہوگئے۔ آپ نے اپنے فرزند میاں سید محمود کو اپنا جانشین کیا۔

میاں سید محمود مجتہدی فرزند میاں سید شہاب الدین باپ کے جانشین اور تربیت بھی باپ کے اور فقیر بھی باپ ہی کے ہیں اور دائرہ آبائی پر متمکن ہیں۔ نہایت نرم رفتار اور خوش گفتار

https://theimammehdi.com

ہیں۔ فقیروں پر مہربان اور قوم کے بہی خواہ ہیں۔ نماز اور ذکر کے پابند ہیں۔ نماز جمعہ کا خطبہ جو دیتے ہیں اس میں اصول وفروع مہدویہ کا بیان ہوتا ہے۔ اور نقلیات بھی بیان کرتے ہیں۔ سن سن کر لوگوں کے اعتقاد میں رسوخ پیدا ہوگیا۔ آپ کی کوشش سے بہت سے لوگ مائل بہ خدا ہوئے۔ یہاں تک کہ مسجد نمازیوں سے بھر جانے لگی۔ آپ صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند بھی رہے۔

میاں سید یوسف بن بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ: بہت بزرگ اور صاحب کمال تھے۔ حظیرہ کلاں میں مدفون ہیں۔ چریال اور بھونگیر کے جاگیردار جھوجھار خاں کی بیٹی سے دو بیٹیاں ہوئے اور دو بیٹے سید قاسم اور سید مرتضیٰ۔ سید مرتضیٰ بن سید یوسف بن سید یعقوب بن شاہ قاسمؒ نہایت برگزیدہ اور صاحب حال تھے۔ ان کو ایک فرزند سید زین العابدین ہوئے۔ سید زین العابدین کو دو فرزند سید نور محمد عرف نمکین بڑے میاں دوسرے سید عبدالحئی۔ نمکین بڑے میاں کے فرزند سید محمد اجی میاں تھے۔

سید محمد اجی میاں شہید: آپ سید نور محمد نمکین بڑے میاں کے فرزند ہیں۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار نماز روزے کے سخت پابند تھے۔ علم ظاہری بھی حاصل کیا تھا۔ ہمیشہ متفکر ومراقب رہتے تھے۔ اس زمانے میں سید عیسیٰ عرف عالم میاں صاحب اہل چن پٹن نے علمائے ہند اور علمائے حیدرآباد کو تبلیغ دین مہدی کی خاطر خطوط لکھے اور قاضی دلاور علی کو بھی خط لکھ کر چند تبلیغی رسالے اس کے پاس بھیجے۔ اور اس سے جواب کا مطالبہ کیا۔ قاضی دلاور علی نے وہ رسالے بادشاہ دکن محبوب علی خاں کے استاد زماں خاں کے حوالے کردئے۔ زماں خاں نے جو رام پور کا رہنے والا تھا اور میر محبوب علی خاں کی تعلیم کی غرض سے حیدرآباد آکر ٹھیرا ہوا تھا۔ ان رسالوں کا جواب لکھنے مختار الملک (وزیر دکن) سے اجازت لی اور عالم میاں صاحب سے مہدویہ قومی کتب طلب کرکے اس کا جواب لکھنے مجلس قائم کی اور ایک ضخیم کتاب مہدیت کے خلاف لکھی۔ جس کا نام ''ہدیہ مہدویہ'' رکھا اس میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں نہایت گستاخیاں کیں اور کتاب چھپوا کر تقسیم کی۔ اور مہدوی علماء کے پاس بھی اس کے نسخے بھیجے۔ جس کو دیکھ کر قوم میں ایک ہیجان مچ گیا۔ حضرت اجی

https://theimammehdi.com

میاں صاحب پر اس واقعہ کا نہایت اثر ہوا نیند حرام ہوگئی رات دن حضرت شاہ قاسمؒ کے مزار مبارک پر معتکف رہے اور خیال تھا کہ حضرت سے جو ارشاد ہوگا عمل کروں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی روح مبارک سے آپ کو اجازت ملی کہ زماں خاں کو ختم کردیں۔ آپ نے پہلے اپنی والدہ سے دودھ معاف کرالیا۔ پھر پگڑی باندھ کر انگرکھا پہن لیا اور کٹار باندھ کر روانہ ہوئے۔ اور جس مسجد میں زماں خاں رہتا تھا پہنچے۔ زماں خاں کو روہیلے اور عرب گھیرے ہوئے تھے کیونکہ کتاب ہدیہ مہدویہ میں گستاخی کی وجہ اس کو خیال تھا کہ مہدوی بھڑکے ہوئے ہیں جس وقت حضرت ابجی میاں وہاں پہنچے یہ قرآن پڑھتے ہوئے بیٹھا تھا وہاں جاکر آپ نے پہلے دو رکعت نماز پڑھی پھر نماز کے بعد زماں خاں کے پاس آئے اور کٹار سے اس کو واصل جہنم کردیا اس کے خون کے چھینٹے اس آیت قرآن پر گرے **فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین** (دیکھو مفسدین کا کیا انجام ہوتا ہے) زماں کے سر پر جو مار پڑا تا اس سے اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ ہوگیا تھا۔ زماں خاں کے مارے جانے کے بعد ابجی میاں گرفتار ہوگئے آپ کو قید میں رکھ کر مجلس مباحثہ قائم کی گئی۔ اور عالم میاں صاحب اور میاں صاحب میاں صاحب کو بھی گرفتار کر کے جگتیال کے قلعہ میں بھیج دیا گیا۔ مجلس مباحثہ میں حضرت مولانا سید نصرت کو بلائے۔ آپ نے مباحثہ میں کامیابی حاصل کی۔ اور مخالف علماء کا ناطقہ بند کردیا۔ تمام علماء اور مختار الملک کے سامنے آپ نے مہدی کے منکر چاہے وہ کوئی ہو کافر قرار دیا۔ اور بڑی کامیابی سے واپس ہوئے۔ مختار الملک نے بڑی عزت سے آپ کو پالکی میں بٹھا کر چنچل گوڑہ پہنچادیا۔ مولانا سید نصرت کی واپسی کے بعد مخالف علماء نے حضرت ابجی میاں کے قتل کا فتویٰ لکھا اور حیدرآباد سے مہدویوں کا اخراج کرادیا گیا۔ ۱۴/ صفر ۱۲۹۳ھ کو حضرت ابجی میاں شہید کردئے گئے اور ایک گڑھا کھود کر اس میں لاش مبارک کو دفن کردیا گیا۔ حسین خاں مہدوی اہل بیگم بازار نے حکومت سے حضرت کی لاش مانگی تاکہ حظیرہ میں لے جاکر دفن کردی جائے۔ تین دن کی گفت وشنید کے بعد اس بات کی اجازت ملی کہ رات کے ۱۲ بجے کے بعد تین چار آدمی آکر لاش لے جائیں۔ حسین خاں نے اس خیال سے کہ

تین دن ہو چکے ہیں لاش کا نہ معلوم کیا حال ہے اپنے ساتھ بہت سا عطر اور نئے کپڑے رکھ لئے۔ جب آ کر قبر کھولی تو دیکھا کہ لاش بالکل تازہ ہے اور بدبو وغیرہ کے بجائے خوشبو مہک رہی تھی۔ عطر وغیرہ کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ سر مبارک گردن سے ملا ہوا تھا اور ہاتھ سینے پر جمے ہوئے تھے۔ مقتل پر صرف چار آدمی گئے تھے جب لاش لے کر مشیرآباد کی طرف آئے تو راستہ میں لوگ ملتے گئے اور مجمع بڑھتا گیا۔ میاں شیخ داؤد کی پہاڑی کے پاس پہنچنے پر سینکڑوں کی تعداد ہو گئی۔ دفن کے وقت حظیرہ کلاں پورا آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ لاش مبارک حضرت شاہ قاسمؒ کے سرہانے کی طرف جانب شمال چبوترہ پر دفن کی گئی جو اب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

میاں سید عبدالحئی بن سید زین العابدین: میاں سید عبدالحئی بن میاں سید زین العابدین بن میاں سید مرتضٰی باپ کے مرید و فقیر اور بہت صاحب حال تھے ان کے فرزند کا نام سید زین العابدین ہے جو والد کے جانشین ہوئے۔ میاں سید زین العابدین کو ایک فرزند سید عبدالحئی عرف روشن میاں ہوئے جو باپ ہی سے صحبت و سند رکھتے ہیں۔ حضرت روشن میاں صاحب نہایت صاحب حال باکمال تھے۔ دن بھر حجرہ میں بیٹھے رہتے باہر صرف نماز کے لئے آتے۔ کوئی آتا تو بات کر کے پھر حجرہ میں چلے جاتے۔ دنیاوی بات چیت نہ کرتے۔ دنیا سے بہت متنفر تھے۔ بڑے میاں صاحب نظامی سے ان کے آخر وقت میں علاقہ بھی کیا۔ بڑے میاں صاحب نظامی کے انتقال کے بعد ان کے تمام مرید آپ سے متعلق ہو گئے۔ آپ کو تین فرزند ہوئے۔ سید نصرت' سید سراج مہدی' سید نثار مہدی۔ سید سراج مہدی' سید نثار مہدی دونوں کا انتقال عالم جوانی میں ہو گیا۔

سید نصرت بن سید عبدالحئی روشن میاںؒ: المشہور السید نصرت المجتہدی: باپ کے انتقال کے وقت چھوٹے تھے۔ میاں سید شہاب الدین عرف چھابوجی میاں صاحب (بنی عم) کے ہاتھ پر بچپن ہی میں دنیا ترک کر کے ان سے علاقہ کیا۔ پھر ظاہری علم کے حصول کے لئے جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں داخلہ لیا اور کامل الحدیث ہوئے۔ سراپا عفت و عصمت اور نہایت پاکیزہ خیال اور نیک کردار ہیں۔ آپ کے مزاج میں سنجیدگی بہت ہے۔ مخالفین مہدی' ثبوت مہدی میں بحث کے

لئے آئیں تو نہایت نرم اور محبت بھری گفتگو کرتے ہیں۔ تقریر عالمانہ ہوتی ہے۔ افہام و تفہیم کا انداز بھی بالکل عام ہوتا ہے۔ بڑے اشتیاق سے لوگ آپ کی تقاریر سنا کرتے ہیں۔ قرآن سے بے حد لگاؤ ہے۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ صاحب کی مسجد میں تفسیر قرآن بیس سال کے عرصہ میں تکمیل فرمائی۔ آپ قوم میں خطیب اکبر سے مشہور و معروف ہیں۔ شہر حیدر آباد میں ہونے والے اکثر بڑے جلسوں میں مدعو کئے جاتے ہیں بحیثیت مہدوی عالم دین کے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ممبر ہیں۔ اسلام کے دیگر فرقہ ہائے جات کے عالموں سے بھی روابط ہیں۔ میاں سید مصطفیٰ عرف بڑے میاں صاحب سے مانوی جا کر دوسرا علاقہ کیا اور ان سے استفادہ فیض کرتے رہے۔ مسجد حظیرہ کلاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ مشیر آباد کے بالکل سامنے ہے۔ (سید نصرت مجتہدی کے انتقال کے بعد اب ان کے فرزند میاں سید مسعود حسین مجتہدی مسند ارشاد پر فائز ہیں۔)

میاں سید میرانجی بن حضرت شاہ قاسمؒ: آپ حضرت شاہ قاسمؒ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی عرفیت میراں صاحب میاں ہے۔ اپنے انتقال کے وقت حضرت شاہ قاسمؒ نے آپ کو اپنے بھانجے میاں سید نجم الدین بن میاں سید منجو بن میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل کے حوالے کیا۔ اور میاں سید میرانجی کا ہاتھ میاں سید نجم الدین کے ہاتھ میں دیا۔ جب میاں سید نجم الدین نے دھونڈا جا کر دائرہ باندھا میاں سید میرانجی اور ان کی والدہ کو ساتھ لالیا۔ آپ کا قدم مثل والد اں مرشد کے بہت عالیت پر تھا۔ ۲۴/ رمضان کو آپ کی وفات ہوئی آپ کے ایک فرزند سید قاسم بچپن میں وفات کر گئے۔ اس کے بعد سید اشرف سید نجی میاں، سید شہاب الدین چھابو جی میاں، سید محمد تقی خوزادے میاں تین بیٹے ہوئے۔

سید اشرف بن سید میرانجی آپ کی عرفیت سید نجی میاں ہے۔ سید نجم الدین کے تلقین ہیں۔ صحبت و سند باپ سے رکھتے ہیں۔ نہایت متوکل و متقی تھے۔ آپ کی رحلت ۲۹/ ذی الحجہ کو ہے۔ آپ کو سید نجم الدین خوب میاں، منجلے میاں سید مصطفیٰ، سید نصرت بیٹے ہوئے۔ سید نجم الدین تلقین و صحبت باپ سے رکھتے ہیں۔ آپ بھی نہایت متقی و پرہیزگار تھے آپ کو سید میرانجی، سید

https://theimammehdi.com

اسمعیل، سید یٰسین تین بیٹے ہوئے۔ منجلے میاں اوسہ میں روہیلوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ خوب میاں بن میاں سید اشرف کو دو بیٹیاں ہوئیں۔ سید مصطفیٰ بن میاں سید اشرف کو ایک بیٹا سید عالم ہوئے۔ میاں سید نصرت بن میاں سید اشرف تربیت وصحبت اپنے بڑے بھائی سید نجم الدین سے رکھتے ہیں۔ بہت بزرگ اور عالی ہمت تھے ان کو سید یعقوب اور سید نعمت اللہ دو بیٹے ہوئے۔ دوسری بیوی سے مراد میاں اور چھابو جی میاں ہوئے۔

سید نجم الدین بن میاں سید اشرف بن میاں سید میراں بن میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ صحبت وسند باپ سے رکھتے ہیں۔ آپ کا دائرہ بچپڑی میں تھا اس لئے اہل بچپڑی کہلاتے ہیں۔ آپ کے بیٹے سید محمود میراں صاحب میاں ہیں۔ میاں سید زین العابدین کے دوسرے فرزند سید ابراہیم ہیں جن کی وفات ۲/ رمضان کو ہوئی۔ مزار مبارک عالم پور میں ہے۔

میاں سید نصرت بن سید زین العابدین: میاں سید نصرت بن میاں سید زین العابدین بن میراں صاحب میاں والد ہی کے مرید وفقیر ہیں۔ نہایت صاحب حال با کمال زاہد ومتقی و پرہیز گار تھے۔ آپ کے فرزند سید محمود ہیں۔ جو آپ کے جانشین ہوئے۔ میاں سید محمود کے فرزند کا نام سید محمد ہے۔

سید محمد خواجہ زادے میاں: سید محمد خواجہ زادے میاں بن میاں سید محمود باپ کے مرید وفقیر ہیں۔ آپ کا دائرہ عالم پور ہی میں تھا نواب کمال خاں کی جاگیر تھی۔ جب نواب کمال خاں کے والد نواب بڈھن خاں حیدرآباد آکر بیگم بازار میں مقیم ہوئے تو انہوں نے اسی محلہ میں اپنے مرشد خواجہ زادے میاں کو ایک مسجد بنادی۔ آپ کے فرزند کا نام سید محمود ہے جو دائرہ پر قائم رہے آپ کا انتقال ۲/ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ کو ہوا ہے آپ کے فرزند سید نجم الدین ہیں۔

سید نجم الدین بن سید محمود: آپ بالعموم افضل العلماء کے نام سے مشہور ہیں۔ باپ کے جانشین قرار پائے۔ آپ کی پیدائش ۲۲/ صفر ۱۳۲۰ھ کو ہوئی۔ آپ نے اپنی ۱۳ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ پر ترک دنیا کی پھر حضرت سیدن میاں صاحب اہل کڑپہ سے علاقہ کیا۔ پھر راجستھان میں واقع بڑا دائرہ کے اہل اللہ بزرگ میاں سید عبدالوہاب عرف مچھو میاں صاحب سے

https://theimammehdi.com

تیسرا علاقہ کیا۔ حضرت کے انتقال کے بعد آپ نے ۱۳۴۰ھ میں اپنے ماموں علامۃ العصر حضرت الحاج مولانا سید شہاب الدین صاحب (عرف مولوی صاحب) سے علاقہ کیا اور آپ ہی کی صحبت میں رہے۔ اسی دوران میں اپنے وقت کے مختار شخصیت استادالاساتذہ بحرالعلوم علامہ سید اشرف شمسی سے علوم عقلی ونقلی کی تکمیل کی۔ ۱۹۲۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان کامیاب کیا پھر ۱۹۲۵ء میں مدراس یونیورسٹی سے افضل العلماء کی سند حاصل کی پھر علامہ شمسی سے فارسی' عربی منطق کلام اور فلسفہ کے مضامین میں اکتساب فیض کیا۔ حضرت علامہ سید شہاب الدین صاحب کی صحبت میں فقہ کی مختلف کتابیں خاص طور پر فقہ اہل سنت کی مشہور کتاب ہدایہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۴۱ھ میں آپ کی شادی رجنابی صاحبہ بنت سید یعقوب صاحب صدر محاسب پائیگاہ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے علمی خدمات بے شمار انجام دی ہیں۔ مدرسہ سجادگان آپ ہی نے قائم فرمایا تھا جو زیر نگرانی حضرت ابوسعید سید محمود صاحب تشریف اللٰہی بہت دن قائم رہا۔ مجلس علمائے مہدویہ کا استحکام وانصرام بھی آپ ہی کی کوشش ہے۔ آپ صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند رہے ہیں۔ نیاز فتح پوری مدیر نگار نے مہدویہ عقائد پر جو بے جا اعتراضات کئے تھے آپ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ تنویر الابصار تحریر فرمایا اور اس کے اعتراضات کے عالمانہ جوابات دیئے اور اس کی کذب بیانی کی تردید کی۔ ماہنامہ نورحیات' نور ولایت میں آپ کے بہت سے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ فتویٰ دینے میں تو آپ کی مثال نہیں ملتی۔ بہت سے آپ کے فتوے جو نصاب' زکواۃ' نماز جمعہ' نماز دوگانہ تحیۃ الوضو' نماز دوگانہ شب قدر' نماز قصر' شرائط نکاح اور منکر مہدی کے پیچھے نماز کے ناجائز ہونے کے متعلق ہیں ماہنامہ نورحیات میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی تقریر بھی نہایت ہی اچھی اور قابل سماعت ہوتی تھی۔ قومی تاریخ اور نقلیات سے پوری طرح واقف تھے۔

آپ نہایت متقی پرہیزگار' زاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ کی نشست ۲۴ گھنٹے مسجد میں ہی رہتی کہیں بھی جاتے آتے نہیں تھے۔ گفتگو نہایت نرم اور دلپذیر ہوتی تھی۔ طبیعت کے حلیم تھے ہر سوال کا جواب نہایت سنجیدگی سے دیتے۔ آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت دو مرتبہ

https://theimammehdi.com

حاصل کی ہے۔اورفرہ مبارک جاکراما منا مہدی علیہ السلام کی مزار مبارک کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔اور گجرات کے بزرگان دین کی زیارت کے لئے بھی سفر کیا ہے۔ ہر مشکل کا جواب ایسا دیتے کہ سائل کی مشکل حل ہو جاتی۔ مرشدان قوم کے انساب سے پوری طرح واقف تھے۔ زندگی بالکل زاہدانہ تھی۔ زندگی کی ضروریات بالکل مختصر تھیں ہر ایک سے محبت وشفقت سے پیش آتے ۔طبیعت میں سادگی تھی ۔نماز جمعہ کے لئے بیگم بازار سے جہاں آپ کی مسجد تھی چنچل گوڑہ مولوی صاحب کی مسجد کو پیدل ہی جاتے۔غذا بہت کم استعمال کرتے ۔کم خوردن' کم گفتن' کم خفتن کے مصداق تھے۔آپ اکثر فرماتے تھے کہ گروہ مہدویہ کی فقیری اور مسند ارشاد پیشہ نہیں ہے بار بار نذرانہ قبول کرنے میں آپ کو تامل تھا۔

جب آپ کے بڑے فرزند مولوی سید محمود صاحب کا انتقال مرض سرطان سے ہو گیا آپ کو اس پر بہت صدمہ ہوا لیکن دامن صبر آپ کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔لیکن پیمانہ صبر کی کشمکش میں آپ کی صحت پر برا اثر پڑا۔ دن بدن صحت گرتی گئی۔حدیث نبوی ﷺ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل آپ پر بالکل صادق آتی نہ صرف علم بلکہ عمل کے تعلق سے بھی۔ بالآخر ۲۲/ شوال المکرّم ۱۴۰۵ھ آپ کا انتقال ہو گیا۔تدفین حظیرہ کلاں مشیر آباد میں عمل میں آئی۔آپ کے فرزند حضرت سید ابراہیم عرف بڑے میاں صاحب اس وقت دائرہ پر فائز ہیں۔

میاں سید یعقوب عرف یعقوب میراں تربیت وصحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ان کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں سید عبدالرحمٰن عرف مچھو میاں دوسرے سید عبدالرحیم عرف چھابا میاں۔سید نعمت اللہ بن سید نصرت کو تین بیٹے ہوئے ۔سیدن میاں' مٹھے میاں' خوزادے میاں۔اور دوسری بیوی سے رانو میاں ایک فرزند ہوئے۔ مچھو میاں تربیت اپنے دادا کے ہیں۔اور صحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ بہت عالی ہمت تھے ان کو فتح میاں اور عزیز میاں دو بیٹے ہوئے۔ میاں سید ابراہیم بن میاں سید اشرف عرف سید نجی صاحب کو اولاد نہیں ہوئی۔

چھابو جی میاں بن میاں سید میرانجی میراں صاحب میاں تربیت وصحبت باپ سے رکھتے ہیں۔ بہت بزرگ اور مقتدر تھے۔اور طریقہ ارشاد باپ دادا کی روش پر تھا۔اور وقت آخر سید نجی

صاحب سے علاقہ کیا اور آنحضرت کا کلام حقائق وسلوک کے مضامین سے پُر ہے آپ کی ایک تالیف ارشاد المومنین ہے۔ آپ کی رحلت ۱۵/ رجب کو ہوئی ہے۔ آپ کو سید عبداللہ (سیدا میاں) 'میراں صاحب دو بیٹے ہوئے۔

سید عبداللہ سیدا میاں۔ سیدا صاحب سے مشہور ہیں۔ آپ سید شہاب الدین بن سید میرانجی بن حضرت شاہ قاسم کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔ والد محترم کے تربیت ہیں۔ والد محترم کی وفات کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں میاں سید اسحاق عرف حاجی باوا صاحب میاں صاحب بن حضرت میاں سید عبدالحئی شاہ صاحب میاں صاحب چیتا پوری نبیرہ بندگی میاں سید اسحاق بنی اسرائیل سے تلقین ہوئے۔ ۱۹ سال کی عمر میں محترم حضرت سید اشرف عرف سید نجی صاحب کے ہاتھ پر ترک دنیا کی۔ بعد میں دوسرے چچا حضرت میاں سید محمد تقی عرف خوزادے میاں صاحب ساکن جعفر آباد سے علاقہ کیا۔ آپ اپنے زمانے کے صاحب مجاہدہ بزرگ تھے۔ ۵۳ سال کی عمر میں ۲/ شعبان ۱۱۴۳ھ میں آپ کی رحلت ہوئی۔ امرسر علاقہ جئے پور میں آسودہ ہیں۔ آپ کو کوئی فرزند نہیں ہوا۔ آپ نے اپنے داماد سید خدا بخش عرف میانجی صاحب کو اپنی مسند ارشاد تفویض کی اور اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ نے ایک کتاب نقلیات کی تحریر کی جو نقلیات سیدا صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں امام علیہ السلام کے فرامین اور صحابہ وتابعین کے اقوال وغیرہ درج ہیں۔ اس میں قابل اعتراض نقلیات اور بزرگان دین کی شان میں گستاخیاں بہت ہیں۔ محضرہ میاں سید شریف عرف اجی میاں صاحب سجادہ دائرہ اپل گوڑہ سے ظاہر ہے کہ یہ پوری کتاب سیدا صاحب کی مرتبہ نہیں ہے بلکہ اعتراض نقول جو اس میں درج ہیں بعد آپ کے حالات اور مرض ووفات کا جو اس میں ذکر ہے۔ ایک صاحب نے اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ اور اس کو ۱۱۴۸ھ میں ختم کیا ہے۔ حالانکہ سیدا صاحب کی وفات ۱۱۴۳ھ میں ہو چکی تھی۔

میاں سید محمد تقی بن میاں سید میرانجی: میاں سید محمد تقی عرف خزادے میاں نہایت متقی پرہیزگار اور صاحب حال تھے آپ کا دائرہ جعفر آباد میں رہا ہے۔ وہاں سے ہجرت کر کے دائرہ دولت آباد میں کیا۔ اس زمانے میں بادشاہ ہندوستان عالمگیر احمد نگر میں رہتا تھا۔ اس کا حال یہ تھا

https://theimammehdi.com

کہ جس وقت وہ کسی فقیر یا مشائخ سے ملتا تو اس سے سوال کرتا کہ میرے مرنے کے بعد مجھے نجات ہے یا نہیں؟ لیکن کون جواب دے سکتا ہے اس وقت عالمگیر بوڑھا ہوگیا تھا اس کو آخرت کی فکر تھی ایک وقت میاں سید محمد تقی کی خدمت میں آیا اس وقت حضرت کسی فقیر کا جھونپڑا تیار کروا رہے تھے اور دیواریں بن رہی تھیں۔ تمام فقراء کیچڑ کے مدّے ایک دوسرے کے ذریعہ اپڑ سپڑ کرتے ہوئے دیوار بنانے والے کو پہنچا رہے تھے۔ حضرت بھی فقراء کی صف میں موجود تھے۔ عالمگیر آیا اور حضرت کے بازو کھڑا ہوگیا۔ جو فقیر حضرت کے بازو تھا اس سے کیچڑ کا مدا لے کر اس نے حضرت میاں محمد تقی کو دیا۔ حضرت نے کیچڑ کا مدّا ہاتھ میں لیتے ہی پھینک دیا اور کہا آگ دوزخ کا بھپکا معلوم ہورہا ہے۔ عالمگیر پر آپ کی نظر پڑی۔ اس نے بڑے ادب سے آپ سے عرض کیا مجھے مرنے کے بعد نجات ہے یا نہیں یا یہ پوچھا میرا خاتمہ بالخیر ہوگا یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا ''بغیر تصدیق مہدیؑ کے ہرگز ہرگز نہ ہوگا'' یہ سن کر عالمگیر واپس ہوگیا۔ بڑھاپے میں عالمگیر مہدویوں سے صاف دل ہوگیا تھا اور مذہب مہدیؑ کے اصول وفروع اس کو معلوم تھے۔ چنانچہ اس نے اس کا اعتراف احمد نگر میں وہاں کے قاضی کے سامنے کیا ہے۔ میاں سید محمد تقی کا انتقال ۲/ شعبان کو ہوا ہے آپ کو ایک فرزند سید امیر تھے۔

میاں سید امیر بن سید محمد تقی باپ کے تربیت وتلقین ہیں اور باپ کی صحبت میں رہے۔ باپ کے بعد دائرہ اورنگ آباد میں کیا اور محلّہ باپٹ جی پورہ میں سکونت رکھی۔ آپ صاحب حال وکمال تھے۔ اورنگ آباد چھوڑ کر دولت آباد آگئے۔ یہیں آپ کا وصال ہوا۔ وفات ۲/ رجب کو ہوئی مزار دولت آباد میں ہے جس روز آپ کی وفات ہوئی پہاڑ سے ایک پارہ نیچے گر پڑا اس کی آواز کوسوں تک پہنچی۔ آپ کو دو بیٹے سیدن میاں اور دادا میاں ہوئے۔

دادا میاں بن میاں سید امیر آپ کے باپ کے تربیت ہیں۔ صحبت وسند باپ ہی سے رکھتے ہیں۔ آپ نے دولت آباد سے نکل کر حیدر آباد آ کر مشیر آباد میں اپنا دائرہ قائم کیا۔ آپ کی مسجد اب تک موجود ہے جس کو اب مہتاب میاں کی مسجد کہتے ہیں۔ آپ کو ایک فرزند سید منور عرف بڑے میاں ہوئے۔ آپ صاحب علم تھے آپ نے زبان فارسی میں حضرت مہدی علیہ السلام کے

https://theimammehdi.com

ثبوت میں ایک رسالہ لکھا ہے۔(جو راقم الحروف کے پاس موجود ہے) آپ کے فرزند کا نام سید نجم الدین عرف میاں صاحب میاں تھا جو بڑے صاحب حال اور پابند حدود تھے۔قوم میں آپ کی بڑی عزت تھی۔آپ کے فرزند سید انور عرف مہتاب میاں تھے۔مہتاب میاں صاحب نہایت ہی فراغ حوصلہ اور فقیر دوست بزرگ تھے۔آپ اپنا اکثر وقت میاں شیخ داؤد کی پہاڑی پر روضہ کے نزدیک جو مسجد ہے اس میں گزارتے تھے۔

حضرت میراں بخش اہل اوسہ (جو حضرت میاں سید سعد اللہ عرف سید نجی میاں صاحب اکیلی مولانائے دکن کے خلیفہ اور فقیر تھے۔جب کبھی اوسہ سے آتے آپ کی مسجد میں قیام فرماتے اور کئی دن ٹھیرتے۔حضرت ہی ان کے ٹھیرنے کا انتظام کرتے میراں بخش کے آنے پر یہ فقیر (راقم الحروف) بھی گاؤں آ کر میراں بخش کے ساتھ حضرت کی مسجد میں ٹھیرتا اور پھر میراں بخش کے اوسہ واپس ہونے پر گاؤں کو لوٹ جاتا۔میاں سید انور مہتاب میاں کے انتقال کے بعد ان کی تدفین حظیرہ مشیر آباد میں عمل میں آئی۔آپ کے دو فرزند ہیں ایک سید نجم الدین میاں صاحب میاں دوسرے سید علی مرتضٰی عرف دادا میاں۔

میاں سید نجم الدین میاں صاحب میاں: حضرت مہتاب میاں کے فرزند اور جانشین ہیں ان کا انتقال ۲۶/ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ کو ہوا۔میت دولت آباد لے جا کر دفن کر دی گئی۔ان کو فرزند سید محمد تقی، سید محمود، سید خوندمیر، سید مہدی میاں اور سراج میاں ہیں۔ان میں سید خوندمیر مرشدی کر رہے ہیں اور متولی مسجد ہیں۔والد کے بعد حضرت سید شہاب الدین صاحب حمادی سے علاقہ لگایا ہے۔

میاں سید علی مرتضٰی: عرف دادا میاں حضرت مہتاب میاں کے چھوٹے فرزند ہیں۔باپ کے تربیت ہیں اور اپنے بڑے بھائی میاں صاحب میاں کے ہاتھ پر دنیا ترک کی ہے اور فقیری اختیار کر کے عبادت و ریاضت میں لگے ہوئے ہیں۔حضرت مجذوب اشرف میاں جن کو خاموش اشرف میاں بھی کہتے ہیں جو بہت صاحب حال تھے ان کی خدمت میں آپ رہے وہ آپ کو بہت چاہتے

https://theimammehdi.com

تھے۔خاموش طبیعت ہیں گوشہ نشینی بہت پسند ہے۔مکان میں اپنی عبادت کے لئے جوجگہ مقرر ہے وہیں ہمیشہ قیام رکھتے ہیں کہیں جاتے آتے نہیں۔رات دن ذکر خدا میں رہتے ہیں۔تصوف کے مسائل سے واقف اوراس فن سے آپ کو بہت دلچسپی ہے روزے بہت رکھتے ہیں۔ ہر سال ایک ایک دودو مہینے بورکھیڑہ شریف جا کر حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے روضہ مبارک میں قیام رکھتے ہیں اور جب تک وہاں رہتے ہیں روزے رکھتے ہیں کسی سے کوئی کام نہیں رکھتے صرف عبادت سے کام ہے۔

میاں سید مرتضٰی بن بندگی میاں سید یوسف بنی اسرائیل: اپنے والد بزرگوار کے تربیت ہیں۔حضرت شاہ قاسم سے دوتین سال چھوٹے ہیں۔باپ کے انتقال سے پہلے ملازمت پر ہندوستان میں تھے۔والد بزرگوار نے اپنے آخروقت آپ کو یادفرمایا۔ناگہا آپ آگئے والدمحترم سے ترک دنیا کے لئے عرض کیا۔حضرت نے فرمایا تمہارے سر پرقرض ہے ادا کر کے آؤ۔والدمحترم کے انتقال کے بعد پھر ہندوستان چلے گئے جب واپس آئے حضرت شاہ قاسم کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔آپ حضرت حاکم الزماںؒ کے پاس گئے مگر قرض ادانہیں ہوا تھا اس لئے ترک دنیا نہیں کی۔بعد میں ترک دنیا کر کے حفظ حدود کے ساتھ ارشادی کی ہے۔توکل وتقویٰ ذکر وفکر اور عزیمت وعالیت میں منفرد تھے۔آپ حضرت میاں سید شاہ محمد کے پاس بھی آئے ہیں۔٦/ شعبان کو آپ کا وصال ہوا مزار مبارک بیجاپور میں ہے۔بندگی میں سید یوسف بنی اسرائیلؒ کے ایک فقیر سید یعقوب نامی آپ کی صحبت میں تھے۔میاں سید مرتضٰی کی توجہ باطنی پوری وابستگی کے ساتھ فقیر مذکور کے طرف تھی۔دائرہ بیجاپور میں تھا۔سہیل خاں سنگرام نے میاں سید یوسف کے بعد آپ سے علاقہ کیا تھا ان کا انتقال بغیر ترک دنیا کے ہوگیا۔آپ نے ان کی نماز جنازہ کے لئے بیجاپور کے تمام مرشدوں کو بلایا وہ آئے مگر اعتراض کیا کہ یہ بغیر ترک دنیا کے مرگئے ہیں ہم نماز جنازہ کیسے پڑھیں۔آپ نے تمام مرشدوں سے ایک خالی لوٹے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کیا اس میں پانی ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔بعض نے کہا معلوم نہیں۔آپ نے فرمایا میت کو بھی خدا پر سونپ دو وہ غفور رحیم ہے پھر سب نے نماز جنازہ پڑھی آپ کو ایک فرزند سید الیاس ہوئے دوسری بیوی سے ایک فرزند سید جعفر ہوئے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید الیاس بن میاں سید مرتضیٰ بہت بزرگ تھے باپ کے تربیت ہیں آپ کو دو بیٹے ہوئے۔ منجھلے میاں، یوسف شاہ میاں، یوسف شاہ میاں تربیت میاں سید یداللہ کے ہیں۔ اور صحبت وخلافت میاں سید قاسم (از اولاد حضرت روشن میاں) سے رکھتے ہیں پھر مرشد الزماں سے علاقہ کیا۔ دائرہ مانوی میں تھا ۱۱۰۷ھ میں رحلت کی ہے۔ مانوی سے ہجرت کر کے کرنول آئے۔ یہیں انتقال ہوا ان کو دو بیٹے ہوئے۔ سیدن میاں اور ننھے میاں۔ سیدن میاں کی اولاد میں میانجی میاں صاحب ارشاد ہوئے ہیں۔ ننھے میاں اچھے فقیر تھے کرنول میں آسودہ ہیں۔ ان کو تین بیٹے ہیں اچھے میاں، سید مبارک، منجا میاں۔ منجا میاں کا دائرہ مانوی میں تھا۔

میاں سید جعفر بن میاں سید مرتضیٰ باپ کے تربیت ہیں۔ اور مشیر آباد میں حظیرہ کلاں میں آسودہ ہیں۔ ان کو تین بیٹے ہوئے۔ سید مرتضیٰ خوب صاحب میاں، سیدن میاں، شاہ صاحب میاں۔ میاں سید یوسف بن میاں سید جعفر کو تین بیٹے ہوئے ایک سید جعفر عرف منجلے میاں دوسرے مٹھے میاں تیسرے خوزادے میاں ریش دراز۔

منجلے میاں صحبت وتربیت وخلافت میاں سید زین العابدین سے رکھتے ہیں۔ اور بہت بزرگ اور عابد وزاہد تھے۔ مشیر آباد میں مرشد کے گھر میں تھے کچھ عرصہ بعد الگ دائرہ کیا ان کو سید نجی میاں، خوب صاحب میاں، میراں صاحب میاں تین بیٹے ہوئے۔

میاں سید مرتضیٰ عرف خوب صاحب میاں بن میاں سید جعفر کو ایک بیٹا سید منجو عرف حسینی میاں ہوئے۔ جو میاں سید مبارک کے ساتھ رائچور میں شہید ہوئے۔ سید منجو کو ایک بیٹا سید مرتضی ہوا۔ سید مرتضیٰ کو تین بیٹے ہوئے۔ سید منجو حسینی میاں دوسرے منور میاں تیسرے یوسف میاں۔ سید منجو کو بھی تین بیٹے ہوئے ایک خوب صاحب میاں، قادر شاہ میاں، میرانجی میاں۔ خوب صاحب میاں لاولد ہیں۔ قادر شاہ میاں کو دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی۔ میرانجی میاں کو ایک فرزند حسینی میاں ہوئے۔ منور میاں کو ایک بیٹا میاں سید جعفر ہوا۔ جن کی عرفیت منجلے میاں تھی جو جوان ہو کر فوت ہو گئے۔ یوسف میاں کو پاچھابی بنت روشن میاں بنی عم سے ایک بیٹا سید نصرت عرف میاں صاحب میاں ہوئے۔ سید نصرت عرف میاں صاحب میاں بن یوسف میاں کی اولاد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

https://theimammehdi.com

دسواں باب
بندگی میراں سید خوندمیر بنی اسرائیل
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ

آیت ہدایت کان ولایت روشن ضمیر بندگی میاں سید خوندمیر بن حضرت بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایتؒ تربیت حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ کے ہیں۔اور اٹھارہ سال تک حضرت کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ جب آپ تولد ہوئے آپ کی والدہ بوابی بی جو بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؒ کی تربیت تھیں۔اور میاںؒ کا نام بی بی کو بہت عزیز تھا اس لئے اپنے فرزند کا نام انہوں نے سید خوندمیر رکھا۔ جب یہ بات بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ اور میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ کو معلوم ہوئی کہ بندگی میراں سید یعقوبؒ کے گھر میں بیٹا ہوا ہے' پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے کہا بوابی صاحبہ کو بندگی میاں کا نام بہت پسند تھا اس لئے نام ''سید خوندمیر'' رکھے ہیں۔فرمایا بوا بہن کو میاںؒ کا نام بہت عزیز ہے وہی نام رکھا ہے خوب کیا لیکن اس نام پر بہت محنت و مشقت پڑے گی۔

نقل ہے کہ جب حضرت خاتم المرشدؒ نے بندگی میاں سید یوسفؒ کو خود سے جدا کر کے اور رضا دے کر دکن روانہ کرایا اس کے چند روز کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؒ سے بھی فرمایا کہ ''خانجی بھائی جاؤ اپنے بھائی کی مدد کرو میٹھا بھائی اکیلا ہے'' آپ دکن جا کر اپنے بھائی کے دائرہ میں رہے اور بھائی سے سویت لیتے رہے۔دائرہ علیحدہ نہیں کیا کسی نے کہا جو حکم میاں سید یوسفؒ کو ہے آپ کو بھی ہے آپ اپنا دائرہ علیحدہ کرلیں فرمایا صحیح ہے لیکن بندہ بھائی سے ایک سو سویت ہونے تک جدا نہ ہوگا۔جب میاں سید یوسفؒ کے دائرہ میں ایک سو سویت ہوئے آپ نے دائرہ علیحدہ کرلیا۔

ایک دن بندگی میاں سید یوسف نے حضرت مہدی علیہ السلام کا عرس کر کے سب کو دعوت دی مگر میاں سید خوندمیرؒ کو بھول گئے کسی نے سب لوگوں کے کھانے کے بعد کہا میاں سید خوندمیرؒ نہیں آئے اس وقت یاد آیا دیکھا تو کھانا ختم ہو چکا تھا۔تہہ دیگی (کھرچن) رہ گئی تھی وہی

https://theimammehdi.com

ایک قاب میں نکال کر باندی کے ذریعہ میاں سید خوندمیرؓ کے گھر بھیج دیا اس وقت حضرت گھر میں پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے اور چادر اوڑھ لئے تھے۔ باندی نے کھانا لاکر کہا اللہ نے دیا ہے۔ بی بی نے کھرچن کو دیکھ کر لینے سے انکار کیا۔ یہ بات میاں سید خوندمیر نے سن کر منہ سے چادر ہٹا کر کہا کہ بی بی اگر بھائی نے کھانا بھیجا ہے تو واپس کردو اگر اللہ نے دیا ہے تو لے لو۔ بی بی نے قبول کرلیا اور وہی کھانا کھایا۔

اکثر آپ کے دائرہ میں اضطرار واقع ہوتا تھا۔ جب کپڑے پرانے ہوکر پھٹ جاتے تو روپیہ سوا روپیہ میں تین چار کپڑے بنوا لیتے لیکن میاں سید یوسفؒ کے پاس فتوح بہت آتی تھی آپ کے دائرہ کے لوگ فراغت اور وسعت سے گزارتے اور میاں سید یوسف بہت اچھا پہنتے تھے۔ کسی نے کہا میاں سید یوسف لباس شائستہ پہنتے ہیں اور آپ کا لباس ایسا معمولی ہے فرمایا۔ اے برادر سنو بھائی کو خدائے تعالیٰ اس لباس کے تعلق سے نہیں پوچھے گا کیونکہ یہ لباس بھائی کا خدا ہی نے پہنچایا ہے۔ اور بندہ کو ان کپڑوں کا جواب دینا مشکل ہے۔ کیونکہ میں خرید کر پہنتا ہوں۔ میاں سید یوسف کا دائرہ پہاڑ کے قریب تھا اور بندگی میاں سید یوسف کے پاس فتوح بہت زیادہ آتی تھی۔ ایک وقت آپ نے کثیر عشر کپڑے اور دوسرا سامان اور سات سو ہون نقد حضرت خاتم المرشدؓ کی خدمت میں بھیجے۔ یہ عشر بنڈیوں میں پہنچایا گیا عشر لے جانے والے نے خیال کیا کہ جاتے جاتے میاں سید خوندمیرؓ سے بھی پوچھ لوں کہ آپ کے پاس کچھ عشر ہے کیا؟ تاکہ خاتم المرشد کو پہنچادوں آپ کے پاس جو فتوح سال بھر آئی اس کا عشر صرف اٹھنی (آٹھ آنے ' پچاس پیسے) تھا جس کو آپ نے حضرت خاتم المرشدؓ کی خدمت میں بھیجنے اٹھا کر رکھ دیا تھا۔ آپ کا دائرہ پہاڑ کے اوپر کاغذی پورہ کے پاس تھا۔ جب عشر لے جانے والے آپ کے پاس آئے تو آپ نے عشر کی اٹھنی اس کو دے دی اس نے اس کو اپنی گڑی کے پلو میں باندھ لیا۔ جب وہ حضرت خاتم المرشدؓ کی خدمت میں پہنچا میاں سید یوسف کا دیا ہوا پورا عشر پیش کیا۔ حضرت نے وہ سب سویت کرادیا۔ جب سویت ختم ہوگئی تو حضرت خاتم المرشدؓ عشر لانے والے سے پوچھا کہ کیا میرے میاں نے (یعنی میاں سید خوندمیرؓ نے) کچھ دیا اس کو یاد آیا اس نے پگڑی کے پلو سے اٹھنی نکال کر خدمت میں پیش کی۔

حضرت خاتم المرشدؒ نے وہ اٹھنی اپنے منہ سے پکڑ لی اور گھر میں آ کر بی بی سے فرمایا اٹھنی کا میٹھا پکوا کر بندہ کو کھلاؤ۔ اس روز حضرت نے اس اٹھنی کا پکا ہوا کھانا کھایا۔ میاں سید خوند میرؒ کے دائرہ میں غربت اور فاقہ کشی بہت تھی۔ آپ کا دائرہ دولت آباد ہی میں رہا کہیں اور نہیں گئے۔ البتہ ایک دو بار حضرت خاتم المرشدؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت خاتم المرشدؒ کے بعد آپ کی حیات ۲۸/ سال ہوئی ہے۔ آپ کا وصال ۸/ ذی الحجہ ۱۰۲۵ھ کو ہوا ہے۔ قبر شریف والد بزرگوار بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے پہلو میں مغرب کی طرف ہے۔ ایک دن آپ اور میاں سید یوسف دونوں اپنے والد بزرگوار کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ میراں سید یوسف نے فرمایا کہ خانجی بھائی والد بزرگوار کے پہلو میں بندہ کی جگہ ہے۔ حضرت میاں سید خوند میرؒ نے فرمایا ہم دونوں جو پہلے اٹھ جائے اس کی جگہ ہے۔ اس لئے باپ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔ عمر ۶۷ برس کی تھی۔ میاں سید خوند میر کی وفات کے وقت میاں سید یوسف اپنے فرزند میاں سید قاسم کی شادی کے لئے بیجاپور گئے تھے۔ میاں سید خوند میر کو اپنی بیوی چاند خاں بی بنت ملک دولت شاہ گجراتی سے تین بیٹے ہوئے۔ میاں سید منجوؔ میاں سید جلال اور میاں سید قادن۔ اور دوسری بیوی امت الرحیم بنت ملک شاہ محمد فولادی سے چار بیٹے ہوئے۔ میاں سید نصرت میاں صاحب میاں میاں سید ابراہیم عرف باوا صاحب ' میاں سید سلام اللہ اور میاں سید اشرف یہ دونوں بچپن میں وفات پا گئے۔

بندگی میاں سید منجو بن بندگی میاں سید خوند میر بنی اسرائیل: بندگی میاں سید خوند میر بنی اسرائیلؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ تربیت وصحبت اپنے چچا بندگی میاں سید یوسف سے رکھتے ہیں۔ بہت بزرگ اور صاحب کمال تھے۔ آپ کی بیوی کا نام بی بی الہدیتی ہے جو بندگی میاں سید یوسف کی بیٹی ہیں۔ آپ کا انتقال بندگی میاں سید یوسف کی زندگی میں ۲/ رجب کو ہوا مزار مبارک دولت آباد میں ہے۔ بی بی الہدیتی عابدہ اور زاہدہ تھیں آپ کا تولد حضرت خاتم المرشدؒ کے حضور میں جالور میں ہوا۔ ۶/ رمضان کو سفر آخرت اختیار کیا اور منجپہ میں میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ کے پہلو میں مشرق کی طرف آسودہ ہیں۔ میاں سید نجم الدین اور سید موسیٰ دو بیٹے ہوئے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید نجم الدینؒ: بندگی میاں سید منجو کے بیٹے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میاں سید خوندمیر کے وقت آخر چراغ کم روشنی سے جل رہا تھا۔ میاں سید منجو نے اس کو درست کر دیا' وہ روشن ہو گیا میاں سید خوندمیر نے فرمایا منجو جی کے چراغ کو جوت بہت ہے۔ یہ بشارت بزرگان دین میاں سید نجم الدین کے حق میں سمجھتے ہیں۔ میاں سید نجم الدین شبستان فضل وکمال کے چراغ تھے۔ آپ پہلے بندگی میاں سید یوسفؒ کے تربیت ہوئے پھر علاقہ بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ سے کیا۔ جب آپ ترک دنیا کے خیال سے حضرت حاکم الزماںؒ کے پاس آئے حضرت حاکم الزماں نے فرمایا خوزادے تمہارے سر پر قرض ہے ادا کر کے آؤ۔ آپ حاکم الزماںؒ کے وقت آخر نہ پہنچ سکے۔ حاکم الزماںؒ نے آپ کو یاد کر کے فرمایا نجم الدین نہیں آیا اگر آتا اور ایک دو دم بھی یہاں رہتا تو وہ تم سب میں ہوتا۔ میاں سید نجم الدین کی عالیت پسندی اور قابلیت اور حدود کا خیال رکھنا حضرت حاکم الزماںؒ کو بہت پسند تھا۔ اور فرمایا جس طرح بندگی میاں کو حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات میں سیر تھی اسی طرح سید نجم الدین کو سیر بندہ کی ذات میں ہے اور فرمایا بندہ کا دل سید نجم الدین کا جسد میں ہے۔ اور سید نجم الدین کا دل بندہ کے جسد میں ہے۔ بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کی وفات کے بعد میاں سید نجم الدین نے اپنے ماموں حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ سے علاقہ کیا ایک وقت حضرت شاہ قاسمؒ نے میاں سید نجم الدین کو ایک خط لکھا ہے جب کہ وہ کہیں گئے ہوئے تھے وہ مکتوب یہ ہے۔

برادرم سید نجم الدین بعد از سلام معلوم ہووے کہ خلافت طبعی وفہمی میں ہرگز اختلاف نہ کریں۔ اسی طرح مخالفان سنت اور بدعت سے ہرگز درگزر نہ کریں جو کچھ ہاتھ یا زبان سے تقصیر ہو خطا ہے۔ اور میرے آدمی کو دائرہ میں مت رکھو۔ اس میں جو پریشانی ہو وہ للہ فی اللہ ہے۔ اور تمہارے لئے اور تمہارے مقلدوں کے لئے یہی حجت بس ہے اور گھر والوں کو معلوم ہو کہ فقیر فرزندوں کی جگہ ہیں۔ بلکہ ان سے بہتر ہیں۔ ان کی ایسی مدد کرو کہ ان کی تربیت نہ ٹوٹے۔

حضرت سید نجم الدین حضرت شاہ قاسمؒ کی وفات کے بعد دوسرے روز بندگی میاں شاہ نصرتؒ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ خوند کار اپنے فقیروں میں شمار کریں حضرت شاہ نصرتؒ نے

https://theimammehdi.com

فرمایا تم میاں سید قاسم کی طرف توجہ کرو وہ جو فرمائیں اس پر عمل کرو۔ حضرت شاہ نصرتؒ نے آپ کی کمر بند باندھنا چاہا تو کہا کہ سمجھو کہ یہ کمر میاں سید قاسم نے باندھی ہے۔ یہ کمر بند کھول کر باندھتا ہوں۔ عرض کیا اسی پر باندھ دیجئے۔ قوت پر قوت ہے۔ پھر حضرت شاہ نصرت نے کہا جاؤ جب بھی میاں سید قاسم کا حکم ہے بجالاؤ۔ پھر آپ کو بیان قرآن کی اجازت دی اس کے بعد میاں سید نجم الدین برہان پور چلے گئے۔ چند روز وہاں رہے پھر ملک دھونڈا جا کر تگریہ میں اپنا دائرہ باندھا۔ وہاں میاں محمود شاہ کا (جو حضرت خاتم المرشدؑ کی صحبت میں رہ چکے تھے) اور میاں شریف محمد کا بھی دائرہ تھا۔ میاں سید نجم الدین کے وہاں آنے پر دونوں بزرگوں نے کہا ''آب آمد وتیمّم برخواست'' دونوں میاں سید نجم الدین کے تابع ہوگئے۔ وہاں ایک عرصہ سے افغان رہتے تھے جو اس ملک کے راجہ کے ملازم تھے۔ لیکن شعار اسلام اور اطوار شریعت سے ناواقف تھے۔ جب میاں سید نجم الدین نے ان کو دین مہدیؑ کی طرف بلایا انہوں نے کرامت کا مطالبہ کیا۔ کہا کیا کرامت چاہتے ہو سب نے کہا یہ جو آک کے جھاڑ میں ان کی ہر ڈالی میں مصری کی ایک ڈلی ہونا چاہئے۔ حضرت نے کہا دیکھو دیکھا تو ان جھاڑوں کی ہر ڈالی میں مصری کی ایک ڈلی پائی۔ سب کے سب مصدق ہوگئے آج تک ان سب افغانوں کی اولاد مصدق ہے۔ ان سب نے میاں سید نجم الدین کی بیعت کر کے سعادت وصفائی کا راستہ اختیار کیا۔ میاں سید نجم الدین نے دو شادیاں کیں لیکن کسی بیوی سے بھی فرزند نہیں ہوا۔ اس لئے آپ نے بندگی میاں شاہ قاسمؒ کے فرزند میاں سید میرانجی کو جن کو حضرت شاہ قاسمؒ نے آپ کے حوالے کیا تھا فرزند بنا کر پالا اور اپنی صحبت میں رکھ کر ان کو خلافت دے کر ارشادی کا حکم دیا۔ میاں سید موسیٰ بن میاں سید منجو کے حالات کا علم نہ ہوسکا۔

بندگی میاں سید جلال بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ: برگزیدہ لایزال بندگی میاں سید جلال بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل بہت بزرگ اور مقتدا تھے۔ میاں سید یوسف نے اپنے گھر میں اپنے فرزند کی طرح ان کی پرورش کی ہے۔ تربیت وصحبت میاں سید یوسف سے رکھتے تھے۔ بندگی میاں شاہ قاسمؒ آپ کا بہت ادب کرتے تھے۔ جب بندگی میاں سید یوسف حضرت شاہ قاسمؒ کی شادی کے لئے بیجاپور گئے دائرہ میاں سید جلال کے حوالے کیا۔

https://theimammehdi.com

نقل ہے کہ ایک دن میاں سید جلال اپنے حجرہ سے دائرہ کی حفاظت کی خاطر نکلے۔ دائرہ معلیٰ پر نظر ڈالی چاند نکلا ہوا تھا۔ ایک فقیر دائرہ کی باڑ کے پاس حاجت ضروری کے لئے بیٹھا ہوا تھا آپ اس طرف بڑھے وہ شرم سے گوشہ نشین میں ہو گیا۔ حضرت نے تصور کیا کہ چور ہے دوڑ کر اس کے پہلو پر تلوار ماری اس کا پورا جسم کٹ گیا۔ ایک تسمہ اتنا باقی رہ گیا۔ جب میاں نے چراغ لے کر اس کی صورت دیکھی پہچانا کہ اپنا متعلقہ فقیر ہے۔ آپ بہت ہی افسوس و حیرت کرنے لگے اور وہاں سے اپنے حجرہ میں آ کر رونے لگے اور کہنے لگے خداوند قیامت کے دن میرا حشر خونیوں میں مت کر جب صبح ہوئی جا کر فقیر کو دیکھا' دیکھا کہ زخم مل گیا ہے اور فقیر اچھا ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت کی خاطر جمعی ہوئی۔

سید عبدالقادر سید محمد اور سید حمید یہ تین بھائی تھے مصدق نہیں تھے۔ نظام شاہ کے امیروں سے تھے۔ بندگی میاں سید یوسف کے ہاتھ پر مصدق ہو گئے۔ سادات صحیح النسب تھے۔ اور سید عبدا لقادر کی بیٹی کی پرورش دایہ نے کی تھی اس نے اس کو اپنی بیٹی بنا کر پرورش کیا تھا۔ اس بیٹی کی شادی میاں سید جلال سے ہوئی اس سے چار بیٹے میاں سید جلال کو ہوئے۔ سید باقر' سید زین العابدین' سید خوندمیر' سید موسیٰ ان چاروں فرزندوں کی رحلت میاں سید جلال کے حضور میں ہوئی ہے۔ میاں سید جلال کا انتقال ۲۶/ شعبان کو ہوا ہے۔ مزار مبارک دولت آباد میں ہے۔

میاں سید موسیٰ بن میاں سید جلالؒ: میاں سید موسیٰ عالم روزگار میں تھے اس کے بعد ترک دنیا کر کے حضرت بندگی میاں شاہ قاسم کے پاس جانے کا خیال کیا اس لئے اوسہ سے نکل کر (جہاں آپ تھے) دولت آباد کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں گھاٹ ناندورہ کے پاس چوروں کے ہاتھوں شہید ہوئے ان کو ایک فرزند سید یداللہ تھے جو باپ کی شہادت کے وقت بہت چھوٹے تھے۔ اور اپنے دادا میاں سید جلال کے پاس تھے۔

بندگی میاں سید قادن بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل: بندگی میاں سید قادن احمد نگر کے سپہ سالار جمال خاں پنی پٹھان کے پاس ملازم تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی حالت ملازمت میں رہے۔ دولت آباد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ آپ کی تاریخ شہادت ۳۰/ ذی قعدہ ہے۔

https://theimammehdi.com

گیارھواں باب

بندگی میاں سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاںؒ

شریعت پناہ طریقت بندگی میاں سید یداللہ عرف بڑے شاہ میاںؒ بن میاں سید موسیٰ بن میاں سید جلال بن میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ خدائے وہاب نے آپ کو بچپن ہی سے کمالیت کشف عطا کیا تھا۔ایک دن آپ چار سال کی عمر میں گھر کے صحن میں طفلانہ عادت کے طور پر کھیل رہے تھے ناگاہ چیختے چلاتے اور روتے ہوئے گھر میں دوڑ کر آئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ میرے باپ یہ کہتے ہوئے زمین پر گرے اور کہنے لگے چند آدمی میرے باپ کو تلواروں سے مار رہے ہیں۔عورتیں ایسی باتیں کرنے سے سب منع کرنے لگیں لیکن میاں کے دل کو تسکین نہ ہوتی تھی۔میاں سید جلال آپ کے دادا جو حجرہ میں مشغول ذکر تھے باہر آئے اور فرمایا اس بچہ کو کیوں منع کر رہی ہو۔جو کچھ دیکھ رہا ہے کہہ رہا ہے اور بہو سے فرمایا عدت بیٹھ جاؤ میرے بیٹے سید چھجو (سید موسیٰ) کو چوروں نے شہید کر دیا ہے۔اس روز ۲۹/ جمادی الاول تھی۔بی بی عدت بیٹھ گئیں چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ فلاں جگہ سید چھجو شہید ہو گئے ہیں۔

اپنے بچپن میں میاں سید یداللہ اس واقعہ کے بعد سخت بیمار ہو گئے۔علاج کیا گیا مگر افاقہ نہ ہوا آپ کی پھوپی آپ کو لے کر آپ کے دادا میاں سید جلال کے پاس آئیں اور کہا بچہ کی حالت خراب ہے آپ کی نسل میں یہ ایک ہی بچہ تھا اب وہ بھی چلے گیا تو آپ کی نسل دنیا میں نہ رہے گی فرمایا ایسا مت کہو۔خدا اس کو صحت دے گا اس کی عمر بڑی ہو گی انشاء اللہ گروہ مہدی علیہ السلام میں تمام پیرزادوں کی اولاد ایک حصہ ہو گی اور ایک حصہ اس کی اولاد ہو گی۔

میاں سید یداللہ بچپن میں اپنے چچا سید نجم الدین کے تربیت ہوئے تھے۔میاں سید نجم الدین ڈھونڈا جا کر رہ گئے۔ایک دفعہ چند مہدوی سوداگر اپنا سامان لے کر تجارت کی غرض سے کہیں جانے کے لئے نکلے اور برکت کی خاطر آپ کو آپ کے دادا کی اجازت سے ساتھ رکھ لیا۔جب اوسہ کے مقام پر آئے آپ نے خواب دیکھا کہ دادا نے آپ کو ترک دنیا کرا دیا ہے۔اور اپنی پگڑی

https://theimammehdi.com

آپ کے اوپر رکھ دی ہے۔ جب صبح ہوشیار ہوئے آپ نے اپنے میں ایک عجیب تبدیلی پائی اور اپنے سر پر پگڑی دیکھی اور ہمراہیوں سے کہا آپ لوگ اپنے کام پر روانہ ہو جائیں۔ میں نے خواب میں دادا کے ہاتھ پر ترک دنیا کر دی ہے۔ ساتھیوں نے بھی آپ کی تبدیلی کو محسوس کیا اور چلے گئے آپ نکل کر آبادی کے باہر ایک چشمہ پر ایک بزرگ کو دیکھا جو وضو کر رہے تھے۔ یہ میاں علی باگؒ تھے جو حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؓ کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے جب میاں سید یداللہ کو دیکھا تو نام پوچھا آپ نے اپنا نام کہا میاں علی باگ نے سن کر فرمایا خوندکارزادے آپ میرے مرشد زادے ہیں۔ (کیونکہ میاں علی باگ تربیت میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ کے تھے۔ جو میاں سید یداللہ کے پردادا ہیں) میں ان کے خاندان کا فیض یافتہ ہوں۔ آپ مجھ سے یہ فیض حاصل کریں اور میری صحبت میں رہیں۔ میاں سید یداللہ نے کہا بندہ تعمیل حکم کے لئے حاضر ہے۔ میاں علی باگؒ نے پوچھا آپ کے بغل میں کیا ہے کہا کپڑوں کا ایک جوڑا ہے فرمایا فقیر کے لئے ایک جوڑا کپڑوں کا کافی ہے یہ کسی فقیر کو دے دو پھر دونوں اپنے مقام پر آئے۔ یہاں میاں سید یداللہ نے اپنے سفر کی داستان سنائی۔ آپ نے میاں علی باگؒ سے بیعت کر کے ان کے ہاتھ پر ترک دنیا کا اقرار کیا۔ اور صحبت میں رہ گئے۔ یہاں آپ کے دن جنگل کے برگ بار، سڑے ہوئے کچے پھل کھانے میں گزرنے لگے۔ آپ اسی پر قانع ہو کر میاں علی باگؒ کی صحبت سے استفادہ کرنے لگے۔

ایک دن میاں سید یداللہ سوکھی لکڑیاں چننے کے لئے جنگل میں گئے اور غار کے قریب پہنچے وہاں ایک اژدھا جو آپ کو اپنی جانب کھینچنے لگا آپ پریشان ہو گئے اور اپنے مرشد میاں علی باگ کو یاد کیا۔ دیکھا کہ میاں علی باگ سامنے کھڑے ہیں۔ ان کے اشارے پر اژدھا غار میں چلا گیا پھر دونوں دائرہ میں آئے۔ میاں علی باگ نے فرمایا میاں بڑے شاہ لکڑی کے لئے اتنی دور جنگل میں جانا مناسب نہیں۔ احتیاط کیا کرو۔ جب میاں علی باگؒ بیمار ہو گئے اور آپ کا آخر وقت آیا آپ نے میاں سید یداللہ کو طلب کر کے پوچھا خوزادے آپ میرے بعد کہاں جاؤ گے۔ عرض کیا میں میاں سید نجم الدین کے پاس ڈھونڈا جانا چاہتا ہوں۔ میاں علی باگؒ نے فرمایا میں نے آپ

https://theimammehdi.com

کے بزرگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ آپ کو دیدیا ہوں اگر آپ میاں سید نجم الدین کے پاس جائیں گے۔اسی مقام پر رہیں گے جس مقام پر اب ہیں۔اگر ترقی پانا چاہتے ہیں تو میاں سید نصرت (مخصوص الزماںؒ) کی خدمت میں جاؤ۔تمہارے ظاہری اور باطنی کام وہاں تکمیل پائیں گے۔ میاں سید یداللہؒ نے خیال کیا کہ چچا میاں اور میاں علی باگ دونوں حضرت شاہ قاسم کی خدمت میں عرصہ تک رہے ہیں۔شاید آپس میں کچھ شکر رنجی ہوگئی ہوگی اس لئے وہاں جانے سے منع کر رہے ہیں۔اور یوں بھی میرا کوئی ظاہری کام نہیں ہے بیوی اور دو بچے موجود ہیں۔آپ اسی خیال میں تھے کہ میاں علی باگ نے فرمایا شہزادے میاں سید نجم الدین فرزند مہدی ہیں ان کا میرا کیا مقابلہ نہ کوئی بات شکر رنجی کی ان سے ہوئی ہے بات یہ ہے اگر تم میاں سید نجم الدین کے پاس جاؤ گے تمہارے سلسلے میں ایک نام کا اضافہ ہوگا۔یہ بات میں اپنے مرشد سے دریافت کر کے کہہ رہا ہوں اور ظاہری کام یہ ہے کہ تمہاری بیوی اور بچے انتقال کر گئے ہیں اگر تم میاں سید نصرت کے پاس جاؤ گے تو ان کی دختر سے تمہاری شادی ہوگی۔پھر فرمایا تم اپنی تنہائی سے پریشان نہ ہونا میرے انتقال کے بعد اللہ والے چند لوگ آئیں گے ان کے ساتھ رہ کر میری تجہیز و تکفین کر دینا۔اس کے بعد میاں علی باگ کا وصال ہوگیا۔انتقال کے بعد مغرب کی طرف سے چار آدمی آئے۔تجہیز و تکفین کا سامان ان کے ساتھ تھا۔پھر ان کے ساتھ ہو کر میاں سید یداللہ نے میاں علی باگ کی نعش مبارک کو دفن کر دیا (میاں علی باگ کی قبر اوسہ میں ہے) میاں علی باگ کی صحبت میں میاں سید یداللہؒ تین سال رہے ہیں۔میاں علی باگ کی وفات کے بعد آپ ان کی حسب وصیت شاہ نصرتؒ کی خدمت میں جانے کے لئے اوسہ سے نکل کر حیدر آباد کی جانب روانہ ہوئے۔جہاں چنچل گوڑہ میں حضرت شاہ نصرتؒ کا دائرہ تھا۔سفر دور دراز کا اور زاد راہ ساتھ نہ تھا فاقہ کھینچتے ہوئے نہایت تکلیف سے حیدر آباد پہنچے۔جب آپ حسین ساگر تالاب کے کٹے پر پہنچے مغرب کا وقت تھا وہاں نماز مغرب پڑھی۔اور چنچل گوڑہ کا رخ کیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر فی الواقعی شاہ نصرت اہل فضل زمانہ ہیں تو یہ باتیں ان سے ظاہر ہوں گی۔چونکہ اب تک مجھے دیکھا نہیں ہے میں پہنچتے ہی مجھے نام سے

https://theimammehdi.com

پکاریں گے۔اور نماز عشاء میں مجھے امام بنائیں گے۔اور مجھے کچھ میٹھا کھلائیں گے۔اور اپنی بیٹی کا م عقد مجھ سے کر دیں گے۔جب عشاء کا وقت آیا شاہ نصرتؒ کے دائرہ میں اذان ہوئی۔جماعت کا وقت آنے پر آپ سے تکبیر کی اجازت چاہی گئی۔آپ نے روک دیا تین بار اجازت چاہی گئی تو بھی روک دیا اور مسجد سے نکل کر دائرہ کے دروازے کی طرف بڑھے اتنے میں میاں سید یداللہ پہنچے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا آؤ بڑے شاہ میاں پھر قدمبوسی کے بعد ان کو لے کر مسجد میں آئے اور تکبیر کا حکم دیا اور آپ کو امامت کے لئے بڑھایا۔میاں سید یداللہ نے نماز پڑھائی۔نماز کے بعد آپ کو اپنے گھر لائے جب بی بی نے ایک غیر مرد کو ساتھ دیکھ کر پردہ کرنا چاہا تو فرمایا بی بی خدا نے ہم کو یہ بیٹا دیا ہے اور بی بی سے کہا آج تمہاری بیٹی کا عقد ہے اس لئے شربت تیار کرو۔گڑ کا شربت تیار ہوا مسجد میں آ کر آپ نے میاں سید یداللہ سے اپنی بیٹی امت العزیز کا نکاح کر دیا۔حاضرین کو گڑ کا شربت پلایا گیا۔میاں سید یداللہ آپ سے علاقہ صحبت باندھ کر آپ کی صحبت میں رہ گئے۔اور ۲۸ سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔حضرت شاہ نصرت میاں سید یداللہ سے بہت خوش تھے۔آپ کو بڑی بڑی بشارتیں دیں۔آپ کے جملہ فرزند حضرت شاہ نصرتؒ کے حضور ہی میں پیدا ہوئے ہیں۔آپ کو ان فرزندوں سے بہت محبت تھی۔انکو اپنا فرزند فرماتے تھے۔ایک وقت میاں سید یداللہ کی والدہ کا خط آیا کہ میرا آخری وقت ہے آ کر مجھے دیکھ کر جاؤ جب آپ نے جانے کی اجازت چاہی حضرت شاہ نصرتؒ نے فرمایا تمہاری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔اب جا کر کیا کرو گے کچھ عرصہ کے بعد والدہ کی قبر کی زیارت کو جانے کی اجازت چاہی۔فرمایا وہاں کیوں جا رہے ہیں۔یہاں کچھ پکا کر فقراء کو کھلا دو۔آپ نے ارادہ منسوخ کر دیا اپنی وفات کے پہلے حضرت شاہ نصرتؒ نے میاں سید یداللہ کو اپنی خلافت عطا کی ہے۔اور دستار اپنے سر سے نکال کر میاں سید ید اللہ کے سر پر رکھ دی۔

میاں سید یداللہ کبھی اہل دنیا کے گھر نہیں گئے نہ کسی دنیادار کو خط لکھا۔شاہ نصرتؒ کے بعد آپ نے اپنا دائرہ قلعہ گولکنڈہ کے پیچھے عالم خاں انصاری کے کوٹھے میں آ کر باندھا۔آپ کبھی

https://theimammehdi.com

عالم خاں انصاری کے گھر نہیں گئے ۔ عالم خاں انصاری نے جو میاں سید روح اللہ کے مرید تھے جب دنیا ترک کر دی تو مبارک باد دینے ان کے گھر گئے ہیں۔ ممریز خاں محمد زئی جاگیر دار نانڈگاؤں نے آپ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی تو آپ نے نانڈگاؤں جا کر دائرہ باندھا۔ ایک روز ممریز خاں نے کسی گاؤں پر حملہ کر کے وہاں سے جانور لوٹ لائے اور ایک گائے آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے فرمایا لوٹ کا مال کہ وہ حربی نہیں ہے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ ممریز خاں نے کہا ہمارا تمام مال ایسا ہی ہے ہم دنیا دار ہیں ہمارا غلہ پانی سب ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تیرے گاؤں میں نہ رکھے وہاں سے نکل گئے۔ ممریز خاں کے بھانجے نے جو کنجرہ کا جاگیر دار تھا نہایت عاجزی سے آپ کو لے جا کر کنجرہ میں رکھا اور دائرہ کے لئے زمین دی۔ حضرت وہاں جا کر دائرہ باندھ کر رہے۔ وہیں بتاریخ ۲۹/ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ واصل بحق ہوئے ۔ مزار مبارک وہیں ہے۔ آپ کے انتقال کے وقت میاں سید میرانجی حیدر آباد میں تھے۔ اجماع میں آ کر فرمایا کہ شربت بناؤ کہ آج بھائی بڑے شاہ میاں کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر سب کو شربت بنا کر پلایا پھر تعزیت کے لئے کنجرہ آئے۔ میاں سید یداللہ کے سب فرزندوں نے دائرہ کے باہر آ کر آپ کا استقبال کیا پھر آپ نے جا کر میاں سید یداللہ کی قبر کی زیارت کی اور قبر پر ہاتھ رکھ کر بوسہ لیا اور فرمایا سبحان اللہ اس مرد کا قدم کس قدر عالیت پر تھا کہ ان کا قدم کبھی کسی دنیا والے کے گھر نہیں گیا نہ ان کا قلم گیا۔

میاں سید یداللہ کی تین بیویاں تھیں بی بی صاحبنی بی بی امت العزیز بی بی صاحب بی ان تینوں بیویوں سے آپ کو دس فرزند اور چار بیٹیاں ہوئیں ۔ فرزندوں کے نام یہ ہیں۔ سید جلال' باوا صاحب میاں بچپن میں گزر گئے ۔ سید زین العابدین' سید موسیٰ' سید جعفر' سید یحییٰ' سید منجو' سید علی' سید نصرت و سید محمود اور چار بیٹیوں میں ایک بی بی ہدن جی عرف ہدوماں تھیں جن کے متعلق میاں سید ید اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر ہدوماں نہ ہوتی تو ہم بانجھ تھے باوجود اتنے صاحب حال اور باکمال فرزندوں کے بیٹی کے حق میں ایسا فرمایا۔ میاں سید یداللہ کے فرزندوں میں باوا صاحب میاں کا انتقال بچپن میں ہو گیا۔ بی بی ہدوماں کا انتقال ۲/ ربیع الثانی کو ہوا مزار ہڑواڑ میں ہے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید جلالؒ: آپ سید یداللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ باپ کے انتقال کے وقت حاضر تھے۔ میاں سید علی حالت کسب میں تھے۔ پانچ فرزند آپ کے آپ کی خلافت سے مبشر ہیں۔ میاں سید یداللہ کے انتقال کے وقت کسی نے کہا خوندکار دائرہ کس کے حوالے کر رہے ہیں۔ فرمایا یہ پانچ فرزند جہاں رہیں وہاں دائرہ کا حکم ہے۔ یہ پانچویں حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کے حضور میں پیدا ہوئے۔ بسم اللہ ان کی حضرت مخصوص الزماںؒ نے پڑھائی ہے۔ اور ہر ایک کو سید و میاں کے گود میں دے کر شہر گشت کرایا ہے۔ میاں سید جلال کو دو بیٹے ہوئے۔ ایک میاں سید شہاب الدین چھابو.جی میاں دوسرے میاں سید اسمٰعیل خوزادے میاں۔ چھابو.جی میاں کو ایک فرزند ہو کر بچپن میں فوت ہو گیا۔ روشن میاں‘ خوزادے میاں کو ایک فرزند سید جلال الدین روشن میاں اور سریت سے ایک فرزند سید عالم ہوئے۔

روشن میاں تربیت‘ صحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ بہت بزرگ اور مقتدا اور جامع الکمالات تھے اور منبع علم وعرفان تھے آپ کا دائرہ ہیندری ندی کے کنارے کرنول میں تھا۔ کرنول سے نکل کر کڑپہ میں آ کر دائرہ کیا آپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کا وصال ۷/ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو ہوا ہے۔

میاں سید زین العابدینؒ: آپ بندگی میاں سید یداللہ کے فرزند ہیں۔ اور حضرت شاہ نصرتؒ کے نواسے ہیں۔ ۱۰۶۳ھ میں تولد ہوئے اور تربیت اپنے نانا حضرت شاہ نصرتؒ کے ہیں۔ حضرت شاہ نصرتؒ کے انتقال کے وقت ۱۶ سال کے تھے اس کے بعد اپنے والد بزرگوار سے علاقہ کیا اور سترہ سال حضرت کی خدمت میں رہے۔ اور والد کے ہاتھ پر ہی ترک دنیا کی۔ وفات کے وقت ۳۳ سال کے تھے۔ قیام کنجرہ میں تھا۔ والد کے بعد میاں سید میرانجی سید و میاں سے علاقہ کیا اور حضرت مرشد الزماں کے آخر وقت حاضر تھے مرشد الزماں کی وفات کے بعد کڑپہ تشریف لے گئے وہاں سے ارکاٹ آئے اور یہاں سے ترچنا پلی آ کر قیام کیا آپ کا انتقال ۶/ رمضان ۱۱۰۲ھ کو ترچنا پلی میں ہوا مزار وہیں ہے۔ آپ کے مزار پر گنبد ہے آپ کو چار بیٹے ہوئے۔ سید عبدالکریم‘ سید و میاں‘ خوزادے میاں اور چھابو.جی میاں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید عبدالکریمؒ: بن میاں سید زین العابدین آپ کی عرفیت سید جی میاں ہے۔ بندگی میاں سید یداللہ کے حضور میں کنجرہ میں پیدا ہوئے تربیت میاں سید میرانجی سیدو میاں (مرشد الزماں) کے ہیں۔ پھر عم شریف خوب میاں صاحب سے علاقہ کیا۔ تینوں مرشدوں کے وقت آخر حاضر تھے آپ نے کڑپہ میں اپنا دائرہ باندھا پھر سریرنگا پٹن میسور آئے ہیں۔ ۲۷/ شعبان ۱۱۷۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ اور یہیں مدفون ہیں۔ آپ کو ۲۱ اولاد ہوئی۔ پہلی بیوی سے سات فرزند اور دو دختر ہوئیں۔ سید اسداللہ اشرف میاں شہید، سید مصطفیٰ عرف منجلے میاں شہید ترچنا پلی، اچھے میاں جو سات سال کی عمر میں انتقال کر گئے، سیدا میاں، سید ابراہیم عرف خاموش باوا صاحب میاں، سید جعفر، سیدن میاں دوسری بیوی سے دو فرزند ننھے میراں اور مٹھے میاں تیسری بیوی سے پانچ فرزند چوتھی بیوی سے دو فرزند ہو کر بچپن میں فوت ہو گئے۔

اشرف میاں تربیت اپنے دادا کے ہیں اور خوب میاں کے خلیفہ ہیں۔ متقی اور پرہیزگار تھے حالت سفر میں چوروں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ سید جعفر سیدن میاں مرید اپنے باپ کے ہیں۔ اور صحبت اپنے بھائی شاہ صاحب میاں سے رکھتے ہیں۔ ان کو سیدو میاں، میاں صاحب، سید جی میاں تین بیٹے ہوئے۔ میاں صاحب تربیت خوب صاحب میاں کے ہیں اور صحبت باپ سے رکھتے ہیں ہروڑ میں دائرہ تھا پھر پالگھاٹ میں دائرہ کیا ان کو ایک بیٹا ہوا سید جی میاں نام تھا۔

میاں سید مصطفیٰ شہیدؒ: بن میاں سید عبدالکریم، آپ کی عرفیت منجلے میاں ہے آپ میاں سید زین العابدین کے تربیت ہیں۔ اور والد بزرگوار کے ہاتھ پر ترک دنیا کی اور صحبت میں رہ کر خلافت حاصل کی۔ والد کے بعد ترچنا پلی آ کر دائرہ کیا۔ زاہد، عابد اور ذاکر تھے۔ قلعہ مذکور میں ظالم کلاہ پوشوں کے ہاتھ پر اٹھارہ جانثاران حضرت مہدی علیہ السلام کے ہمراہ بتاریخ ۲۲/ شوال المکرم ۱۲۰۳ھ میں بہ سلسلہ تسبیح جام شہادت نوش فرمایا۔ اور یہیں مدفون ہیں۔ آپ کی تین بیویوں سے چار فرزند چار دختر جملہ ۸ اولاد ہوئی۔ پہلی بیوی سے دو فرزند بڑے میراں اور سید عبدالکریم ہوئے دوسری بیوی سے چار دختر ہوئیں۔ تیسری بیوی سے دو فرزند سید عمر اور سید عالم ہوئے۔

https://theimammehdi.com

میاں سید ابراہیم عرف خاموش باوا صاحب میاںؒ: آپ میراں سید عبدالکریم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اپنے جد امجد سے تربیت ہوئے اور والد بزرگوار کے ہاتھ پر فقیر ہوئے اور صحبت رکھی۔ والد کے بعد زہرہ پور کرنول کو آکر دائرہ کیا۔ نہایت متقی اور متوکل تھے۔ ولایت مصطفیٰ کو مخلوق جانتے تھے۔ ہمیشہ خاموش رہا کرتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ذکر میں بیٹھتے۔ اشراق کی نماز پڑھ کر اٹھتے۔ پھر چاشت کی نماز کے بعد تلاوت قرآن میں مصروف ہوجاتے اور ظہر کی نماز کے وقت تک روزانہ ایک بار قرآن پاک کا مکمل اعادہ کرتے۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ عصر سے عشاء تک ذکر اللہ میں مصروف رہتے۔ اور ذکر دوام میں لگے رہتے۔ ہمیشہ حجرہ ہی میں قیام رہتا۔ فقر و فاقہ میں ہمیشہ مبتلا رہے۔ دینی کام بسم اللہ خوانی وغیرہ مسجد ہی میں انجام دیتے۔ کاسبوں کے گھر نہ جاتے۔ جو کچھ فتوح آتی فقراء میں سویت کردیتے دعوت کا کھانا مسجد میں آجاتا یہیں فقراء کے ساتھ وہ کھانا تناول فرماتے۔ دعوتوں میں تشریف نہ لے جاتے آپ کو ایک دختر راجہ بی ہوکر نا کتخدا انتقال کر گئیں۔ اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ آپ نے اپنا جانشین اپنے بھتیجے میاں سید عمر بن میاں مصطفیٰ شہید ترچنا پلی کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے دائرہ ان کے حوالے کیا۔ بتاریخ ۱۷/ ذی الحجہ ۱۲۱۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا وہیں پر مزار ہے۔

نقل ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ ۲۹/ شعبان کو عشاء کی نماز کے قریب اپنے متعلقین سے فرمایا کہ نماز تراویح کی تیاری کرو۔ کیونکہ چاند نظر آ گیا ہے۔ یہ خبر تمام دائروں میں پھیل گئی۔ چنانچہ سب ہی کے دائروں کے مرشدوں نے نماز تراویح پڑھی۔ اس وقت شہر کرنول کا حاکم الف خاں بن ابراہیم خاں تھا۔ وہ ہر سال رمضان میں ہلال کی رویت کے لئے لوگوں کو مقرر کرتا تا کہ چاند کے نظر آنے کی اطلاع ملے اس کی فوج میں اکثر مہدوی ملازم تھے۔ جب مہدوی ملازمین یکم رمضان کو نواب کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے حاضر ہوئے نواب نے نذرانہ لینے سے انکار کیا اور کہا رویت ہلال کی اطلاع نہیں ملی چاند کس نے دیکھا ہے۔ مہدویوں نے کہا ہمارے مرشد باوا صاحب میاں نے دیکھا ہے اور ہم نے رات میں تراویح بھی پڑھی ہے۔ نواب نے کہا رویت ہلال کی

https://theimammehdi.com

اطلاع کہیں سے نہیں آئی۔ پھر تمہارے مرشد نے چاند کس طرح دیکھ لیا معلوم ہوتا ہے تمہارے مرشد نے مہدی کو بھی اسی طرح قبول کیا ہے۔ مہدوی عہدہ دار اس بات کو سن کر بھڑک گئے اور تلواریں بے نیام کرلیں اور کہا ہم اپنے مذہب کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ نواب نے کہا ہم رویت ہلال کو مان لیتے ہیں مگر دو گواہ چاہئے۔ یہ بات سن کر چند مہدوی حضرت باوا صاحب میاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا اگر اس بات کا یقین نہیں تو اللہ میں قدرت ہے وہ آئندہ مہینے کا چاند اٹھائیسویں کو دکھلائے گا۔ جب یہ بات نواب کو معلوم ہوئی وہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہا دنیا میں آج تک اٹھائیسویں تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کیا تم کو اس بات پر یقین ہے۔ مہدویوں نے کہا ہمارے مرشد نے فرمایا ہے اور ایسا ہوسکتا ہے تو آپ نے کہا اگر شوال کا چاند اٹھائیسواں نظر نہ آئے تو تمام مہدوی جو ہماری حکومت میں رہتے ہیں سب کے سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ انتظام کے لئے حکم جاری کر دیا۔ جب رمضان کی اٹھائیس تاریخ آئی تو تمام مہدوی بچے بوڑھے جوان سب کے سب حضرت کی مسجد میں جمع ہو گئے اور نماز و ذکر میں مشغول رہے ادھر فوج نے نواب کے حکم سے مہدوی محلے کا ہتھیاروں سے لیس ہو کر حلقہ کرلیا۔ نواب رویت ہلال کے لئے آدمیوں کو مقرر کر کے خود بھی بلند مقام پر آ موجود ہوا جب مغرب کا وقت ہوا سب کی نگاہیں آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔ مسجد میں مہدوی باطمینان تمام ذکر میں مشغول تھے۔ اتنے میں آپ کے خلیفہ میاں سید عمر نے نماز مغرب کے لئے اذان کی اجازت چاہی۔ آپ حجرہ سے نکل کر صحن مسجد میں آئے اسوقت مسجد اور مسجد کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا۔ صحن میں پہنچ کر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور انگلی سے اشارہ کیا لوگوں نے دیکھا کہ چاند عید کا آسمان پر موجود ہے۔ مہدویوں کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے اور سب ایک دوسرے کے بغل گیر ہوئے پھر حضرت نے نماز کے لئے مصلیٰ پر آ کر میاں سید عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا نماز ہوئی۔ بعد نماز آپ حجرہ میں چلے گئے جب نواب نے رویت ہلال کی اور چاند کو دیکھا تو بے انتہا حیرت واستعجاب ہوئے اور بہت ہی عقیدت کے ساتھ اپنی جمعیت کے ہمراہ دائرہ کا رخ کیا اور حضرت

https://theimammehdi.com

سے ملاقات کی خواہش کی۔ حضرت نے پہلے تو انکار کیا بعد میں اصرار ہوا اجازت دی تو نواب نے قدمبوسی کے بعد بہت بڑی زمین دینی چاہی آپ نے انکار کیا اور کہا کہ صرف حظیرہ کے لئے تھوڑی سی زمین چاہی اور فرمایا مہدوی تمہاری حکومت میں سکون سے رہیں انہیں صرف پانی اور لکڑی لا لینے کی اجازت دو۔ بعد ملاقات نواب واپس ہو گیا مگر تصدیق مہدی قسمت میں نہیں تھی اس لئے اس سے بے بہرہ رہا۔

میاں سید عمر بن میاں سید مصطفیٰ شہیدؒ: آپ میاں سید مصطفیٰ شہید ترچنا پلی کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ کی عرفیت عمر صاحب میاں ہے۔ آپ حاجی اور زائر فرہ مبارک ہیں۔ اپنے والد کے تربیت ہوئے ہیں۔ فقیری اور صحبت اپنے چچا خاموش باوا صاحب میاں سے رکھتے ہیں۔ تادم زیست مرشد کی خدمت میں حاضر رہے اور حضرت سے حکم خلافت حاصل کیا۔ حضرت باوا صاحب کی وفات کے بعد حضرت میاں سید اسحاق بن حضرت میاں سید یعقوب توکلیؒ سے علاقہ کیا۔ پابند اصول مہدویہ تھے اور ذاکر وعزلت نشین تھے۔ آپ کے دائرہ میں اکثر فقر وفاقہ رہا کرتا تھا۔ آپ کے مرید کڑپہ وحیدرآباد میں بھی تھے آپ کا دائرہ زہرہ پور کرنول میں تھا۔ کڑپہ کے مریدوں کے اصرار پر ایک دو بار کڑپہ تشریف لے گئے ہیں۔ کڑپہ کے مریدوں کے اصرار پر اپنے تایازاد بھائی خلیفہ حضرت میراں جی میاں بن حضرت میاں سید یداللہ عرف شاہ صاحب میاں کو وہاں ایک دائرہ باندھ کر دیا اور وہاں رہنے کے لئے فرمایا۔

میاں سید عمر صاحب کشف تھے۔ آپ کے داماد خلیفہ سید اسحاق عرف باچھا میاں بن حضرت سید محمود عرف سید نجی میاں اسحاق کے ساتھ ایک مرتبہ آپ کا کہیں جانا ہوا اس وقت آپ ٹٹو پر سوار تھے۔ اور میاں سید اسحاق پانی کا مشکیزہ ساتھ لے کر پیدل چل رہے تھے چلتے چلتے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو کر کچھ فاصلہ ہو گیا۔ اثنائے راہ میں ایک شخص ٹوکرا اٹھائے ہوئے ملا۔ جس کے پاس جام تھے میاں سید اسحاق نے خیال کیا اگر جام لوں تو اتنی دیر میں حضرت دور نکل جاتے ہیں اس لئے جام لینے کا خیال ترک کر دیا۔ لیکن حضرت میاں سید عمر نے ٹٹو روک کر آواز دی باچھا میاں بھائی آپ جام لے لو میں ٹھیر جاتا ہوں۔

https://theimammehdi.com

جب میاں سید عمر کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے متعلقین سے فرمایا ہمارا پلنگ مسجد میں لے چلو اور بیوی سے کہا کہ اب ہمارا وقت قریب ہے کہ ہم کو اجازت دو انتقال کے دو روز پہلے ہجرت کر کے مسجد میں تشریف لائے اور دریافت کیا کہ آج کونسا دن ہے لوگوں نے کہا منگل ہے آپ چہارشنبہ، جمعرات کہہ کر خاموش ہو گئے۔ اور پلنگ پر ہی لیٹے ہوئے نمازیں ادا فرماتے رہے۔ آپ کے چچیرے بھائی میاں سید عبدالکریم عرف سید جی میاں بن میاں سید جعفر عرف سیدن جی میاں جو آپ کی صحبت میں تھے اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے میاں سید عمر نے جمعرات کے دن اپنے فرزند میاں سید ابراہیم سے فرمایا تم جا کر حضرت خاموش باوا صاحب کی قبر کے دونوں جانب دو قبریں کھدواؤ اس کے تھوڑی دیر کے بعد میاں سید عبدالکریم کو اجابتیں ہوئیں اور قئے بھی ہوئیں۔ اور آپ سخت بیمار ہو گئے۔ نماز ظہر کے بعد جمعرات کے دن میاں سید عمر کا انتقال ہو گیا۔ اسی روز عصر کی نماز کے بعد میاں سید عبدالکریم کا بھی انتقال ہو گیا۔ تاریخ انتقال ۲۱/ جمادی الثانی ۱۲۵۹ھ ہے اور دن جمعرات کا تھا۔ مزار دونوں کا زہرہ پور کرنول میں ہے۔ میاں سید عمر کو چار فرزند اور پانچ دختر ہوئے ہیں فرزند کا نام میاں سید میراں، میاں سید مصطفیٰ، میاں سید ابراہیم اور سیدا میاں ہے۔

میاں سید ابراہیم میاں سید عمر کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد کے تربیت ہیں۔ اور انہی کے صحبت میں رہے۔ والد بزرگوار نے آپ کو جانشین مقرر کیا۔ والد کے بعد میاں سید عبد الکریم سے آپ نے علاقہ کیا۔ میاں سید عبدالکریم اور والد کے انتقال کے بعد آپ زہرہ پور کرنول چھوڑ کر حیدرآباد آ گئے اور محلّہ بیگم بازار میں قیام کیا۔ آپ نہایت پابند مذہب تھے۔ آپ کبھی کسی کاسب کے گھر نہیں گئے اور ہمیشہ عزلت میں رہتے یہاں تک کہ شہر اور محلے کے راستوں سے بھی واقف نہ تھے۔ چوبیس گھنٹے سر جھکائے ہوئے مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے۔ اکثر خاموش رہا کرتے تھے۔ اس لئے قوم میں خاموش باوا صاحب میاں ثانی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے ایک مختصر رسالہ ثبوت مہدی میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ آپ کا انتقال ۶۵ سال کی عمر میں ۲۹/ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ کو ہوا آپ کی تدفین بندگی میاں شاہ ابراہیمؒ کے حظیرہ کاچی گوڑہ میں عمل میں آئی۔

https://theimammehdi.com

میاں سید یحییٰ بن میاں سید یداللہؒ: زبدو مالکان طریقت میراں سید یحییٰ عرف خوزادے میاں بن میاں سید یداللہ (بڑے شاہ میاں) کو ریاضت وعبادت میں بے حد انہماک تھا۔نوبت میں کھڑے کے کھڑے رہتے تھے۔ریاضت اور شب بیداری اور قیام سے حضرت کے پیروں پر ورم آجاتا تھا۔آپ کی ریاضت اور محنت کو دیکھ کر والد بزرگوار (میاں سید یداللہ) بہت خوش ہوتے نوبت اپنے والد کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر گزارتے۔اپنے مرشد کی خدمت اس حد تک بجالائے کہ مرشد کی طہارت کے لئے ڈھیلے اپنی کمر میں رکھتے تھے۔آپ کے وعظ و بیان میں وہ اثر تھا کہ اکثر وادی جہالت میں راہ گم کئے ہوئے لوگ راہ راست پر آ گئے۔میاں سید میراں جی سید ومیاں مرشد الزماںؒ نے کوشش کر کے آپ سے بیان قرآن کرایا ہے اور بیان سن کر کہا کہ آج میں نے میاں (یعنی حضرت شاہ نصرتؒ مخصوص الزماں) کا بیان سنا ہے۔اور آنحضرت کو کشف کمال حاصل تھا۔اور مرتبہ فنافی الشیخ سے گزر چکے تھے۔پھر کنجرہ سے ہجرت کر کے کرناٹک آئے اور ارکاٹ میں دائرہ کیا۔اور وہیں ۱۱/محرم ۱۱۵۴ھ کو واصل حق ہوئے مزار وہیں ہے۔آپ کی عمر ۸۳ سال کی تھی آپ کی نماز جنازہ میاں سید قاسم نے اپنے چچا بڑے میاں کے ارشاد پر پڑھائی ہے آپ کو مانصاحب بی سے دو بیٹے ہوئے۔ایک یوسف صاحب دوسرے قاسم صاحب دوسری بیوی سے سید مصطفیٰ اور سید نجم الدین عرف سید صاحب (جو بارہ سال کی عمر میں فوت ہو گئے) میاں سید یحییٰ جب بیمار ہوئے تو آپ کے فرزند سید صاحب نے آپ کے پلنگ کا طواف کرتے ہوئے کہا کہ الٰہی میاں کی عمر دراز ہو۔میری جان فدائے میاں ہے۔میاں سید یحییٰ نے منع کیا لیکن سید صاحب یہی دعا کرتے ہوئے تصدق ہو گئے اور دوسرے یا تیسرے دن ان کی وفات ہو گئی۔آپ کو سریت بائی سیوتی سے ایک فرزند سید حسین ہوئے جو نغموں میں (راگ میں) بلاغت تمام رکھتے تھے۔سید حسین کو ایک فرزند قادر شاہ میاں ہوئے اور قادر شاہ میاں کو دو بیٹے ہوئے ایک کا نا خوزادے میاں ہے۔

سید قاسم بن سید یحییٰؒ: سید قاسم عرف قاسم شاہ میاں مرید باپ کے ہیں۔صحبت اور خلافت

https://theimammehdi.com

باپ سے ہے ان کے ایک فرزند خوزادے میاں طفلی میں وفات پائے۔ دوسری بیوی سے ایک بیٹا سید زین العابدین تیسری بیوی سے ایک بیٹا سید علی نام ہوا۔

سید مصطفیٰ بن سید یحییٰ: سید مصطفیٰ عرف باوا صاحب میاں بن میاں سید یحییٰ حکم خلافت اپنے چچا میاں سید منجو سے رکھتے تھے۔ اور ارکاٹ میں باپ اور بھائی کے قریب آسودہ ہیں۔ ان کو ایک فرزند خوازدے میاں ہوئے۔

میاں سید موسیٰ بن میاں سید یداللہؒ: سید موسیٰ عرف چھجو میاں بہت بزرگ اور مقتدا تھے اور باپ کے دائرہ کنجرہ میں قیام تھا باپ کے تربیت ہیں۔ اور خلافت سے مبشر ہیں۔ اور مرشد الزماں کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔ آپ کا قدم توکل وتقویٰ پر مستقیم تھا اور بہت خوب صورت اور قد آور جسم تھا۔ چنانچہ مانصاحب بی بی بنت میانجی صاحب جو بیوہ تھیں حضر کے حسن وصورت پر شیفتہ ہو کر آپ سے عقد کی خواہش کی آپ نے ان سے نکاح کرلیا آپ کی وفات ۷۷ سال کی عمر میں ۱۵/ رمضان ۱۱۴۳ھ کو ہوئی۔ مزار کنجرہ میں ہے والد کے پہلو میں آسودہ ہیں۔ ان کو پہلی بیوی منجلے صاحبہ سے کئی فرزند ہوئے مگر سب کا بچپن میں انتقال ہو گیا مگر دو فرزند میٹھے میاں اور الہداد میاں رہے اور مانصاحبہ سے ایک بیٹا میاں جی صاحب ہوا اور سریت سے ایک بیٹا سید عبداللہ ہوا دوسری سریت سے ایک بیٹا سید اسماعیل ہوا۔

سید یوسف میٹھے میاں' میاں سید موسیٰ کے فرزند ہیں۔ صحبت وسند اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ ان کو ایک بیٹا سید یداللہ عرف میاں صاحب ہوئے۔ میاں سید یداللہ بن سید یوسف تربیت وصحبت باپ سے رکھتے ہیں۔ آپ کو چکری میاں کہتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے آپ کو اقبال دیا تھا اور باپ نے دولت خانہ کی دہلیز چکری سے مرصع کی تھی۔ ان کے فرزندوں کے نام سید موسیٰ چھجو میاں' میٹھے میاں' خوزادے میاں' قاسم صاحب اور میانجی صاحب ہیں۔

چھجو میاں دکنی وگوالیری زبان میں شعر کہتے تھے۔ اس میں ان کو دستگاہ حاصل تھی اور آپ حاجی زائر حرمین شریفین ہیں۔ آپ کو ایک بیٹا خوب میاں سفر حج میں ہمراہ تھا دوسری بیوی بی بی

صاحب سے ایک بیٹا ہوا تیسری بیوی بوا جی سے بھی ایک بیٹا ہوا۔

سید الہداد، میاں سید موسیٰ کے فرزند ہیں۔ تربیت باپ کے ہیں اور حکم خلافت اپنے چچا میاں سید منجو سے لیا ہے۔ اور بلدہ رائچور میں لیلۃ القدر میں میاں سید مبارک کے ساتھ ۱۱۶۸ھ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کو باوا صاحب، میاں صاحب، سید و میاں تین بیٹے ہوئے۔

میانجی صاحب بن سید موسیٰ: تربیت وصحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ اور حضرت کو معذورئ چشم تھی۔ کرہ میں رحلت ہوئی ہے۔ کنجرہ لے جا کر دفن کیے آپ کو سید معروف کی بیٹی سے چھجو میاں، خوزادے میاں، باوا صاحب میاں تین بیٹے ہوئے۔ سید اسمعیل بن میاں سید موسیٰ کو چھ بیٹے ہوئے۔ منجلے صاحب، جلال میاں قاسم صاحب، حسین میاں، چھابو جی میاں اور سید اجمال۔

سید منجو بن بندگی میاں سید یداللہؒ: کاشف الاسرار مقاصد سنی میاں سید منجو عرف خوب صاحب میاں تلقین وتربیت باپ کے ہیں۔ اور حکم خلافت باپ سے رکھتے ہیں۔ اور حضرت میاں سید میرانجی عرف سید و میاں مرشد الزماںؒ سے علاقہ کیا ہے۔ اور آنحضرت کو روحانی کشف اور مکاشفہ کلیہ حاصل تھا۔ ایک روز آدھی رات کے بعد آپ دہلیز پر کھڑے ہوئے تھے کہ میاں سید علی آئے۔ حضرت نے آواز دے کر ان کو بلایا جب وہ آئے تو دیکھا کہ ایک مرد بزرگ کھڑے ہوئے ہیں۔ جو نہایت ہی عالیشان اور باکمال تھے آپ نے سید علی سے فرمایا قدمبوسی کرو انہوں نے قدمبوسی کی پھر فرمایا جاؤ وہ چلے گئے دن میں آئے تو فرمایا رات میں تم نے کس کی قدمبوسی کی ہے۔ عرض کیا خوندکار میں کیا جانوں فرمایا وہ بزرگ برگزیدہ ذوالجلال بندگی میاں سید نصرتؒ ہیں۔ میاں سید منجو کنجرہ سے ہجرت کی اور حیدرآباد آئے راول پہاڑ کڑپہ اور ارکاٹ میں بھی آپ کے دائرے میں رہے ہیں۔ آپ کا وصال ارکاٹ میں ہوا ہے۔ (۵ رمضان ۱۱۶۱ھ کو) عمر گرامی ۹۶ سال کی تھی آپ کو تین بیٹے اچھے میاں، سید جلال عرف میرانجی میاں تیسرے سید قاسم اور دوسری بیوی سے ایک بیٹا سید قادن جن کی عرفیت شاہ جی تھا۔ تیسری بیوی سے چھ بیٹے ہوئے۔ سید میرانجی، سید و میاں، سید سلام اللہ عرف میاں صاحب، سید عیسیٰ، سید عطن، روشن میاں، سید محمود خوزادے میاں یہ چار بیٹے طفلگی میں وفات پائے۔

https://theimammehdi.com

اچھے میاں: سید منجو کے فرزند کلاں ہیں حافظ قرآن تھے۔شادی کے پہلے وفات ہوگئی۔میرانجی کو خانجی میاں اور منور میاں دو بیٹے ہوئے۔میرانجی میاں کی وفات عالم پور میں ہوئی ہے۔ سید قاسم بن میاں سید منجو تربیت باپ کے ہیں۔اور صحبت وخلافت میاں سید یحیٰؒ سے رکھتے ہیں۔ماہر نقلیات تھے۔آپ کی تصنیف تذکرۃ المرشدین ہے۔۲۹ شعبان ۱۱۹۰ھ کو آپ کا انتقال کرنول میں ہوا۔آپ نے ۲۵ آدمیوں کو خلافت دی ہے۔میاں سید قادن عرف شاہ جی میاں تربیت میاں سید زین العابدین کے ہیں۔صحبت وخلافت اپنے باپ (میاں سید منجو) سے رکھتے ہیں۔موضع ہروڑ میں دائرہ تھا۔ان کو چھجو میاں‘ سیدا میاں‘ سید نصرت‘ سید جلال چار بیٹے ہوئے۔اور ایک سریت سے سید جلال ہوئے اور دوسری سے سید عبداللہ ہوئے۔چھجو میاں لنگڑے تھے۔سیدا میاں تربیت وصحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔میاں سید میرانجی بن میاں سید منجوؒ کی عرفیت سیدو میاں ہے آپ تربیت وصحبت وخلافت اپنے والد سے رکھتے ہیں۔اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔اور گجرات کے بزرگوں کی زیارت کو بھی گئے ہیں۔نہایت متوکل‘ پرہیزگار اور دیندار تھے۔ کسی نے صوبہ دار کرناٹک نواب محمد علی خاں سے مہدوی فقیروں کی تعریف کی کہ نہایت متوکل ہوتے ہیں۔فاقہ سے جان دیدیتے ہیں مگر سوال نہیں کرتے۔اس نے کہا دائرہ کے فقیروں کے نام لکھ کر لاؤ اس حکم پر اس کے ملازم دائروں میں پھرتے ہوئے میاں سید میرانجی کے دائرہ میں آئے اور پوچھا سیدو میاں کون ہیں؟ نواب نے ان کے نام کی یادداشت طلب کی ہے۔کچھ نذر خدمت کے لئے سید میرانجی خود قریب تھے فرمایا سیدو میاں بندہ ہے اور فرمایا فقیروں کے نام ازل کے روز سے خالق کے دفتر میں لکھے ہوئے ہیں جو کچھ اس نے مقرر کردیا ہے بلاقصور جاری ہے۔پس مخلوق کے دفتر میں نام لکھانے کی حاجت نہیں۔جو کچھ اس نے مقدر کردیا ہے برابر مل رہا ہے۔ ہرچند ملازمین نے کوشش کی لیکن نام نہیں لکھوایا۔آپ کا وصال بلدہ ارکاٹ میں ہوا ہے۔۲۲/ رمضان ۱۱۸۸ھ کو وفات ہوئی ہے۔

میاں سید سلام اللہ بن میاں سید منجو آپ کی عرفیت میاں صاحب میاں ہے۔باپ کے

https://theimammehdi.com

تلقین وصحبت یافتہ ہیں۔اور خلافت بھی والد سے ملی ہے۔اور میاں سید منجو نے اپنا دائرہ آپ کے حوالے کیا ہے۔بہت بزرگ اور مقتدا تھے کرنول میں ۱۶/ رمضان ۱۱۹۰ھ کو رحلت فرمائی ہے۔ان کو سید عالم' سید منجو' میانجی صاحب' چھابو جی صاحب' سید نجی میاں نام کے بیٹے ہوئے ہیں۔دوسری بیوی سے سید عمر ہوئے جو جوان ہو کر گزر گئے اور سریت سے ایک بیٹا ہوا مندو میاں سید عالم بن سید سلام اللہ کو فرزند نہیں ہوا۔چھابو جی میاں کو بھی اولاد نہیں ہوئی۔میاں سید عیسیٰ بن میاں سید سلام اللہ صحبت وخلافت اپنے والد سے رکھتے ہیں اور بزرگان دین کی زیارت کے لئے گجرات گئے۔ قصبہ شاہ گڑھ میں کچھ عرصہ آپ کا قیام رہا۔۱۳/ ربیع الثانی ۱۱۹۱ھ میں آپ کا انتقال شاہ گڑھ میں ہوا وہاں سے آپ کی میت دولت آباد لاکر دفن کیے ان کو اللہ بخش میاں' بڑے شاہ میاں اور خوب میاں تین بیٹے ہوئے۔آپ صاحب حال اور شیریں قال تھے آپ کے فرزند کا نام سید منجو عرف خوب میاں ہے۔

سید ابراہیم بن سید منجو عرف خوب میاں: والد کے جانشین تھے۔آپ کے فرزند کا نام سید یحییٰ ہے۔سید یحییٰ کی عرفیت خوزادے میاں ہے۔آپ کی ولادت ۱۱۷۸ھ میں ہوئی۔والد بزرگوار کی وفات کے وقت سات سال کے تھے۔اسی بیماری کی حالت میں سید مرتضیٰ عرف سیدن میاں ساکن ڈبھوئی کے مرید ہوئے اور ترک دنیا کی۔حضرت سید مرتضیٰ کی وفات کے بعد سید نجم الدین بن عالم اچھا میاں صاحب سے دوسرا علاقہ کیا۔اس کے بعد خزادے میاں بن حضرت چھابو جی میاں سے تیسرا علاقہ کیا۔آپ کے خالو خوب میاں سورت میں صاحب ارشاد سے ان کو اولاد نرینہ نہیں تھی۔اس لئے آپ کے جانشین قرار پائے اور سورت ہی میں رہ گئے۔۸۱ سال کی عمر میں ۱۳/ صفر ۱۲۲۹ھ کو حج سے واپسی کے وقت جہاز میں انتقال ہو گیا۔اور نعش سپرد سمندر کردی گئی۔ آپ کے فرزند سید ابراہیم باوا صاحب میاں آپ کے مرید وفقیر وجانشین ہیں۔والد کے وفات کے بعد عیسیٰ میاں اہل مسجد پختہ چنچل گوڑہ (حیدرآباد) سے علاقہ کیا۔۵/ جمادی الاخر ۱۲۷۲ھ کو سورت میں وفات پائی۔میاں سید محمود عرف خوب میاں سید یحییٰ خوزادے میاں کے دوسرے بیٹے

ہیں۔ والد بزرگوار کے مرید اور اپنے بھائی سید ابراہیم کے فقیر ہیں۔ اور بھروچ میں دائرہ قائم کیا۔ نہایت بااخلاق، خوش گفتار اور نیک رفتار تھے۔ ۱۱/ شعبان ۱۳۹۱ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار بھروچ میں ہے آپ کو اولاد نرینہ نہیں ہوئی اپنے داماد سید نور محمد پرؔواز اکیلوی عرف نور صاحب میاں کو اپنا جانشین مقرر کر کے دائرہ حوالے کیا۔ آپ کا انتقال ۹/ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ کو حیدرآباد میں ہوا۔ اور تدفین حظیرہ شاہ قاسمؒ مشیرآباد میں ہوئی۔

بندگی میاں سید موسیٰ بن بندگی میاں سید یداللہؒ نے کنجرہ سے ہجرت نہیں کی لیکن بعد میں کنجرہ سے ناندگاؤں آ کر دائرہ باندھا جو کنجرہ کے قریب اور کسی مہدوی نواب کی جاگیر تھی۔ میراں صاحب میاں یداللّٰہی کا دائرہ ناندگاؤں میں تھا آپ نہایت صاحب حلال باکمال بزرگ تھے۔ پسندیدہ اخلاق وستودہ صفات سے مامور تھے۔ عبادت گزار، متقی، پرہیزگار اور بزرگان سلف کی روش پر قائم تھے۔ ناندگاؤں سے حیدرآباد بھی آتے جاتے تے۔ آپ صاحب کرامت بھی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ فرصت پٹن تشریف لے گئے تھے۔ ایک دن آپ وہاں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے آ کر کہا کہ یہاں پست اقوام کی جھونپڑیوں کو آگ لگ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو دیکھیں۔ اٹھ کر جہاں آگ لگی ہوئی تھی وہاں آئے۔ دیکھا کہ جھونپڑیاں جل رہی ہیں۔ ایک مٹی خاک ہاتھ میں لی اور اس پر پھینکنا چاہا کسی نے کہا کہ اس مٹی سے آگ کیسے بجھے گی؟ آپ نے فرمایا یہ وہ مٹی ہے جو آگ دوزخ بجھادیتی ہے۔ دنیا کا آگ کی شمار کیا ہے۔ یہ کہکر وہ خاک آگ پر پھینک دی فوراً آگ بجھ گئی۔ آپ کا انتقال ناندگاؤں میں ہوا ہے۔ آپ کے فرزند سید ابراہیم تھے۔

سید ابراہیم: آپ بالعموم تحسین صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ بالکل باپ کے قدم بہ قدم تھے۔ دستار، گفتار، رفتار میں بزرگوں کی تقلید پر سختی سے قائم تھے۔ عبادت گذار، پرہیزگار اور تہجد کی نماز کے پابند اور شب بیدار تھے۔ ہمیشہ پگڑی باندھے اور انگرکھا پہنتے تھے۔ کوئی بات بھی مذہب کے خلاف گوارا نہ کر سکتے تھے۔ ولایت مصطفیٰ کو مخلوق کہتے اور نماز جمعہ کو مشروطی جان کر نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ جمعہ کے روز بھی نماز ظہر ہی پڑھتے۔ عصر سے مغرب تک اور فجر سے دن نکلے تک

https://theimammehdi.com

ہمیشہ ذکر اللہ کی نشست قائم رکھی۔ دائرہ نانڈ گاؤں میں تھا۔ مگر تبلیغ مذہب کے لئے اطراف واکناف میں مہدویہ بستیوں کا سفر بھی کرتے اور وہاں قیام رکھتے۔ حیدرآباد کے محلے مشیرآباد میں آکر گڑھی کی قطب شاہی مسجد میں آپ کا ایک عرصہ قیام رہا۔ یہاں مدرسہ بھی لگوایا تھا۔ اس کے علاوہ مسجد مہدویہ بھولک پور میں بھی قیام رہا۔ جن جن بستیوں میں تبلیغ مذہب کے جاتے وہاں پندرہ بیس دن سے کم قیام نہ رکھتے۔ ایک وقت آپ کو یہ اطلاع ملی کہ موضع روپال میں جہاں مہدوی بہت ہیں (یہ موضع دھولقہ کے قریب ہے) کسی مخالفت ملانے آکر ڈیرہ جمالیا ہے اور لوگ مذہب سے بھٹک کر بدعقیدت ہو رہے ہیں یہ سن کر آپ ڈبھوئی سے (جہاں اس وقت آپ کا قیام تھا) روپال آکر مسجد میں ٹھیر گئے اور عرصہ تک ٹھیرے رہے۔ چنے بٹانے کھاکر دن گزار لیتے لوگ آپ کی طرف متوجہ نہ ہوتے مخالف ملا نماز پڑھایا کرتا تھا۔ آپ جماعت میں نہ شریک ہوکر اکیلے نماز پڑھ لیتے۔ ایک دن اس ملانے آپ کے جماعت میں شریک نہ ہونے پر اعتراض کیا اس پر بحث کا آغاز ہوا۔ آپ نے سیرت مہدیؑ اور ثبوت میں زبردست تقریر کی آپ کے مباحثہ کی تاب نہ لاکر ملا ہار گیا اور اپنا سر جھکا دیا۔ یہ سب گفتگو سن کر لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ آپ کو ٹھیرالیا وہ ملا خفت زدہ ہوکر وہاں سے نکل گیا۔ آپ کی صحبت کے اثر سے تمام مہدوی راسخ العقیدہ ہوگئے۔ ایک زمانے کے بعد آپ نے وہاں سے ہجرت کی۔ پھر دوسری طرف چلے گئے۔ مگر وہاں سال میں ایک دو بار اپنی آمد ورفت قائم رکھی۔ آپ کے ایک داماد روپال میں ہیں۔ وہاں کے لوگ اب بھی آپ کو یاد کرتے ہیں۔ عمر آخر میں آپ روپال آئے وہاں چند روز قیام کے بعد کسی مرض میں مبتلا ہوگئے۔ حالت مرض میں پابندی اوقات میں فرق نہیں آیا۔ لوگ پریشان ہوگئے انہوں نے آپ کی صحت کے لئے علاج میں بہت کوشش کی مگر مشیت ایزدی کا خلاف ممکن نہیں۔ وہیں پر آپ کا انتقال ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کو مہدویہ قبرستان میں دفن کردیا۔ آپ وہاں کے سلطان حظیرہ ہوگئے۔ اب ان عقیدت مندوں نے آپ کا حظیرہ نہایت شاندار بنایا ہے لوگ اب بھی آپ کو برابر یاد کرتے رہتے ہیں۔

https://theimammehdi.com

ڈبھوئی ضلع بڑودہ میں جو گجرات میں ہے ایک بہت ہی آباد قصبہ ہے۔ زمانہ قدیم سے بزرگوں کی یہاں آمدورفت رہی ہے۔ میاں سید مرتضیٰ بن میاں سید علی عرف مکی بڑے میاں کو یہاں کے لوگوں نے روک لیا۔ آپ نے اپنا دائرہ یہیں قائم کیا اور یہیں پر انتقال ہوا۔ حظیرہ معلیٰ کے آپ سلطان حظیرہ ہیں۔ اس حظیرے کے متولی اور وارث حضرت سید روشن میاں ہیں۔ جن کا دائرہ ڈبھوئی میں ہے۔ آپ کی مسجد محلّہ پانی گراں ڈبھوئی میں ہے۔ آپ کے اجداد (یداللّٰہی خاندان کے) سب ڈبھوئی ہی میں تھے۔ روشن میاں بے حد خوش اخلاق عبادت گزار، حسن وسیرت میں یکتا ہیں۔ احکام مذہب سے پوری طری واقف ہیں۔ جماعت، نماز، روزہ اور ذکر وفکر کے سخت پابند ہیں۔ فضولیات سے بالکل الگ رہتے ہیں۔ متوکل اور صابر وقانع ہیں۔ کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ آپ کی طبیعت میں ہمدردی بہت ہے۔ سب کے بہی خواہ ہیں۔ فقراء اور غریبوں کی مدد کو اپنا فرض جانتے ہیں۔ یہ فقیر ۱۳۷۶ھ میں ڈبھوئی میں ایک سال تک رہا ہے۔ وہاں قضائے الٰہی سے یہ فقیر سخت بیمار ہوگیا۔ آپ نے اس فقیر کی بہت خدمت کی ہمیشہ ڈاکٹر کے پاس خود مجھ کو لے جاتے اور دوائیں لاکر دیتے۔ بہرحال مجھے فکر مند ہونے نہیں دیا۔ اور ہر طرح سے میری دلجوئی کرتے رہتے۔ مقتدیوں کو آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں بہت ہی لطف آتا ہے۔ نماز جمعہ بھی پڑھتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی میں آپ کو بہت لطف آتا ہے۔ فی الوقت آپ کا دائرہ ڈبھوئی میں ہے۔

خوب میاں بن میاں سید عیسیٰ بن میاں سید منجو تربیت اور خلافت والد سے رکھتے ہیں۔ ان کو ایک فرزند سید علی دوسری بیوی سے ایک فرزند قاسم صاحب تیسری بیوی سے ایک فرزند ابراہیم شاہ ہوئے۔ سید علی کو ایک فرزند میراں صاحب ہوئے۔ میراں صاحب کو ایک فرزند سید میرانجی عرف سیدو میاں ہوئے جو ۵۲ سال کی عمر میں فوت ہوگئے۔ ان کی قبر گنگاوتی میں ہے۔ ان کو خوب میاں خزادے میاں اور بڑے شاہ میاں تین فرزند ہوئے۔ بڑے شاہ میاں کو تین بیٹے ہوئے۔ علی میاں قاسم صاحب دونوں بچپن میں مرگئے۔ تیسرے سید اشرف اچھے میاں ان کا لقب اللہ بندے میاں تھا۔

https://theimammehdi.com

خوب میاں بن میاں سید عیسیٰ بن میاں سید منجو تربیت وخلافت باپ سے رکھتے ہیں۔ ان کو ایک فرزند سید علی دوسری بیوی سے ایک فرزند قاسم صاحب ہوئے۔ تیسری بیوی سے ایک فرزند ابراہیم شاہ ہوئے۔ سید علی کو ایک فرزند میراں صاحب میاں ہوئے۔ میراں صاحب میاں کو ایک فرزند سید میرانجی ہوئے۔

بڑے شاہ میاں بن سید عیسیٰ بن میاں سید منجو ان کو سید یعقوب عرف اچھے میاں ہوئے جو کرنول میں انتقال کئے ان کو دو بیٹے ہوئے۔ میاں صاحب اور خوزادے میاں سید محمد کو ایک فرزند سید منجو ہوئے۔

میاں سید جعفر بن بندگی میاں سید یداللہؒ: تربیت اپنے والد بزرگوار کے ہیں اور خلافت ان ہی سے حاصل کی۔ میاں سید میرانجی مرشد الزماں سے بھی علاقہ کیا۔ دونوں کے مبشر ومنظور ہیں۔ حضرت کا قدم عالیت پر تھا اور توکل وتسلیم پر استوار تھے۔ آپ کا دائرہ ارکاٹ میں تھا۔ وہیں ۳/محرم ۱۱۴۳ھ کو واصل حق ہوئے۔ آپ کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ آپ کے جنازہ پر آپ کے بڑے فرزند سید ابراہیم میاں صاحب میاں امام ہوئے۔ آپ کے سات بیٹے ہوئے۔ سید ابراہیم میاں صاحب' سید یداللہ میراں میاں صاحب' سید یوسف' سید یعقوب عرف روشن میاں' سید قاسم عرف چھابو جی میاں' سید اقبال اور میرانجی میاں یہ دونوں بچپن میں مرگئے۔ میاں سید ابراہیم تربیت اپنے باپ کے ہیں۔ صحبت اور خلافت میاں سید یحییٰ سے رکھتے ہیں۔ موضع ہروڑ میں رحمت حق سے جا ملے ہیں۔ ان کو سید اللہ بخش باوا صاحب میاں' سیدو میاں تین بیٹے ہوئے۔ سید اللہ بخش کو دو بیٹے ہو کر طفلگی میں وفات پائے۔ باوا صاحب میاں کو اولاد نہیں ہوئی۔ میراں صاحب تربیت میاں سید ایوب کے ہیں۔ صحبت وخلافت میاں سید یحییٰ سے رکھتے ہیں۔ بلدہ ارکاٹ میں واصل حق ہوئے ہیں۔ ان کو اچھا میاں (جو بچپن میں مرگئے) سید ایوب' منور میاں تین بیٹے ہوئے۔ سید ایوب کو ایک بیٹا ابجی میاں ہوئے جو حافظ قرآن تھے۔ منور میاں ابجی میاں بن قاسم صاحب سے صحبت رکھتے ہیں۔ اور شاہ جی میاں سے بھی علاقہ کیا ہے۔ سید یوسف بن سید جعفر

تربیت وصحبت وخلافت اپنے چچا بندگی میاں سید یحییٰ سے رکھتے ہیں۔ بہت متوکل تھے اور رمضان میں اعتکاف میں بیٹھتے تھے۔ دائرہ کرنول میں تھا وہیں واصل حق ہوئے ہیں۔ ان کو دو بیٹے سید کریم اللہ اور شاہ صاحب میاں جوانی میں مرگئے۔ دوسری بیوی سے تین بیٹے ہوئے۔ سید نجی میاں، خوب میاں، سید نجم الدین۔ تیسری بیوی سے سید علی اور سید ولی ہوئے۔

میاں سید یعقوب بن میاں سید جعفر آپ کی عرفیت روشن میاں ہے۔ تربیت وصحبت و خلافت میاں سید یحییٰ سے رکھتے ہیں۔ اور میاں سید یحییٰ نے آپ کو اپنے آخر وقت میں روشن چراغ فرمایا ہے۔ اور ارکاٹ میں باپ کے دائرہ پر قائم تھے۔ اور ترک دنیا کے تعلق سے ایک کتاب ''معرفت المصدقین'' لکھی ہے۔ اور ارکاٹ سے ہجرت کر کے ہروڑ میں دائرہ قائم کیا اور وہیں ۱۳/ صفر ۱۱۹۸ھ کو واصل حق ہوئے ہیں۔ آپ کو چھ بیٹے ہوئے۔ سیدن میاں، جی جی میاں، سید و میاں، خوزادے میاں، سید شہاب الدین عرف چھابو جی یاں۔

میاں سید شہاب الدین بن میاں سید یعقوب عرف روشن میاں اہل ہروڑ اپنے

چچیرے بھائی میاں سید میرانجی بن میاں سید منجو بن میاں سید یداللہ کے مرید وفقیر ہیں۔ میاں سید میرانجی کے بعد اپنے والد میاں سید یعقوب روشن میاں سے علاقہ کیا اور دس سال صحبت میں رہے۔ والد کے الطاف وعنایات بہت زیادہ مبذول رہتے تھے۔ توکل وتورع تقدس علم وانکساری جلالت شان ارتفاع مکان علوئے منزلت میں نظیر پدر تھے۔ والد نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور دائرہ آپ کے سپرد کیا۔ والد کے تمام فقراء اور بہت سے بزرگوں نے آپ سے علاقہ کیا وفات کے وقت جذبہ حق طاری ہوگیا تھا۔ کچھ دنوں متغرق رہے اور مست وجاذب رہ کر واصل بحق ہوگئے۔ حاجی حرمین شریفین تھے۔ ۲۴/ رمضان ۱۲۴۱ھ کو واصل بحق ہوئے ہیں۔ آپ زیادہ بلند قامت نہیں تھے لیکن جس مجلس میں آپ جلوہ افروز ہوتے سب سے زیادہ بلند قامت نظر آتے۔ آپ کا مزار مبارک ہروڑ میں ہے۔

میاں سید شہاب الدین کے انتقال کے کچھ دن بعد ہروڑ میں ریلوے لائن اور اسٹیشن

https://theimammehdi.com

بنانے کا کام شروع ہوا تھا۔اور خاص حظیرہ میں اسٹیشن بنانے کا نقشہ قرار پایا۔جس کی وجہ مصدقین میں بے چینی پھیل گئی۔انہوں نے حکام وقت سے اس کام کے روکنے کی خواہش کی مگر مہدویوں کی درخواست قابل سماعت نہ ہوئی جواب ملا اب کچھ نہیں ہوسکتا اور ریلوے اسٹیشن اسی مقام پر بنے گا۔ جب پیماش کے لئے انجنیئر اور ماہرین آئے تو ان کے افسر سے درخواست کی گئی۔ یہاں ہمارے بزرگ ہیں اس لئے اس حظیرہ کو محفوظ رکھا جائے لیکن افسر نے کہا اگر تمہارے بزرگ صاحب کمال وکرامات ہیں تو وہ خود اپنی حفاظت آپ کرلیں گے۔ یہ کہکر اس نے سروے کی دوربینوں کو نصب کرنے کا حکم دیا۔جب دوبینوں کو نصب کر کے بڑے انجنیئر نے آنکھ ملائی تو اس کو گھپ اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا وہ ہٹ گیا تو دوسرے انجنیئر نے آکر دیکھا اس کو بھی اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا۔ آخر انگریز دوربین کے قریب آیا اور دوربین ہاتھ میں لے کر آنکھ ملائی ہی تھی کہ نابینا ہو کر پیدائشی اندھے کے جیسا ہوگیا۔انتہائی ہیبت و پریشانی میں اپنا یہ حال دیکھ کر اس نے گڑگڑانا شروع کیا اور کہا بے شک تمہارے بزرگ سچے اور عظیم المرتبت ہیں۔ پھر نہایت صدق دل سے اس نے حضرت کی قبر پر گر کر توبہ کی کچھ دیر کے بعد قدرت خداوندی سے اس کی بصارت عود کر آئی۔اسٹیشن وہاں سے ہٹا کر گردش میں لاکر بنایا گیا۔اس واقعہ کے بعد سالہا سال تک جو ریلیں ادھر سے گزرتیں اگر اس ریل میں انگریز بیٹھے رہتے تو حظیرہ کے قریب ریل آتے ہی سب انگریز تعظیماً اپنی اپنی ٹوپیاں نکال لیتے اور ننگے سر ہو جاتے اور جھک جاتے۔آپ کے فرزند یعقوب روشن میاں اور سید جعفر پیر صاحب میاں تھے۔سید یعقوب روشن میاں بن میاں سید شہاب الدین چھابو جی آپ باڑھ والے روشن میاں کے نام سے مشہور ہیں۔آپ بڑے صاحب حال بزرگ تھے۔حج بیت اللہ کا شرف بھی حاصل کیا۔شیخ المشائخ کے لقب سے سرفراز تھے۔اپنے والد کے ممتاز خلفا میں تھے۔۴/ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ کو وفات پائے۔اور بندگی میاں شاہ ابراہیمؒ کے حظیرہ میں دفن ہوئے۔آپ کی ذات نہایت کامل واکمل تھی۔آپ کے خلفاء وفقراء کے بستر مسجد میں لگے ہوئے تھے۔نوبت کی ادائی میں کبھی فرق نہ آتا تھا۔آپ کے جانشین آپ کے فرزند میاں سید یداللہ عرف میراں صاحب میاں ہیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید یداللہ میراں صاحب میاں آپ باڑھ والے میراں صاحب میاں کے نام سے قوم میں مشہور ہیں۔آپ کی ذات اقدس گروہ مہدویہ میں نہایت نامور تھی۔ نارائن پور کے نواب (یعنی جاگیردار جو ہندو سے مسلمان ہو گئے تھے) آپ کے مرید تھے اور آپ سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے۔آپ کے فقراء کے بستر بھی مسجد ہی میں تھے آپ کے پاس اٹھارہ فقیر تھے جو سب کے سب مسجد میں بیٹھے رہتے اور رات میں نوبت کا اہتمام تھا۔فقیروں کے کھانے کا انتظام حضرت کے گھر میں تھا۔اکثر دن فاقوں میں گزرتے تھے جو فتوح راہ خدا میں آتی فقیروں میں علی السویہ تقسیم ہو جاتی۔ایک دن موسم سرما میں نواب نارائن پور قدم بوسی کے لئے آئے۔دیکھا کہ آپ ذکر میں مشغول ہیں جسم پر چادر یا کمبل کوئی چیز نہیں ہے۔نواب نے اپنی دوشالہ اللہ دیا کہکر دیدیا۔آپ نے اس کے اٹھارہ ٹکڑے کر کے فقراء میں تقسیم کر دیئے۔ ہر فقیر کو ایک ایک ٹکڑا ملا۔ جب نواب دوبارہ حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی وہی حالت ہے۔جسم پر دوشالہ نہیں ہے اس کے متعلق حضرت سے پوچھا آپ نے فرمایا میں اس کو سب فقراء میں تقسیم کر دیا۔اس نے کہا کیسے آپ نے کہا اس کے اٹھارہ ٹکڑے کر کے ہر فقیر کو ایک ایک ٹکڑا دیدیا نواب نے کہا کہ ایک ایک ٹکڑا کیا کام دے گا اگر اس کو فروخت کروادیتے تو اچھا تھا۔حضرت نے فرمایا میں یہاں حکم مہدی ادا کرنے بیٹھا ہوں خرید وفروخت کرنے نہیں۔اسی طرح ایک دن آپ کو شاہ قاسمؒ کی زیارت کے لئے پیدل جاتے ہوئے نواب نے دیکھ لیا۔اور ایک قیمتی گھوڑا اور ایک تھیلا چنے اور ایک بنڈی گھانس للہ بھجوایا۔اس روز آپ کے دائرہ میں فاقہ تھا آپ نے فقیروں کو حکم دیا گھوڑے کو ذبح کردیں اور چنے گھر میں بھجوا دیئے۔اور فرمایا اس کو پیس کر روٹیاں پکواؤ۔گھوڑا ذبح ہونے پر اسی کے گوشت کا سالن پکوایا گیا اور چنے کے آٹے کی روٹیاں اور گھوڑے کے گوشت کا سالن تمام فقراء کو کھلایا۔آپ کے توکل واستغناء کے ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ایک مخالف مہدی آپ کے دائرہ کے قریب رہتا تھا وہ آپ کو بہت ستاتا اور ہمیشہ آپ کی اہانت کرتا اور دانت نکال کر چڑھاتا۔اور جب مخاطب کرتا تو کہتا کیا بڈھا بیٹھا ہے۔آپ صرف یہ فرماتے ہاں بھائی بیٹھا ہوں۔

https://theimammehdi.com

ایک دومرتبہ اس کی عدم موجودگی میں آپ نے ان صاحب کے گھر خود پانی بھرے اور اس کے گھر کا سودا بھی لائے۔ یہ مخالف آپ کے ان اخلاق سے بہت متاثر ہوا جب اس کا وقت اخیر آیا آپ کو اپنے گھر میں طلب کیا اور کہلایا اللہ واسطے آپ یہاں تک تکلیف کریں اللہ کا نام سن کر آپ اس کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ بیمار ہے اس کی عیادت کی وہ بڑی تکلیف سے پلنگ پر اٹھ کر بیٹھا اور حضرت کو کہا قدم بوسی قبول فرمائیں۔ اور کہا کہ حضرت میری گستاخیاں معاف کریں آپ نے معاف کردیں پھر اس نے حضرت سے کہا حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرائیں۔ اور میری بیعت قبول کریں آپ نے کلمہ تصدیق مہدی (**ان المهدی الموعود خلیفة الله قد جاء ومضی**) پڑھا کر مصدق کیا اور اپنا مرید کیا اس کی وفات پر حضرت نے نماز جنازہ پڑھا کر دفن کیا۔

میراں صاحب میاںؒ کا انتقال ۲۲/ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ کو ہوا حظیرہ شاہ ابراہیمؒ میں دفن ہوئے۔

میاں سید جعفر پیر صاحب میاں بن میاں سید شہاب الدین باپ کے مرید و فقیر ہیں۔ دائرہ نلہ گٹہ سکندر آباد میں تھا۔ آپ کے فرزند کا نام سید زین العابدین ہے۔ سید زین العابدین کے فرزند حضرت سید محمود یداللّٰہی ہوئے ہیں جو بہت ہی ہمدرد اور بہی خواہ قوم تھے۔ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ حیات پاک آپ کی تصنیف ہے۔ آپ نے رسالہ المصدق جاری کیا تھا جو عرصہ تک چلتا تھا آپ کے مضامین مختلف رسائل میں چھپے ہیں۔ آپ کے فرزند تمام مضامین کو یکجا کرا کر مضامین محمود کے نام سے چھپوادیا ہے۔ آپ کا انتقال ۲۷/ نومبر ۱۹۷۳ھ کو ہوا حظیرہ شاہ قاسم مجتہد گروہؒ میں تدفین ہوئی۔

میاں سید یوسف تسکینؔ آپ حضرت باڑھ والے میراں صاحب میاں کے بھائی کے فرزند ہیں۔ حضرت میراں صاحب میاں نے آپ کو گودی لے کر پالا پرورش کی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ نہایت وضع اور صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ نے نظم ونثر کے میدان میں اپنے کمال علمیت کے نمونے چھوڑے ہیں۔ آپ کا بھی انتقال ہوگیا آپ کا جانشین کوئی نہیں ہوا۔

میاں سید علی بن بندگی میاں سید یداللہؒ: آپ کی عرفیت بڑے میاں ہے۔ تربیت اپنے

https://theimammehdi.com

والد بزرگوار بندگی میاں سید یداللہ کے ہیں۔ اور مرشدالزماں سے علاقہ کر کے ان کی صحبت میں رہے۔ اور میاں سید میرانجی کے خلفا میں آپ کا شمار ہے۔ اپنے بھائی میاں سید یحییٰ کی صحبت میں رہے ہیں۔ میاں سید یحییٰ نے آپ کو بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ آپ کا دائرہ آخری ارکاٹ میں تھا۔ وہیں ۹/ شعبان ۱۱۵۷ھ کو واصل حق ہوئے ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی اچھوبی سے دو بیٹے سید شریف عرف انجی میاں دوسرے سید عالم عرف شاہ صاحب میاں ہوئے۔ دوسری بیوی سے دو بیٹے سید داؤد عرف میاں صاحب دوسرے ننھے میراں صاحب اور تیسری بیوی سے ایک بیٹا سید محمد ہوا۔

میاں سید شریف عرف انجی میاں بن میاں سید علی: آپ میاں سید یحییٰ کے خلفاء میں سب سے اول ہیں۔ مرد خدا پرست اور حق گو تھے۔ زہرہ پور کرنول میں دائرہ تھا۔ وہیں ۲۵/ ذی الحجہ ۱۱۶۰ھ کو رحمت حق سے جاملے ان کو بوجی صاحب بنت باوا صاحب سے ایک فرزند سید علی بڑے میاں ہوئے۔

میاں سید علی: آپ ملکی بڑے میاں کے نام سے مشہور ہیں۔ تربیت وصحبت قاسم صاحب میاں سے رکھتے ہیں اور باپ کے دائرہ پر متمکن تھے آپ کی ولادت ۱۱۵۶ھ میں ہوئی۔ حضرت روشن میاں صاحب اہل ہروڑ سے بھی علاقہ تھا۔ ۲۲ سال کی عمر تک تحصیل علم کی اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل ہوئے۔ ہر شعبہ علم میں دستگاہ رکھتے تھے۔ ختم تعلیم کے بعد میاں سید قاسم کے ہاتھ پر ترک دنیا کی اور ان کی صحبت میں رہے۔ آپ کے والد کا دائرہ کرنول میں تھا لیکن والد کی وفات کے بعد کڑپہ سے کرنول تشریف لائے۔ حضرت میاں سید قاسم کی وفات ۱۱۹۰ھ کے بعد آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے نہایت متوکلانہ اور زاہدانہ انداز میں سفر کیا ہے۔ آپ ۱۲۱۲ھ میں عازم بیت اللہ ہوئے بعد ادائی حج اپنی والدہ کا حج بدل ادا کرنے کی خاطر وہاں مزید ایک سال قیام رکھا۔ جس میں تقریباً نصف سال مدینہ میں گزرا۔ دوران قیام مدینہ میں علمائے مدینہ سے مہدویت کے سلسلے میں گفتگو اور حجت ہوتی رہی۔ جس میں آپ کا پلہ بھاری رہا۔ اور آپ کے دلائل کے سامنے علمائے مدینہ سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو یہ بات کہکر بات کاٹ دیتے کہ آپ اپنی

https://theimammehdi.com

قوت بیان سے ہم پر غلبہ پا جاتے ہیں۔اس کے جواب میں آپ نے فرمایا چلو خود رسول اللہ ﷺ کے آستانہ مبارک پر حاضری دے کر آپ کی روح پر فتوح سے اس کا فیصلہ کروالیں اور حضرت جو کچھ بھی فرمائیں ہم سب کو قبول کرنا پڑے گا۔لیکن علمائے مدینہ نے یہ شرط قبول نہیں کی۔دوران قیام مکہ علمائے مکہ سے بھی مہدی موعودؑ کے ظہور پر بحث وتکرار شروع ہوگئی۔اوراس کا چرچا گھر گھر پھیل گیا۔یہاں تک کہ سلطان وقت غالب شریف کواس کی خبر ملی۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسئلہ مہدیت پر تبادلہ خیال کر کے کہنے لگا کہ اگر آپ کے پاس سید محمد مہدی موعود کے ثبوت میں ان کا دعویٰ سچا ہے کوئی کتاب ہوتو میں اس کا مطالعہ کروں گا اسوقت آپ کے پاس چونکہ کوئی کتاب نہیں تھی اس لئے آپ نے خود ایک کتاب بزبان عربی لکھ کر اس کا نام **القول المحمود فی المھدی الموعود** رکھا اور سلطان کے پاس بھیج دیا اس کا اثر سلطان غالب شریف پر اتنا پڑا کہ اگر ترک دنیا کی فرضیت کا کٹھن قانون مہدویت کے بنیادی اصولوں میں نہ ہوتا تو وہ آپ کا مرید ہوجاتا۔اس واقعہ سے مکہ میں آپ کی عزت بہت بڑھ گئی۔ایک دن شریف مکہ نے آپ کو دعوت دی آپ نے فرمایا بندہ فقیر ہے اہل دنیا کے گھر نہیں آتا شریف مکہ نے کھانا آپ کے مقام پر روانہ کردیا۔آپ نے اس کو فقراء میں تقسیم کردیا۔دوسرے حج کی تکمیل کے بعد آپ ہندوستان واپس آگئے۔میاں سید علی کا وصال ۹/ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ م ۱۸۰۴ء کو کرنول میں ہوا۔

سید اشرف عرف عالم اچھا میاں' سید مرتضیٰ' سید موسیٰ خوزادے میاں' سید قاسم میانجی صاحب آپ کے فرزندوں کے نام ہیں۔سید اشرف عالم اچھا میاں (وفات ۱۲۴۹ھ م ۱۸۳۱ء دھولقہ گجرات) کے فرزند سید قاسم' سید نجم الدین' سید علی اور سید مصطفیٰ ہیں۔

سید مرتضیٰ ابن میاں سید علی عرف مکی بڑے میاں: ۱۱۹۶ھ کرنول میں پیدا ہوئے۔ شکل وصورت' قد وقامت میں اپنے باپ سے بہت مشابہہ تھے۔اپنے بڑے بھائی عالم اچھا میاں سے صرف ونحو کی تکمیل کی۔نقلیات اور قومی روایات میں بہت مہارت تھی۔عالم شباب میں حضرت چھابو جی میاں اہل ہروڑ کے ہاتھ پر ترک دنیا کردی۔پھر چھابو جی میاں سے علاقہ کیا۔ان کے بعد

سید مصطفیٰ سے پھر علاقہ کیا۔ گجرات کے بزرگوں کی زیارت سے فارغ ہوکر گجرات سے حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ اور واپسی میں ڈبھوئی (گجرات) تشریف لائے جہاں آپ کے والد اور بڑے بھائی عالم اچھا میاں کے بہت سے مرید تھے۔ ان میں اکثر نے آپ سے بیعت کی اور آپ کو ڈبھوئی میں روک لیا۔ آپ نے وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ۷۸ سال کی عمر میں ۸/ محرم ۱۲۸۲ھ کو بڑودہ میں انتقال ہوا میت ڈبھوئی لاکر دفن کی گئی۔

سید علی بن عالم اچھا میاں (وفات ۱۲۹۰ھ م ۱۸۷۳ء کرنول) کو دو فرزند ہوئے۔ سید محمود سید نجی میاں اور سید اشرف شمسی۔

سید محمود سید نجی میاں بن سید علی: بہت ہی صاحب حال بزرگ تھے۔ عجز وانکساری آپ میں بہت تھی۔ ہمیشہ فاقہ کشی آپ کا وطیرہ رہی۔ حدود شریعت وطریقت کے نہایت پابند تھے۔

سید اشرف شمسی بن میاں سید علی: آپ علامۃ الدہر اور بحر العلوم تھے۔ ۵/ صفر ۱۲۸۰ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں سید علی کا انتقال ۴/ رمضان ۱۲۹۰ھ کو ہوا۔ آپ نے مولانا حافظ داؤد میاں صاحب اور مولانا سید نصرت صاحب سے علم ظاہری کی تکمیل کی پھر نور الاتقیاء کے مدرسہ میں داخل ہوکر علم ظاہری میں کامل ہوگئے اور سند حاصل کی۔ علم تصوف کی تحصیل اپنے بڑے بھائی میاں سید محمود سے کی اور سرکاری ملازمت بھی اختیار کرلی اور دار العلوم میں ملازم ہوگئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہونے پر وہیں آپ کا تبادلہ ہوا۔ دوران ملازمت اشاعت تعلیم میں برابر مصروف رہے انتقال کے تین سال پہلے ترک دنیا کی اور وظیفہ حسن خدمت کے لینے سے انکار کردیا۔ آپ بڑے زبردست عالم تھے۔ پورے ہندوستان میں آپ کا کوئی جواب نہیں تھا۔ آپ کے شاگرد اب بھی ہندوستان کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ زبان عربی میں قرآن مجید کی تفسیر ''لوامع البیان'' لکھی ہے جو مکمل چھپی نہیں۔ تنویر الہدایہ' العقائد' رسالہ دعا' ابن خلدون کے اعتراضات کے جوابات اور رسالہ معراج اور جلاء العینین وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ ۱۳۴۲ھ م ۱۹۲۴ء میں قافلہ کے ساتھ فراہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

https://theimammehdi.com

۲۶/ محرم ۱۳۴۹ھ م ۲۴/ جون ۱۹۳۰ء کو انتقال ہوا۔ مزار حظیرۂ بندگی میاں سید راج محمدؒ چنچل گوڑہ میں ہے۔ آپ کے فرزند میاں سید علی مولوی فاضل و کامل تھے۔ ۱۴/ صفر ۱۳۳۶ھ کو والد بزرگوار کے سامنے آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے دوسرے فرزند سید اسد اللہ عباسؔ تھے۔ جن کے دو فرزند ان سید اشرف یداللّٰہی آتشؔ (وفات ۶/ سپٹمبر ۲۰۰۴ء) سید علی یداللّٰہی، سید نعمت اللہ یداللّٰہی، سید منور یداللّٰہی اور سید یداللہ شجیع یداللّٰہی ہیں۔

سید علی یداللّٰہی خدمت قومی کا جذبہ بھرپور رکھتے ہیں۔ تقریر بھی اچھی کرتے ہیں۔ ملنسار ہیں۔ غرباء اور فقراء کا خیال رکھتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے ملتے ہیں خدمت قومی کے لئے ہمیشہ آگے رہتے ہیں۔

سید نجم الدین بن سید اشرف عالم اچھا میاں نہایت صاحب حال و باکمال بزرگ تھے۔ والد کے مرید و فقیر و جانشین تھے۔ آپ کے فرزند سید شریف اخلاق عالیہ سے مزین تھے آپ اپنے والد ہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کے فرزند سید مرتضیٰ، سید علی اور سید موسیٰ تھے۔

مولانا سید مرتضیٰ: قوم مہدویہ کی نہایت بزرگ اور مشہور شخصیت ہیں۔ ۱۳۲۵ھ میں والد محترم کے ہاتھ پر ترک دنیا کی۔ علم ظاہر علامہ شمسی سے حاصل کیا۔ آپ عالم باعمل تھے۔ آپ کا وعظ ایک خاص انداز کا ہوتا تھا۔ قوم میں سلطان الواعظین کے نام سے مشہور ہوگئے۔ چن پٹن کے مہدویوں میں باہمی رقابت زوروں پر تھی آپ نے اپنی جادو بیانی سے ان تمام اختلافات کو دور کردیا اور لوگ آپس میں شیر و شکر ہوگئے۔ آپ نے چن پٹن میں انجمن دائرۃ الاسلام قائم کرکے اس کی شاخیں اکثر مہدویہ بستیوں میں قائم کیں۔ آپ کام کے دھنی تھے۔ بیکار رہنا نہیں جانتے تھے۔ قومی اصلاح کی آپ کو ہمیشہ فکر رہی۔ حیدرآباد میں دینی مدرسہ شمسیہ قائم کیا۔ اور رسم و رواج کو توڑنے کی کوشش کی۔ اور اپنے فرزندوں کی شادیاں نہایت سادہ طریقے پر کردیں جو آج بھی راہ ہدایت ہے۔ بیوہ عورتوں کے عقد ثانی کے رواج کی بھی کوشش کی۔ اہل کھنڈیلہ سے بھی روابط قائم رکھے۔ جب اہل کھنڈیلہ کے مرشد محمد بخش میاں کا انتقال ہوگیا تو آپ نے ایلچ پور کھنڈیلہ جاکر ان کے جانشین کو پرسہ دیا۔ تقسیم ہند و قیام

https://theimammehdi.com

پاکستان کے بعد آپ نے حیدرآباد سے ہجرت کی اور اپنے فرزند سید شہاب الدین کے ساتھ پاکستان چلے گئے۔۲۴/ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ م ۵/ جنوری ۱۹۵۹ کو آپ کا انتقال پاکستان میں ہوگیا۔مزار مبارک شہداد پور میں ہے۔حظیرہ شہداد پور کے آپ سلطان حظیرہ ہیں۔آپ کے دو فرزند تھے۔میاں سید نجم الدین اور میاں سید شہاب الدین۔

میاں سید نجم الدین بن مولانا سید مرتضیٰ صاحب والد محترم کے فقیر ہیں۔آپ اپنے والد کے ہر لحاظ سے صحیح جانشین تھے بہت سی خوبیوں میں نظیر پدر تھے۔آپ کو تبلیغ دین کا بڑا شوق تھا۔آپ کے دلائل نہایت مضبوط ہوتے تھے۔تمام مہدویہ بستیوں کا سفر کیا (یہ فقیر عربی آپ کے ساتھ بہت رہا ہے۔ بہت سے مقامات کا سفر میں نے بھی آپ کے ساتھ کیا) مزاج میں سادگی بہت تھی۔مہمان نوازی میں یکتا تھے۔متوکل اور زاہد تھے۔بڑودہ میں دائرہ تھا سراپا درد قومی رکھتے تھے۔اپنی دھن کے پکے تھے اپنا آرام و چین قوم کے لئے قربان کر دیا۔ظاہری نمود و نمائش سے بہت متنفر تھے۔افہام و تفہیم کا انداز بالکل سادہ تھا۔ ہر کوئی با آسانی سمجھتا تھا۔کئی ایک چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے تحریر فرما کر ادارہ شمسیہ سے شائع کئے ہیں۔جو آج بھی تشنگان علم کو سیراب کرتے ہیں۔۲۸/ صفر ۱۳۹۷ھ م ۲۰/ فبروری ۱۹۷۷ء کو بڑودہ میں انتقال فرمایا۔آپ کے انتقال کی خبر سن کر پورا بڑودہ امنڈ پڑا۔پالن پور، حیدرآباد اور دیگر مہدویہ مقامات کے علاوہ بلا لحاظ مذہب و ملت لوگ آپ کی تدفین میں شریک ہوئے۔آل انڈیا ریڈیو دہلی نے بھی آپ کی رحلت کی خبر سنائی۔میت آپ کی حسب وصیت بڑودہ ہی میں دفن کی گئی۔آپ بڑودہ کے مہدویہ حظیرہ کے سلطان حظیرہ بن گئے۔آپ کے فرزند حضرت میاں سید قاسم یداللّٰہی اس وقت موجود ہیں۔نہایت نیک طبیعت بڑے مہمان نواز فقیر دوست ہیں۔خاموشی سے اپنے متعلقین اور مریدین کی خدمت بھی کئے جاتے ہیں۔میاں سید قاسم کے فرزند میاں سید مصطفیٰ مبارک بھی اپنے بزرگوار کے ہاتھ پر ترک دنیا کئے ہیں۔قوم کے ہونہار سپوت ہیں۔عثمانیہ یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے کی ڈگری حاصل کئے ہیں۔اپنے دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔حق گو اور بے باک ہیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید شہاب الدین بن مولانا سید مرتضیٰ اپنے والد محترم کے ہمراہ پاکستان چلے گئے۔ والد کے ساتھ ہی شہداد پور میں قیام کیا۔ سندھ اور پاکستان میں ذکری مہدوی کثیر تعداد میں ہیں۔ جو امامنا مہدی علیہ السلام کے جانثار اور شیدائی ہیں۔ میاں سید شہاب الدین نے وہاں بڑا کام کیا۔ اور سب ذکریوں کو مہدویوں کی جو ہندوستان سے پاکستان چلے گئے تھے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ آپ کا انتقال ۶/ جون ۱۹۹۱ء کو ہوا اور شہداد پور پاکستان میں دفن کیا گیا۔ آپ ایک حرکیاتی شخصیت تھے۔ مختلف طریقوں سے نام مہدی اور تعلیمات مہدی موعودؑ کو پیش کرتے تھے۔ کئی رسالے آپ نے تحریر کئے اور ادارہ شمسیہ سے شائع ہوئے خاص طور پر نوجوانوں میں دینی جذبے کے فروغ میں نمایاں کام انجام دیا۔ اہل قلم تھے۔ صحافت سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ قیام پاکستان میں کئی ایک روزناموں اور ماہناموں کو قلمی تعاون عطا کیا۔ بنات حوا اور ابوزر جماعت قائم کئے۔ دائرہ شہداد پور میں کئی ایک سماجی اور رفاہی کام انجام دئے۔ قوم مہدویہ کے قابل ترین شخصیتوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

میاں سید پیر محمد بن میاں سید علی آپ تربیت اپنے بڑے بھائی سید شریف کے ہیں اور صحبت اپنے خسر میاں سید مبارک سے رکھتے ہیں۔ دائرہ کرنول میں تھا۔ وہیں فوت ہوئے ان کو ایک فرزند سید قاسم ہوئے۔

بندگی میاں سید قادن بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل: بندگی میاں سید قادن احمد نگر کے سپہ سالار جمال خاں پنی پٹھان کے پاس ملازم تھے اور اس کے ساتھ ہی حالات ملازمت میں رہے دولت آباد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں آپ کی تاریخ شہادت ۳۰/ ذی قعدہ ہے۔

https://theimammehdi.com

بارھواں باب

بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ
بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ

مظہر احکام ولایت مصدر احتشام رشد وہدایت خلاصہ ماہیت شناسان علم الیقین مخصوص الزماں حضرت بندگی میاں سید نصرت صاحب العصر والدین حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشد کے مبشر ہیں۔

نقل ہے کہ جالور میں میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ نے ملک شاہ محمد فولادی کی دختر مانگی تھی ملک نے منظور نہ کیا۔ حضرت خاتم المرشدؓ نے سن کر فرمایا اے شاہ محمد اپنی بیٹی خانجی بھائی کو کیوں نہیں دیتے؟ اس کی شادی اپنی بیٹی سے کرو اُس کو بیٹے ہوں گے ان میں سے ایک میرے جیسا ہوگا بہرحال ملک شاہ محمد فولادی کی دختر بی بی امۃ الرحیم سے شادی ہوئی اور ۷/ ذی الحجہ ۹۴۰ھ کو حضرت شاہ نصرتؒ پیدا ہوئے۔ مشہور ہے کہ حضرت شاہ نصرتؒ کی آنکھوں میں سرخ خط سے کلمہ طیب اور کلمہ تصدیق لکھے ہوئے تھے آپ اپنے والد کے تربیت ہیں۔ اور ۱۷۔۱۸ سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے باپ کی صحبت میں رہے۔

اپنے انتقال کے وقت بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل نے فرمایا بندہ کا وقت آخر پہنچ چکا تھا۔ مگر یہ نصرت کو پورا کرنے بندہ نے خدا سے دو تین سال مانگ لئے تھے بندگی میاں سید خوندمیر کی وفات کے وقت آپ کے برادر بزرگ بندگی میاں سید یوسفؒ بیجاپور گئے ہوئے تھے جب واپس ہوئے تو میاں سید نصرت استقبال کے لئے پہنچے۔ بندگی میاں سید یوسف نے آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر خیال کیا کہ بھائی کی وفات ہو چکی ہے آپ کو گلے سے لگایا تسلی دی اور فرمایا میں تیرا باپ ہوں۔ میاں سید نصرت نے آپ سے علاقہ کیا اور آپ کی صحبت اختیار کی۔ میاں سید خوندمیر کی وفات کے ایک ماہ ۲۵ روز بعد بندگی میاں سید یوسفؒ بھی واصل حق ہو گئے۔

بندگی میاں سید یوسفؒ کے انتقال کے بعد میاں سید نصرت حضرت بندگی میاں نور محمد

https://theimammehdi.com

حاکم الزماںؒ کی خدمت میں آئے۔ کیونکہ نقل ہے دین ہر جگہ سے اٹھ جائے گا مگر خونزا فاطمہ کے شکم پر قائم رہے گا۔ بندگی میاں سید نصرت کو افسوس تھا کہ بندگی میاں سید یوسفؒ کی صحبت صرف چند روز رہی ہے، فیض حاصل ہوا یا نہیں اسی فکر میں تھے۔ بندگی میاں سید نور محمد نے فرمایا نصرت جی ہم تینوں تیرے حامی ہیں۔ شاہ نصرت نے عرض کیا ایک آپ دوسرے والد بزرگوار ہیں۔ اس پر حاکم الزماں نے فرمایا تیسرے میاں سید یوسف ہیں۔ پھر میاں نصرت نے عرض کیا ان کی صحبت صرف چند روز رہی ہے۔ جواب میں حاکم الزماں نے فرمایا کامل کی صحبت کا صرف ایک دن کافی ہے۔ بندگی میاں خوندمیرؒ کے بعد بندگی میاں سید یوسفؒ کی حیات صرف ایک ماہ ۲۵ روز ہوئی ہے۔ بندگی میاں سید نور محمدؒ کے فرمانے کے بعد حضرت شاہ نصرتؒ کو یہ اطمینان حاصل ہوا کہ بندگی میاں سید یوسفؒ سے بھی آپ کو فیض حاصل ہے۔ بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ نے حضرت شاہ نصرتؒ کو بیان قرآن کی اجازت دی۔ اور ایک پرتاب بھی بھیجا کہ اس کا شربت بنا کر سب کو پلاؤ۔ بندگی میاں شاہ قاسمؒ کو لکھا کہ نصرت جی کے پاس جا کر بیان قرآن سنو۔ جب بندگی میاں سید اشرف فرزند بندگی میاں سید میراں ستون دینؒ حضرت خاتم کار سے ملنے آئے تو ان سے پوچھا کہ کیا تم نے نصرت جی کا بیان سنا ہے عرض کیا نہیں میں وہاں صرف ایک رات رہا ہوں۔ فرمایا اب واپس جاتے ہوئے سید نصرت کے دائرہ میں ٹھیر کر بیان قرآن سنتے ہوئے جاؤ بندگی میاں سید اشرف نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت شاہ قاسمؒ حضرت شاہ نصرتؒ کا بیان قرآن سن کر جانے لگے تو راستہ میں میاں شاہ محمدؒ کے فقیر نے پوچھا خوندکار میاں سید نصرت کا بیان کیا ہے؟ حضرت نے تعریف کی تو کہا کہ خوندکار کے بیان کو کہاں پہنچتا ہے۔ خوندکار بحر علم ہیں۔ فرمایا ایسا مت کہو۔ سید نصرت کے بخت کی قسم کھانا چاہئے یہ شخص جہاں ہاتھ ڈالتا ہے اپنا مطلب بنا لیتا ہے۔ ایک دن بندگی میاں سید نصرت نے حضرت بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ سے عرض کیا خوندکار میرے متعلقین کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا نصرت جی میں تیرا ہوں تیرے فقیروں کا ہوں۔ عجائب خاں کا ہوں، تیرے پاس جو بھی آئے گا اس کا تعلق مجھ سے ہے۔ جس وقت شاہ نصرت حضرت حاکم الزماںؒ کی خدمت میں دھاراسیون میں تھے۔ حضرت شاہ نصرتؒ کے قبائل دولت آباد میں تھے اس

https://theimammehdi.com

وقت حضرت خاتم کارؓ کے حکم سے حضرت شاہ نصرتؓ دولت آباد جاتے اور آتے تھے۔ آپ نے حضرت حاکم الزماںؓ کی مفارقت میں حضرت کو خطوط لکھے ہیں۔ ایک وقت آپ نے نہایت عاجزی اور انکساری سے حضرت حاکم الزماںؓ کی خدمت میں اپنے خط میں یہ دوہا لکھا۔

کتا تیرے دوار کا موتیا میرا ناؤں

ہڑ بڑ کہے تو باد لا تو توں کہے تو آؤں

بندگی میاں سید نور محمد سن کر بہت خوش ہو گئے اور فرمایا آہ اے سید نصرت تو نے میرا دل لے لیا۔

جب بندگی میاں سید نور محمدؓ گجرات جانے کے لئے ہجرت کی حضرت شاہ قاسمؓ اور حضرت شاہ نصرتؓ ساتھ تھے۔ میاں شاہ قاسم کے ہاتھ میں چتور اور میاں سید نصرت کے پاس پانی کی چھاگل تھی۔ راستہ میں ایک جگہ بیٹھ کر میاں سید نور محمدؓ نے میاں شاہ قاسمؓ اور میاں شاہ نصرتؓ سے فرمایا دونوں ملاقات کرو۔ دونوں گلے ملے حضرت شاہ قاسم نے عرض کیا خوندکار سید نصرت کو گلے کرنے کی عادت بہت ہے۔ فرمایا تو بڑا بھائی ہے برداشت کرلے پھر ان کا پنجہ اپنے پنجہ میں لے کر فرمایا کہ دین کو قوت پہنچایا ہوں پھر گوجری میں فرمایا پانچوں انگلیاں پونجا سبلا پھر فرمایا اگر کوئی سید قاسم کا تربیت ہو سید نصرت کی صحبت میں رہے اور جو سید نصرت کا تربیت ہو سید قاسمؓ کی صحبت میں رہے دونوں جگہ دین ہے دونوں جگہ ادب ہے۔ پھر روانہ ہوئے راستہ میں ایک ندی ملی جب اس سے پار ہوئے پوچھا کیا سب پار ہو گئے عرض کیا سب پار ہو گئے۔ میاں سید قاسم نے عرض کیا خوندکار جن کو آنا تھا آ گئے اس وقت حاکم الزماں نے مغز سخن سمجھ کر فرمایا کہ ''بندہ اپنے فقیروں کو جھاڑیا جھٹکیا اوڑیا پچھوڑیا بھوسہ تھا کہ اوڑ گیا نج کا تج رہ گیا'' پھر وہاں سے کوٹ گیر آئے وہاں صبح کی نماز سپیدی ظاہر ہونے کے بعد پڑھی میاں سید یوسف اور میاں سید خوندمیرؓ صبح کی نماز اُجالے میں پڑھتے تھے اور میاں سید نور محمد اول وقت سپیدی ظاہر ہونے سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔ جب یہاں نماز فجر بالکل اُجالے میں پڑھی تو میاں سید قاسمؓ اور میاں سید نصرتؓ نے دل میں خیال کیا کہ تینوں بزرگوں کا عمل ایک ہے۔

https://theimammehdi.com

ایک جگہ راستہ میں ٹھیرے جہاں میٹھا پانی نہیں تھا۔ حضرت شاہ نصرتؒ نے راستہ میں ایک باؤلی سے میٹھا پانی چھاگل میں بھرلیا تھا۔ جب حاکم الزماںؒ نے پانی طلب کیا وہ پانی پلایا۔ حاکم الزماںؒ نے پوچھا سید نصرت اس مقام پر میٹھا پانی نہیں ہے یہ پانی کہاں سے آیا عرض کیا راستہ میں تین چار کوس دور ایک باؤلی مجھے ملی وہاں چھاگل بھرلی۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور تعریف کی۔ پانی پینے کے بعد حضرت شاہ نصرتؒ اسی وقت واپس اسی باؤلی پر تین چار کوس بغیر کسی کو معلوم کئے جاکر پانی بھرلائے۔ آپ کے جانے آنے کی کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ اور ہوا سے پانی ٹھنڈا بھی ہوگیا۔ جب حاکم الزماںؒ نے دوبارہ پانی طلب کیا وہی پانی پلایا پوچھا سید نصرت یہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی کہاں سے آیا عرض کیا اسی باؤلی سے حاکم الزماںؒ نے بہت ہی خوش ہوکر فرمایا سید نصرت جیسا تونے اس ٹھنڈے پانی سے مجھے سیراب کیا خدا تجھ کو اپنے دیدار سے سرفراز کرے۔

جب نظام شاہی حکومت کو زوال آیا دولت آباد میں افراتفری پھیل گئی۔ حضرت شاہ قاسمؒ اور شاہ نصرتؒ نے (جو بندگی میاں سید نور محمد کے انتقال کے بعد دولت آباد آکر اپنے اپنے دائروں پر متمکن تھے) دولت آباد سے ہجرت کی۔ شاہ نصرت دولت آباد سے ہجرت کرکے اوسہ آئے جو شیر خاں بایزید خاں کی جاگیر تھی۔ پھر وہاں سے ہجرت کرکے ایلگندل آئے پھر ایلگندل سے چیلا ساگر آئے۔ چیلا ساگر سے مرکوک میں دائرہ باندھا۔ (جو اپل گوڑہ کے قریب ہے) یہاں شہزادہ سبحان قلی (قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ کی اولاد) نے آکر آپ کے ہاتھ پر حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی اور آپ کا مرید ہوگیا۔ مرکوک میں ایک سال رہ کر آپ میر پیٹھ آئے جو علی آباد کے قریب ہے۔ یہاں آپ کی والدہ محترمہ بی بی امت الرحیم کا انتقال ہوگیا۔ اس مقام پر جس کو اب گلسگور کہتے ہیں جو موضع لال گڑھی سے بالکل قریب جانب مغرب ہے۔ والدہ محترمہ کو دفن کیا۔ اور قبر کے اطراف ایک بڑا چبوترہ پتھر سے تعمیر کروایا۔ اور حظیرہ سے متصل مسجد عالیشان پتھر اور پختہ اینٹ سے بنی ہوئی ہے یہ حظیرہ عجیب مکاں میمون اور دلکش کہ اس جگہ دل پرنور اور پرسکون ہوجاتا ہے۔

https://theimammehdi.com

حضرت شاہ نصرت والدہ کے انتقال کے بعد وہاں سے دائرہ اٹھا کر چنچل گوڑہ میں دائرہ قائم کیا۔ آپ کم وبیش تیرہ سال حضرت حاکم الزمانؒ کی صحبت میں رہے جس زمانے میں آپ کا قیام چنچل گوڑہ میں تھا سلطان عبداللہ قطب شاہ کا بیٹا اور بیٹی چیچک سے مر گئے۔ بادشاہ اور بیگم دونوں بے حد غم زدہ ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے مہدوی امراء کے مشورے سے حضرت شاہ نصرت کو بلا کر آپ کا بیان سنا اور بہت محظوظ ہوئے۔ واپسی کے بعد اس خیال سے کہ کہیں بادشاہ آپ کا معتقد ہو کر مرید ہو جائے ایک عالم مخالف نے جو شیعہ تھا آپ کو خط لکھا اور آپ پر کچھ اعتراضات کئے آپ نے اس کے جواب میں خط تحریر فرمایا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ بندہ کا کہیں آنا جانا اور بولنا چالنا، لکھنا پڑھنا سب اللہ کے لئے ہے تمہاری کیفیت اور ہے تمہاری پوری جدوجہد حصول دنیا کے لئے ہے اس لئے تم جس مذہب پر قائم ہیں وہ حصول دنیا کے لئے ہے اگر بادشاہ مذہب شیعہ سے پلٹ جائے تو تم بھی شیعیت کو چھوڑ دو گے بندہ کا حال ایسا نہیں ہے میں تا دم مرگ اگر آسمان پر بھی ٹوٹ کر مجھ پر گرے اور ہزاروں مصائب کا سامنا ہو تو بھی اپنا عقیدہ نہیں بدلوں گا۔ اس کا خوب خیال رکھو (یہ خط راقم الحروف کے پاس اصل نقل کردہ موجود ہے)

نقل ہے کہ ایک مصدق حسن بچھو نام تھا جو بہت امیر اور مالدار تھا اور شرفا سے تھا۔ اور اپنی بیٹیاں پیرزادوں میں دی تھیں۔ اور ان دائروں کی خدمت بہت کرتا تھا۔ جب بوڑھا ہو گیا تو ترک دنیا کرنے کے لئے تمام دائروں میں پھرا اور ان سب کے پاس گیا جن جن کی اس نے خدمت کی تھی لیکن سب اس کی بدمزاجی سے ڈر گئے۔ اور اس کو اپنے پاس نہ رکھا۔ اس کے بعد وہ حضرت شاہ نصرت کے پاس آیا اور کہا سب مرشدوں کے پاس جا کر آ رہا ہوں کسی نے بھی مجھے نہیں رکھا۔ میں نے حضرت کی کوئی خدمت تو نہیں کی مگر اللہ کے واسطے آیا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا اللہ واسطے آئے ہو تو آؤ۔ اس کا علاقہ قبول کیا اور اس کو ترک دنیا کرا کر دائرہ میں رہنے جگہ دی وہ بہت ہی نکتہ چین اور سخت تھا۔ حضرت نے اس کے ہر عمل کو برداشت کیا اس کی چادر اپنے ہاتھ سے بچھاتے اور روٹی اپنے حضور میں پکوا کر اس کو لا کر دیتے اسی طرح گزرنے لگی وہ روٹی ہاتھوں سے

https://theimammehdi.com

لے کراس کووزن کر کے دیکھتا پھر کھاتا ایک دن کہا کہ خوندکار یہ روٹی وزن میں کم ہے فرمایا میں اپنے سامنے پکوایا ہوں کہا خوندکار کیا جانتے ہیں۔خوندکار نے دنیا کا روزگار نہیں کیا' ہم اس سے واقف ہیں۔ چند روز اسی روش پر گزرے۔ایک روز اس نے بیان قرآن کے وقت کہا کہ آپ ہر وقت چھابوجیؒ سیدنجی (یعنی مرشدین کاملین حضرت شہاب الحق اور حضرت خاتم المرشدؒ) کی نقلیات بیان کرتے ہیں کیا آپ کو اپنے باپ چچا اور دادا سے کچھ ملا ہے یا نہیں۔حضرت نے فرمایا ہاں ہم کو دین کا بہرہ اسی خاندان سے ملا ہے۔ اسی لئے ہر وقت چھابوجیؒ اور سیدنجیؒ کہتے ہیں۔اور جب باپ کی نقل یاد آتی ہے وہ بھی کہتے ہیں۔اس نے سرہلا کر کہا ہاں ایسا ہے۔پھر حضرت شاہ نصرت نے فرمایا تم نے ان بزرگوں کا نام بے ادبی سے لیا ہے۔تمہاری موت میرے دائرے میں نہ ہوگی۔ایک روز حسن بچھو نے یہ سننے کے بعد حضرت شاہ نصرت کے فرزند حضرت ابجی میاں کو طلب کر کے ان کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضرت سے کہو حسن محمد آپ کے دائرہ میں نہیں مرے گا بلکہ کسی بت خانے میں مرے گا۔اور بولو کہ مجھے اجازت دے دیں۔ابجی میاں نے حضرت سے یہ بات کہی حضرت نے فرمایا اس سے کہدو کہ چلا جائے وہ لکڑی ہاتھ میں لے کر اٹھ کر دائرہ کے باہر چلا گیا اور ایک سپاہی کے دروازے پر گر پڑا۔سید لطیف اس کو پکڑ کر لے گئے اور وہ ایک بت خانے کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ضعف و ناتوانی بڑھ جانے سے اس کی حالت دگرگوں ہوگئی وہ وہیں مرگیا۔پھر سید لطیف اٹھا کر اس کو لے گئے۔کہاں لئے گئے اس کا پتہ نہیں۔جب شاہ نصرت کو اطلاع ہوئی فرمایا میں نے کہا تھا نا کہ حسن محمد میرے دائرہ میں نہیں مرے گا وہ میرے دائرہ میں کیسے مرسکتا تھا۔ پھر فرمایا جو بندگی میاں سید خوندمیر (صدیق ولایتؓ) کے خاندان سے عداوت رکھے ہمارے دائرہ میں کیسے مرسکتا ہے۔

میاں سید نصرت مخصوص الزماں کو وفات کے ایک سال پہلے جذبہ ہوگیا تھا تین ماہ تک جذبہ کی حالت رہی۔حضرت فرماتے جو ولایت میرے سینہ میں ہے بھائی نہیں جانتے۔تو یہ فرزند اور میرے طالب کیا پہچانیں گے۔دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے میرے دونوں ہاتھ میں لڈو ہیں۔

حضرت مخصوص الزماںؒ برگ تنبول (پان کا بیڑا) اکثر کھاتے تھے جب اپنی ہمشیرہ آجے

https://theimammehdi.com

بی بی کے گھر جاتے بی بی آپ کو پان کھلاتی تھیں۔ آپ کی اولاد بی بی صاحب خاں بی بنت میرانجی احمد خاں سے تین بیٹے ہوئے ایک میاں سید خوندمیر دوسرے میاں سید سلام اللہ تیسرے میاں سید اشرف (یہ دونوں بچپن میں انتقال کرگئے) صاحب خاں بی بی بہت بزرگ اور کاملہ تھیں۔ آنحضرت کے حضور میں وفات پائیں۔ دوسری بیوی پیارخاں صاحبہ بنت میاں سید اشرف بن میاں سید عبدالوہاب سے چار بیٹے ہوئے۔ میاں سید شریف میاں سید عالم عرف شاہ صاحب میاں تیسرے میاں سید عبدالکریم چوتھے میاں سید حمید (یہ دونوں موخرالذکر بھی بچپن میں انتقال کرگئے) پیارخاں بی نہایت ہی پرہیزگار اور متوکل تھیں اور حضرت کو بہت خوش رکھا تھا۔ آپ کو حضرت نے بشارتیں دی ہیں ان میں سے ایک بشارت میں فرمایا ''اگر بندہ فقیروں کو مثل میاں سید نورمحمد (حاکم الزماںؒ) فقیری پر کھینچے تو کوئی ثابت نہیں رہے گا مگر سید ابراہیم اور بی بی شاہؒ (پیارخاں بی بی) ثابت رہے حضرت کے بعد ۵/ رمضان کو حضرت پیارخاں بی بی کا انتقال ہوا۔

حضرت شاہ نصرت کے پاس دو خادم بھی تھے ایک بھائی خاتو دوسرا بھائی الماس دو کنیزیں تھیں ایک بائی راج کلاں دوسری بائی امرکلاں۔

حضرت بندگی میاں شاہ ابراہیم (بندگی میاں شاہ نصرت کے چھوٹے بھائی) کی دو بیٹیاں جوان ہوگئیں تھیں ان کو پیام نہیں تھا وہ متفکر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت شاہ نصرتؒ نے پوچھا باوا صاحب کس فکر میں بیٹھے ہو۔ عرض کیا خوندکار دونوں بیٹیاں جوان ہوگئی ہیں۔ ان کو پیام نہیں ہے فرمایا فکر مت کرو تمہاری بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں۔ ان دونوں بیٹیوں کو اپنے دونوں بیٹوں میاں سید خوندمیر (خانجی میاں) میاں سید شریف (انجی میاں) سے منسوب کیا

حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کے خلفا یہ ہیں (۱) میاں سید ابراہیم (چھوٹے بھائی) (۲) میاں سید خوندمیر (فرزند) (۳) میاں سید شریف انجی میاں (فرزند) (۴) میاں سید یداللہ بڑے شاہ میاں (داماد) (۵) میاں سید میرانجی سیدو میاں (داماد) (۶) میاں سید یسین اچھے میاں (۷) حسین شاہ میاں (کڑپہ) (۸) جی جی میاں (۹) میاں عبدالرشید سجاوندی (۱۰)

https://theimammehdi.com

میاں سید ابراہیم (داماد) (۱۱) ملک پیر محمد (۱۲) ملک الہ داد (پلکونڈہ) (۱۳) ملک یوسف (۱۴) ملک قیام الدین (۱۵) میرانجی داؤدخاں (۱۶) سید حسین اور (۱۷) میاں سید روح اللہ

میاں سید خوندمیر بن میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ: میاں سید خوندمیر بن میاں سید نصرت مخصوص الزماں اپنے والد بزرگوار کے تربیت ہیں۔صحبت وسند وخلافت باپ ہی سے رکھتے ہیں۔ بہت کامل اور باپ کے مانند قدم عالیت پر مستقیم تھا۔آپ کا تولد ۱۰۳۰ھ ہے۔ پدر بزرگوار کی وفات کے وقت عمر ۴۸ سال کی تھی۔والد کے بعد ۱۱ سال ۹ ماہ زندہ رہے۔۳/ ذی قعدہ ۱۰۹۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی والد کے پہلو میں مغرب کی طرف آسودہ ہیں تمام عمر شریف ۵۹ سال کی ہے۔آپ کو بی بی الہدیتی بنت بندگی میاں سید ابراہیمؒ سے سید یوسف میراں صاحب' اچھے میاں' سید نصرت فرزند ہوئے۔

سید یوسف میراں صاحب میاں: سید یوسف میراں صاحب میاں بن میاں سید خوندمیر بہت متقی پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔تربیت وصحبت باپ سے رکھتے ہیں۔گلسگور میں آسودہ ہیں۔ان کو آجے بی اپنے چچا انجی میاں کی بیٹی سے ایک فرزند سید مبارک ہوئے۔

میاں سید مبارک: میاں سید مبارک بن میراں صاحب میاں فرید العصر وحید الزماں تھے تربیت میاں شریف انجی میاں کے ہیں۔اور مرشد نے دائرہ آپ کو دیا ہے۔اس کے بعد میاں سید میرانجی کی صحبت میں پہنچے ہیں اور آخر تک ان سے فیض حاصل کیا ہے۔اور خلافت سے مبشر ومنظور ہوئے ہیں۔آپ کا قدم توکل پر مرشد کے مانند استوار تھا۔اور میاں سید میرانجی سیدو میاںؒ سے بہت سی نقلیں سنی ہیں۔اور دائرہ چنچل گوڑہ حیدرآباد میں تھا وہیں رحمت حق سے جا ملے ہیں۔تاریخ وفات ۲۷/ ذی قعدہ ۱۱۶۱ھ ہے اور میت کو مخصوص الزماں کے حظیرہ میں لے جا کر دفن کئے۔ان کو بی بی بنت میاں سید زین العابدین سے تین بیٹے ہوئے۔ایک میاں سید میرانجی عرف سیدا میاں دوسرے سید نصرت میاں صاحب میاں تیسرے سید خدا بخش سید صاحب میاں۔

سید میرانجی عرف سیدو میاں تربیت وصحبت اپنے باپ سے ہوئے۔ان کو چار بیٹے

ہوئے ایک خوب میاں دوسرے اجی میاں تیسرے اشرف میاں۔ سید نصرت میاں صاحب میاں سید مبارک کے بیٹے ہیں ان کو میراں صاحب' میاں شاہ صاحب میاں' باوا صاحب میاں' خوزادے میاں چار بیٹے ہوئے۔ سید خدا بخش عرف سید صاحب میاں بن میاں سید مبارک تربیت وصحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ اور علاقہ میاں سید منجو سے کیا تھا اور ماہر نقلیات تھے ان کے فرزند سید یعقوب عرف میانجی میاں دوسرے سید خوندمیر عرف سیدن میاں تیسرے سید نجم الدین عرف روشن میاں ہیں۔ اور سید نصرت عرف میاں صاحب میاں۔

سید نصرت بن میاں سید خوندمیر بن مخصوص الزماں کو ایک بیٹا میاں سید عبدالحلیم ہوا جو صحبت وخلافت میاں جی صاحب بن حضرت بڑے شاہ میاں سے رکھتے ہیں۔ اور میاں سید ایوب سے علاقہ کیا ہے۔ اور میاں سید زین العابدین نبیرہ حضرت شاہ قاسمؒ سے بھی علاقہ تھا۔ نیز میاں سید مبارک نبیرہ حضرت مخصوص الزماں سے بھی علاقہ کیا ہے اور میاں سید منجو سے بھی علاقہ رہا ہے۔ آپ کا دائرہ مدت تک کڑپہ میں تھا۔ پھر دولت آباد آ گئے۔ دولت آباد میں ۲۲/ شعبان کو رحلت کی اور حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کی چار دیواری میں دیوار کے قریب آسودہ ہیں۔ ان کو روشن میاں' اجی میاں' خوزادے میاں' خوب میاں چار بیٹے ہوئے۔

روشن میاں بن میاں سید عبدالحلیم صرف ونحو کے علم میں دستگاہ رکھتے تھے اور ولایت مصطفیٰ کے ذکر میں رسالہ تصنیف کیا ہے۔ میانجی صاحب کے تربیت ہیں۔ اور علاقہ خوب میاں سے ہے اور اپنے باپ سے بھی علاقہ کیا ہے ان کو ایک بیٹا میٹھے میاں ہوئے۔

اجی میاں بن میاں سید عبدالحلیم ان کو دو بیٹے چھجو میاں اور خوب میاں ہوئے جو غازی ہیں۔

خوزادے میاں بن میاں سید عبدالحلیم تربیت وصحبت باپ کے ہیں پھر علاقہ سید صاحب میاں سے کیا اور شاہ صاحب میاں اہل کرہ سے بھی علاقہ ہے ان کو دو بیٹے سید شریف اجی میاں اور سید ابراہیم اچھا میاں ہوئے۔ سید شریف تربیت وصحبت باپ سے رکھتے ہیں۔ اور پدر بزرگوار کی خلافت سے مبشر ہوئے ہیں توکل وتقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔ ماہ ذی الحجہ میں واصل حق ہوئے ہیں اور گلسگو رمیں آسودہ ہیں۔

https://theimammehdi.com

سید خدا بخش سید صاحب میاں بن سید مبارکؒ: بندگی میاں سید مبارک بن سید یوسف نبیرہ حضرت مخصوص الزماںؒ کے بیٹے ہیں۔ باپ کے تربیت ہیں اور باپ ہی کی صحبت میں رہ کر حکم خلافت حاصل کیا ہے۔ بہت ہی صاحب حال اور باکمال تھے۔ آپ کو دو فرزند ہوئے۔ سید یعقوب عرف بڑے حضرت دوسرے میاں سید نجم الدین عرف روشن میاں شہید۔

سید یعقوب بڑے حضرت: آپ نہایت ہی متقی پرہیز گار اور شب زندہ دار تھے۔ عوام پر آپ کا بہت بڑا اثر تھا آپ کی مجلس میں ہمیشہ خدا اور رسول کے فرامین اور مہدی اور گروہ کے روایات کا بیان ہوتا تھا۔ جو لوگ آپ کی صحبت میں بیٹھتے اٹھتے تھے وہ برائیوں سے کنارہ کش ہو کر نیک رفتار بن جاتے تھے۔ کئی کرامتوں کا ظہور آپ سے ہوا ہے۔ ایک بار چنچل گوڑہ حیدرآباد سے گلسگو رحظیرہ حضرت شاہ نصرتؒ جا رہے تھے راستہ میں علی آباد کی ندی حائل تھی۔ اور دونوں کناروں سے بھر کر بہہ رہی تھی۔ آپ کا گھوڑا جب ندی کے قریب آیا اور آپ ندی میں اترنا چاہے ندی نے آپ کو راستہ دے دیا پانی ادھر اوپر ہٹ کر بیچ میں راستہ بن گیا آپ پار ہو گئے۔ پھر پانی مل گیا آپ کے فرزند کا نام سید شریف اجی میاں ہے۔ جو مانند والد بزرگوار کے زہد و تقویٰ میں مشہور زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ کو دو فرزند سید عیسیٰ اور سید یعقوب ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا سید عیسیٰ عرف حاجی میاں صاحب اپنے والد کے جانشین ہیں خدمت قومی میں مصروف رہتے تھے۔ بالخصوص ماہ شوال میں عقیدت واحترام کے ساتھ جلسہ سیرت و منقبتی مشاعرے بسلسلہ یوم سید الشہداء حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ منعقد کیا کرتے تھے۔ آپ کے فرزند حضرت سید عطا اللہ جانشین ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند حضرت میاں سید علی مسعود دائرہ پر فائز ہیں۔ نیک اخلاق ہیں زیارت بزرگان دین کا بہت شوق رکھتے ہیں۔

سید یعقوب بن سید شریف اجی میاں والد بزرگوار کے تربیت اور صحبت یافتہ ہیں۔ صاحب حال اور متقی و پرہیز گار تھے۔ ان کے فرزندوں کے نام سید خدا بخش سید و صاحب میاں سید ابراہیم باچھا میاں سید نصرت ہیں۔

سید خدا بخش سید صاحب میاں صاحب حال اور با کمال بزرگ تھے آپ کا مشغلہ ہمیشہ نقلیات کا سنانا تھا۔ نہایت ہی پرہیزگار اور شب بیدار تھے قوم کے بزرگوں نے آپ سے علاقہ کیا۔ جیسے حضرت سید احمد بادشاہ میاں اور حضرت ابوالعرفان سید خوند میر منوری آپ کے خلفاء میں ہیں۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ابراہیم خاں آپ کے ایک مرید تھے ان کو اٹھارہ فرزند تھے۔ فرزندوں کا انتقال ہو جانے کے بعد صرف ایک فرزند رہ گئے تھے۔ اتفاق سے ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ابراہیم خاں نہایت آہ وزاری کرنے لگے۔ میاں سید خدا بخش سید صاحب میاں نے ان کو سمجھایا اور صبر کی تلقین کی۔ ابراہیم خاں نے کہا حضرت میں اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان مر گیا۔ اس سے پہلے میرے سترہ فرزند مر گئے۔ میں نے صبر ہی کیا اب بھی رضائے الٰہی پر راضی ہوں۔ مگر میرا رونا اس لئے ہے کہ یہ بغیر ترک دنیا کئے مر گیا ہے۔ نہیں معلوم اس کا کیا حشر ہوگا۔ میرا رونا اسی لئے ہے یہ سن کر پیر و مرشد میت کے پلنگ کے قریب آئے۔ اور میت کے منہ پر سے چادر ہٹا کر ہاتھ اس کے کندھے پر مارا اور فرمایا اٹھو' مرحوم نے چٹ سے آنکھ کھول دی اور زندہ ہو گیا فرمایا مہدی علیہ السلام کا حکم ادا کر کے خدا کے حضور میں جاؤ۔ پھر مرحوم نے ترک دنیا کے الفاظ کہے اور اقرار کیا۔ آپ نے کہا اب خدا کے حضور جاؤ۔ اس نے آنکھ بند کر لی اور مر گیا۔ اس کے بعد اس کی تدفین عمل میں آئی۔ ابراہیم خاں میری نانیال کے عزیزوں میں تھے اس واقعہ کے وقت میری خالہ مانجو بی مرحوم کے مکان میں موجود تھیں۔ حضرت سید صاحب میاں کے آنے اور میت کو زندہ کرا کر اس کو ترک کرانے کا واقعہ انہوں نے دیکھا ہے۔ اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے کہا۔ حضرت سید صاحب میاں کی آمد و رفت اپل گوڑہ میں تھی۔ وہاں آپ کے مرید کثرت سے تھے اور آپ کی ایک مسجد تھی جو اب گر گئی ہے۔ حضرت سید صاحب میاں صاحب بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ کے عاشق زار تھے۔ اٹھتے بیٹھتے یا بندگی میاں کہتے تھے۔ آپ مولانا شمسی صاحب کے پاس بھی کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔ وہاں بھی میاں کا نام لے کر اٹھتے بیٹھتے۔ ایک دن حضرت شمسی علیہ الرحمہ نے کہا حضرت یا اللہ کہا کیجئے فرمایا اچھا پھر چلے گئے

پھر جب آئے تو یا بندگی میاں کہکر بیٹھ گئے اور جب اٹھ کر جانے لگے تو کہا یا بندگی میاں۔ میاں شمسی صاحب نے پھر ٹوکا اور کہا حضرت آپ پھر یا بندگی میاں کہہ رہے ہیں فرمایا ہاں جی اللہ میاں کا ایک نام بندگی میاں بھی ہے۔ یہ واقعہ قوم میں مشہور ہے آپ کے ایک فرزند سید خوند میر تھے جو میاں سید خوند میر کے نام سے مشہور ہیں۔

میاں سید خوند میر حضرت سید خدا بخش سید صاحب میاں کے اکلوتے فرزند ہیں۔ ابتدائے جوانی میں روز گار بھی کیا ہے۔ ضلع اورنگ آباد کے تعلقات پر سرکاری ملازم تھے۔ نہایت ہی جری طبیعت اور بہادر تھے۔ حالت کسب میں بھی پرہیز گاری کو ہاتھ سے نہ چھوڑا پھر ملازمت چھوڑی اور والد کے پاس آ گئے۔ اوران کے ہاتھ پر ترک دنیا کردی اور فقیری اختیار کرلی۔ آپ کے محکمہ کا مہتمم جو اورنگ آباد پر متعین تھا آپ کے ترک دنیا کرنے کے بعد آپ کے پاس آیا اور آپ کو وظیفہ لینے کی ترغیب دلائی۔ آپ نے فرمایا میں دنیا ترک کر چکا ہوں وظیفہ نہ لوں گا۔ بالکل متوکلانہ زندگی بسر کی اور حدود شریعت وطریقت پر سختی سے قائم رہے۔ قدم قید تھے والد کے جیسا پورا وقت مسجد میں گزارتے۔ حضرت مخصوص الزماں کے حظیرہ معلیٰ میں آپ کا مزار ہے۔

میاں سید ابراہیم عرف باچھا میاں صاحب حضرت سید یعقوب کے فرزند اور حضرت سید صاحب کے برادر خورد ہیں۔ چریال تعلقہ میں موضع منان پلی میں آپ کی زمینات تھیں۔ وہاں عرصہ تک زراعت کی۔ نہایت بہادر طبعیت پر حوصلہ اور صاحب علم وعمل تھے۔ اپل گوڑہ میں مدرسہ بھی لگوایا تھا۔ راقم الحروف نے ابتدائی تعلیم آپ ہی سے پائی ہے۔ بہادری آپ کی مشہور تھی کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد بھائی کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے فقیری اختیار کرلی اور ایسے پابند ہو گئے کہ بزرگان دین کا زمانہ یاد آ گیا۔ کئی کئی دن فاقے سے گزر جاتے مگر نہ کہیں جاتے نہ کسی سے اپنا حال بیان کرتے۔ مگر عزم وحوصلہ اور پابندی اوقات میں فرق نہ آیا۔ انتقال کے بعد میت لال گڑھی لے جا کر دفن کیئے ہیں۔ ان کے فرزند سید نور محمد سردار میاں اور سید شریف اچی میاں ہیں۔ سید نور محمد سردار میاں باپ کے جیسے ہی پر حوصلہ اور عزم وارادے کے پکے تھے۔ حضرت

https://theimammehdi.com

میاں سید خدا بخشؒ کا حظیرہ جو قطبی گوڑہ عیسیٰ میاں بازار میں ہے جانب شمال گلی میں سے بالکل غیر محفوظ تھا۔ محلے کے اوباش اس حظیرہ کی بڑی بے حرمتی کرتے کچرا وغیرہ اس حظیرے میں پھینک دیتے۔ سردار میاں صاحب چنچل گوڑہ کو چھوڑ کر یہاں مقیم ہوگئے۔ آپ کے قیام سے حظیرہ بالکل محفوظ ہوگیا اور اوباشوں نے آپ کے خوف سے شرارت چھوڑ دی آپ کا انتقال ہوگیا میت لال گڑھی لے جا کر حظیرہ شاہ نصرتؒ میں دفن کی گئی۔ آپ کے بھائی سید شریف اجی میاں ہیں جو باپ دادا کے جیسے ہی اہل محبت و بہادر طبیعت ہیں۔ ہمدرد اور غریب غرباء کے بہت بہی خواہ ہیں جو ان سے کسی قسم کی مدد ہو وہ مدد کرتے ہیں۔ ان کے فرزند سید خوندمیر ہیں جو خوش اطوار اور اطاعت گزار ہیں۔ امید کہ باپ دادا کی روش کو زندہ کریں گے۔

میاں سید نصرت بن میاں سید یعقوب حضرت سید صاحب میاں کے چھوٹے بھائی نہایت اہل محبت اور بہادر آدمی تھے۔ ضلع نلگنڈہ چریال وغیرہ کا پورا علاقہ آپ کے نام سے کانپتا تھا۔ عرصہ تک قیام منان پلی میں رہا آخر میں بھائی کے ہاتھ پر ترک کر کے فقیری اختیار کرلی۔ انتقال ہو چکا ہے آپ کے فرزند سید خوندمیر اس وقت صاحب دائرہ بنے ہوئے ہیں۔

میاں سید نجم الدین عرف روشن میاں شہید: میاں سید نجم الدین بن میاں سید خدا بخش بن میاں سید مبارک آپ میاں سید یعقوب بڑے حضرت کے چھوٹے بھائی ہیں آپ کے مرید ہیں والد محترم کے ہاتھ پر ہی ترک دنیا کی۔ والد کے بعد علاقہ اپنے برادر بزرگ بڑے حضرت سے کیا اور قاسم صاحب میاں یداللّٰہی سے بھی علاقہ کیا ہے۔ خوب صاحب میاں بن میاں سید عبدالحلیم سے بھی آپ کا علاقہ رہا ہے۔ صرف ونحو میں کامل دستگاہ رکھتے تھے اور ولایت مصطفیٰ کے ذکر میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ آپ کے زمانے میں جنگ چنچل گوڑہ واقع ہوئی۔ جس میں آپ شریک رہ کر شہید ہوگئے۔

جنگ چنچل گوڑہ اور واقعہ شہادت حضرت روشن میاں شہیدؒ: جنگ چنچل گوڑہ کا واقعہ یہ ہے کہ ۲۹/ ذی الحجہ ۱۲۳۷ھ کو جلو خانہ (میر عالم کی منڈی) کی مسجد میں یٰسین خاں اور

https://theimammehdi.com

عبدالکریم مولوی میں مذہب مہدیؑ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ یٰسین خاں کے پاس حدیث کی کتاب تھی۔ انہوں نے اپنے بیان کی تائید میں اس میں سے ایک حدیث بتائی۔ مولوی عبدالکریم کو اپنی شکست کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوگیا۔ اور کہا تو جھوٹا تیرا مذہب جھوٹا تیری کتاب جھوٹی اور حدیث کی کتاب پھینک دی اور پر یٰسین خاں برافروختہ ہوگئے یہ یکہ و تنہا تھے مسجد میں اور لوگ بھی تھے ان سب نے مل کر یٰسین خاں پر حملہ کر کے ان کو زخمی کر دیا اور لا کر مسجد کے باہر حوض کے قریب ڈال دیا۔ ان کا کوچ بان یہ حال دیکھ کر دوڑا ہوا چنچل گوڑہ آیا اور واقعہ بیان کیا۔ پورے محلے میں اس کی شہرت ہوگئی۔ یہ خبر سن کر ۲۵۔۲۶ مہدوی مسجد مذکورہ پہنچ گئے۔ مولوی عبدالکریم نے بھی اس خیال سے کہ اس واقعہ کی اطلاع پر کہیں مہدوی پٹھان نہ آ جائیں بہت سے عربوں اور روہیلوں کو بلا کر جمع کر لیا تھا۔ جب مہدوی جانباز مسجد پہنچے تو دیکھا کہ مسجد کا دروازہ بند ہے۔ مہدویوں کو دیکھ کر مسجد میں جو لوگ تھے وہ دیوار مسجد کے پاس آ کر مہدویوں کو برا بھلا کہکر گالی دے رہے تھے۔ جس سے جو مہدوی آئے تھے وہ بہت ہی مشتعل ہوئے۔ دیوار پر سے کسی مخالف نے ایک بندوق بھی مہدویوں پر سر کر دی بندوق کی آواز سنتے ہی بھپر کر مہدوی مسجد پر حملہ آور ہوئے اور دروازے کے قریب پہنچے۔ دروازہ بند تھا۔ شاہ عالم خاں بہادر نے ڈھال اپنے کندھے سے لگا کر یا بندگی میاں کہکر دروازے پر زور کی ٹکر ماری اور دروازہ بڑا مضبوط تھا مگر اس ایک ہی ٹکر میں ٹوٹ کر گر پڑا۔ مہدوی اندر گھس پڑے اور نیرن وبکش (مارو اور کاٹو) شروع ہوگیا۔ چار پانچ عرب اور روہیلے مارے گئے۔ یہ دیکھ کر مخالفین جو مسجد میں جمع تھے دیواروں پر سے کود کر فرار ہوگئے۔ یٰسین خاں نے عبد الکریم کو (جو چھپ گیا تھا) تلاش کر کے پکڑ لیا اس کو گرا کر اس کی چھاتی پر بیٹھ کر یہ کہکر اس کو ذبح کر دیا کہ حدیث نبوی ﷺ کی بے حرمتی کا بدلہ ہے۔ اس واقعہ کے ایک دو روز بعد سید نور الاولیاء اور انور الاصفیاء نے تمام علماء کو جمع کر کے اس امر پر اتفاق کیا کہ چنچل گوڑہ پر حملہ کر کے اس محلّہ کو بالکل تہس نہس کر دیا جائے تا کہ مہدوی باقی نہ رہیں۔ تمام علمائے مخالف نے مل کر عوام کو بھڑکایا۔ اور مہدویوں کے قتل کا فتویٰ دیا اور اس بات کی تشہیر کی کہ جو شخص مہدویوں سے لڑ کر مارا جائے اس کو

بدر واحد و حنین کے شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ ایک لاکھ آدمی تیار ہو کر ہتھیاروں سے مسلح ہو کر چنچل گوڑہ کی جانب بڑھے۔ ان لوگوں کو روکنے کی چندولال مدارالمہام حیدرآباد نے بہت کوشش کی اور دبیر پورہ کے دروازے پر قفل ڈلوادیا۔ مگر یہ کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ یہ بلوائی یاقوت پورہ کے دروازے کی طرف بڑھے۔ چندولال مدارالمہام نے قاضی شہر کو اس امر پر آمادہ کیا کہ اس کا تصفیہ شریعت کی مدد سے کیا جائے۔ اور فریقین کو پابند کردیا جائے۔ مہدویوں نے اس کو مان لیا مگر مخالفین شرارت پر اڑے رہے ان کا کہنا تھا جب مہدویوں نے ہمارے مولوی صاحب کو مارا ہے تو مہدویوں کے مولوی روشن میاں (سید نجم الدین) کو ہمارے حوالے کردیا جائے۔ حکومت نے جب دیکھا کہ بلوائی کسی طرح باز نہیں آتے تو یاقوت پورہ کے دروازے پر قفل ڈلوادیا۔ مگر بلوائی قفل توڑ کر باہر آگئے۔ اور چنچل گوڑہ کے مشرقی جانب پہنچے۔ اِدھر پیرزادے شیوخ اور پٹھان ننھے میاں صاحب کی مسجد میں (جس کو اب مسجد موسوی کہتے ہیں) جمع ہو کر اپنی حفاظت اور مدافعت کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ چنچل گوڑہ کی مشرقی جانب بلوائی پہنچ گئے اور ان بلوائی کے ساتھ مخالفین کے بڑے بڑے سردار اور جمعدار بھی ہیں اور توپ خانہ بھی ساتھ ہے تو مہدوی بھی اس طرف جدھر یہ مخالف گروہ تھے آگے بڑھے۔ جس وقت مہدوی پٹھان اس جنگ میں شرکت کے لئے اپنے اپنے گھروں میں ہتھیار سج رہے تھے ان کی عورتیں اپنے اپنے شوہروں کے قریب آکر اپنے زیور نکال نکال کران کو پہنا رہی تھی مردوں نے کہا کہ یہ کیا کر رہی ہو تو کہنے لگیں یہ ہم تم کو اس لئے پہنا رہی ہیں کہ اس زیور کی حرص میں منکر مہدی تم کو مار ڈالے اور تم نام مہدی پر شہید ہوجاؤ اور میں شہید کی بیوی کہلاؤں۔ جب مہدوی میدان میں اترے۔ اہل انکار نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی جماعت سو ڈیڑھ سو کی مقابلے پر آئی ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا ان سے مقابلہ کیا بڑی بات ہے۔ مہدوی ان کو دیکھ کر پلٹے مخالفوں نے سمجھا کہ یہ بھاگ رہے ہیں۔ فوراً حملہ کردیا۔ ابتداء مخالفوں کی طرف سے ہوئی۔ مہدوی جانباز اس حملہ کے ساتھ ہی پلٹ پڑے اور نعرہ تسبیح بلند کیا۔ (القرآن والمہدی امامنا) جانباز پٹھانوں نے آغاز جنگ کے پہلے ایک ایک غیر مہدوی

سرداروں اور جمعدار کو تاک رکھا اور طئے کرلیا تھا کہ میں فلاں کو ماروں گا۔ جنگ شروع ہوتے ہی شمشیر خاں نے بہادر خاں کو ایک ہی جھڑپ میں مار ڈالا۔ اور رسالدار خاں نے منصور خاں کو قتل کر دیا۔ اس طرح مخالفوں کے کئی سردار مارے گئے۔ عین جنگ میں اپل گوڑہ کے مہدوی وہاں کے مرشد حضرت سید منور روشن میاں کے زیر سرکردگی پہنچ گئے جس میں موسیٰ قلی اور حسن صاحب اور عبدالقادر تھے۔ اس چھوٹی سی جماعت نے نہایت دلیری سے آگے بڑھ کر توپوں پر قبضہ کرلیا اور ان کو مخالفین کی طرف کر کے اس کو بتی دی۔ مہدویوں نے بلوائیوں کی صفوں میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ مخالف بے انتہا بدحواس ہوگئے اور نہایت سراسیمگی کے ساتھ میدان چھوڑ کر بھاگے مہدویوں نے ان بزدلوں کا دور تک پیچھا کیا۔ اور انہیں مارتے اور قتل کرتے چلے گئے۔ اور شہر کے اندر تک پہنچ گئے۔ مہدویوں میں سید نجم الدین روشن میاں، آپ کے بھائی سید نصرت اپل گوڑہ، سید منور روشنؒ اہل اپل گوڑہ، ان کا ساتھی موسیٰ قلی اور روشن میاں اہل چیتل درگ، شاہ صاحب میاں، روشن میاں کے ہمشیر زادہ اور ۱۵ پٹھان شہید ہوئے۔ سید نصرت برادر حضرت روشن میاں کی نعش مبارک یاقوت پورہ کے دروازے سے قریب پائی گئی جس سے معلوم ہوا کہ مہدوی جانبازوں نے مخالفت بلواؤں کا یہاں تک پیچھا کیا اور صدہا مخالفین جہنم رسید ہوئے۔ مہدویوں میں بہت سے لوگ غازی ہوئے۔ شام کے وقت جنگ ختم ہوگئی۔ رات ہونے پر مہدویوں نے مشعلیں لے کر اپنے شہیدوں کی لاشیں لا کر حضرت سید راج محمد کے حظیرہ چنچل گوڑہ میں دفن کیں۔ جس کو شہیدوں کا حظیرہ بھی کہتے ہیں۔ اپل گوڑہ کے روشن میاں شہید کو لال گڑھی لے جا کر حضرت شاہ نصرتؒ کے حظیرہ میں دفن کیا گیا۔ اور موسیٰ قلی کو میاں اسد قلی (پرانا دائرہ) کے حظیرہ میں دفن کیا گیا۔ جنگ کے اختتام کے کئی دن بعد مخالفوں میں یہ بات آپس میں مشہور ہوئی کہ جنگ میں ہم کو مارنے والا تو نظر نہیں آتا تھا مگر تلواریں ہم پر برابر پڑ رہی تھیں۔ جس کی وجہ ہم میں بہت دہشت پھیل گئی۔ اور ہم نے ہمت ہار کر شکست اختیار کی۔ (میں نے یہ بات اپنے بعض مخالف دوستوں سے سنی ہے جن سے دوران ملازمت اورنگ آباد میں ملاقات ہوئی تھی) یہ واقعہ ۳/ محرم ۱۲۳۸ھ کا ہے۔ روشن میاں

https://theimammehdi.com

شہید کے فرزند میاں سید یعقوب‘ میاں سید اشرف‘ میاں سید شہاب الدین اور میاں سید مبارک ہیں۔ میاں سید یعقوب بن حضرت روشن میاں شہید تربیت باپ کے ہیں۔ صحبت وسند باپ ہی سے رکھتے ہیں۔ والد کے جانشین قرار پائے۔

مولانا سید نصرتؒ: میاں سید یعقوب کے فرزند اور میاں سید نجم الدین شہید کے پوترے ہیں۔ آپ علامہ الدہر اور وحید الزماں تھے۔ علم ظاہر میں حد کمال کو پہنچ چکے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے پر تمام علمائے اہل سنت نے مکہ مسجد میں آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ طبیعت کے بے انتہا حلیم نہایت متواضع صابر اور راضی برضائے الٰہی تھے۔ جب منکر مہدی موعود زماں خاں نے ۱۲۸۵ھ میں اپنی کتاب ”ہدیہ مہدویہ“ جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں ہیں‘ شائع کردی تو حضرت سید اجی میاںؒ نے شرعی فتویٰ کے بناء پر اس کو واجب القتل قرار دے کر ۶/ ذلحجہ ۱۲۹۲ھ کو اس کو قتل کر کے واصل جہنم کردیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اجی میاںؒ گرفتار ہو گئے اور اس قتل کی تحقیقات کے لئے ایک مجلس قائم ہوئی۔ چھ علماء جمع ہوئے اور حضرت مولانا سید نصرت صاحب کو اس مجلس میں بلایا گیا اور آپ سے اس مسئلہ کے متعلق تحقیق کی۔ یہ مباحثہ ۱۸/ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ کے دن چھ گھنٹے تک رہا۔ اور آپ نے دوران بحث فرمایا کہ خود زماں خاں کے فتویٰ کی بنا پر ان کو قتل کردیا گیا ہے۔ اور اس کی کتاب ہدیہ مہدویہ کھول کر اس نے مہدی علیہ السلام کی شان میں جو نازیبا حملے کئے تھے وہ بتلائے۔ مولوی دلاور علی نے سر کو ہاتھ لگا کر کہا کہ خود مولوی صاحب (یعنی زماں خاں) نے اپنے حق میں آپ کانٹے بوئے ہیں۔ پھر مولوی اکبر نے اسی بحث کے دوران آپ سے پوچھا کہ کیا سب مسلمان جو روئے زمین پر ہیں اور آپ کے مہدی کو نہیں مانتے کافر ہیں؟ آپ نے جواب دیا جب حدیث شریف **من انکر المھدی فقد کفر** موجود ہے تو مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ مولوی اکبر نے کہا کیا آپ کے پاس نواب سالار جنگ اور ہمارے حضور (اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خاں) بھی کافر ہیں۔ فرمایا بلاتخصیص اور زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک جس نے مہدی کا انکار کیا کافر ہے۔ پوچھا کیا تمہارے

https://theimammehdi.com

مہدی کا انکار کفر ہے فرمایا مہدی ایک ہی ہے ہمارے تمہارے دو مہدی نہیں ہو سکتے۔ جس ذات اقدس کو بعد تحقیق ہم نے مہدی مانا ہے وہی حقیقی مہدی ہے۔ اس گفتگو کو سن کر میر مجلس نے مولوی اکبر سے کہا اور کیا پوچھتے ہیں پوچھئے۔ اور کس کس کو کافر بنانا چاہتے ہیں بتایئے۔ پھر مولوی اکبر نے پوچھا کیا آپ سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ ہونا ثابت کر سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ مگر جب میں ثابت کردوں تو آپ کو مہدی موعودؑ کی تصدیق کا اقرار کرنا ہوگا۔ میر مجلس نے مولوی اکبر سے کہا یہ مجلس ان مباحث کے لئے نہیں ہے۔ آپ کو منظور ہے تو مولوی صاحب سے علیحدہ گفتگو کریں۔ منکر مہدویوں نے مولانا سید نصرت کو مزید بحث کے لئے رات میں وہیں ٹھیرا لینا چاہا مگر مختار الملک نے اجازت نہیں دی۔ اور رستم علی خاں کو حکم دیا کہ تو مولوی صاحب کو ان کے گھر پہنچا دو آپ گھر آ گئے۔ اس مباحثہ کی اطلاع جب تمام مہدویوں کو ہوئی سب کے سب بے حد خوش ہو گئے۔ اس عمل سے مولانا سید نصرت کا وقار قوم میں بہت بڑھ گیا۔ افراد قوم آپ کی طرف مائل ہو گئے۔

بزرگان مہدویہ کے دائرہ بالعموم آبادیوں کے باہر جنگلوں میں ہوتے تھے۔ اس لئے بزرگوں نے نماز جمعہ نہیں پڑھی۔ جب بزرگوں نے اپنے اپنے دائرے شہروں میں بنائے تو آباء واجداد کا عمل جمعہ نہ پڑھنے کے متعلق جنگلوں میں رہنے کا وجہ دیکھا تھا اس لئے خود انہوں نے بھی جمعہ موقوف رکھی۔ مگر بعض بزرگ جمعہ پر عامل رہے جس کی تفصیل حضرت سید ولی صاحب کے رسالہ نماز جمعہ میں ہے۔ ۱۳۰۸ھ میں مولانا سید نصرتؒ نے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے خیال سے تمام مرشدوں کی رائے اور مشورے سے اپنی مسجد چنچل گوڑہ میں نماز جمعہ شروع کی۔ کئی جمعہ تک تمام مرشدین حاضر ہو کر نماز پڑھتے رہے اور تمام مہدوی کاسبین وغیرہ بھی سب کے سب نماز جمعہ میں شریک رہتے یہاں تک مسجد میں جگہ کافی نہ ہوتی اور صحن بھی بھر جاتا۔ آپ کی شہرت بہت ہوگئی اور سب لوگوں کے دل آپ کی عقیدت اور عظمت سے بھر گئے لیکن حسد سے دین خالی نہیں ہے بہت سے مرشدین کے باپ دادا نہیں پڑھتے تھے بہانہ بنا کر مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور آج تک جھگڑا باقی ہے۔ حضرت مولانا سید نصرتؒ کی شہرت عظیم سے داؤ پیچ کھا کر کسی مرشد

https://theimammehdi.com

صاحب نے اپنا نام بشارت علی رکھ کر بجواڑہ سے مولانا سید نصرت کو ایک خط لکھا کہ میں تصدیق مہدیؑ کی طرف مائل ہوں مگر مجھے سمجھایا جائے کہ مہدی علیہ السلام حضرت رسول کریم کے برابر ہوسکتے ہیں؟ یہ قول دیکھ کر مولانا سید نصرت نے بعض ارباب قوم کے مشورے سے مصلحتاً یہ جواب دیا کہ مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے برابر نہیں کیونکہ آپ تابع محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے تابع ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ بشارت علی بنے ہوئے صاحب وہ خط لاکر نواب نصیب یار جنگ کے پاس پیش کیا۔ اس زمانے میں قوم کا ہر فرد عقائد میں بہت سخت تھا۔ نواب خط دیکھ کر بہت تعجب کئے اور اس کی تحقیق ضروری سمجھی۔ انہوں نے بشارت علی کے کہنے سے تمام مرشدوں کو دعوت دی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب کہ تمام مرشدین نواب صاحب کے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نواب صاحب یہ خط حضرت مولانا سید نصرت کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اس کی وضاحت چاہی۔ حضرت نے جواب دیا یہ خط مصلحتاً لکھا گیا ہے اور بعض ارباب قوم کی رائے سے لکھا گیا ہے اس خیال سے کہ اگر سائل مذہب مہدویہ قبول کرے تو وہ رفتہ رفتہ ہمارا عقیدہ قبول کرلے گا۔ اس جواب پر بڑی سخت بحث ہوئی آخر میں مولانا نے غلطی کا اعتراف کرکے معافی چاہنی چاہا مگر معترض راضی نہ ہوا اور کہا سب کے سامنے توبہ کرو۔ یہ سن کر مولانا نے کہا تم تسویت خاتمین ثابت کرو میں نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح ہے۔ مہدی علیہ السلام تابع رسول اللہ ہیں شریعت میں برابر رسول اللہ ﷺ کے نہیں ہوسکتے۔ مجلس اس کے بعد برخواست ہوگئی مگر یہ بات پھیل گئی ارباب قوم عرصہ دراز تک تسویت کے تعلق سے طولانی بحث ومباحثہ میں الجھے ہوئے رہے۔ بالآخر بعض مہدوی علماء وفضلاء اور مشائخین نے اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کرلیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام شریعت میں رسول اللہ ﷺ کے برابر نہیں ہیں۔

مولانا سید نصرت نے ہدیہ مہدویہ کے جواب میں کحل الجواہر کی تین جلدیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب لاجواب اور نہایت ہی بہتر بھی اور مسکت ودلائل سے پر ہے۔ اگر مخالفین اس کتاب کو غور سے پڑھیں تو ان کے تمام شکوک کافور ہوجائیں گے۔ اس کی پہلی دو جلدیں چھپی ہیں مگر کتاب پھر بھی نایاب ہے۔

https://theimammehdi.com

اس کتاب کا اعجاز یہ ہے کہ ایک برہمن جو ہر دوار کا رہنے والا تھا مسلمان ہو گیا۔ اور دیو بند آ کر تعلیم پائی پھر بمبئی آ کر بمبئی کے مسلمانوں کی امداد پر مصر چلا گیا وہاں اس کا قیام بہت عرصہ تک رہا۔ عربی اور دینی علوم سے پوری طرح واقف ہو کر ہندوستان آیا۔ مگر وہ مہدوی مذہب پر اعتراضات کیا کرتا تھا۔ کسی نے اس کو کتاب کحل الجواہر کی دونوں جلدیں دیں اور یہ کہکر یہ کتابیں اس کو دیں کہ اگر آپ ہندو سے مسلمان ہوئے لیکن باوجود مسلمان ہونے کے کسی ایسے فرقے سے چمٹے ہوئے ہیں جو جہنمی ہے تو آپ کو حاصل کیا ہوا۔ کیونکہ بروئے حدیث' امت ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی جس میں ۷۲ کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمی بتایا ہے۔ یہ بات سن کر اس نے کحل الجواہر حاصل کر کے تین چار ماہ تک بغور اس کا مطالعہ کیا۔ بالآخر مہدوی مسجد میں آ کر اپنے مہدوی ہونے کا اعلان کیا۔ اور ایک مہدوی مرشد سے بیعت بھی کر لی اور مہدوی ہو کر مرا۔ اور چاپانیر میں اس کی تدفین ہوئی۔ مولانا سید نصرت نے کحل الجواہر کے علاوہ خطبات جمعہ وعیدین عربی میں لکھے ہیں جو ترجمے کے ساتھ چھپ گئے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۲/ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ کو ہوا ہے۔ چنچل گوڑہ میں شہیدوں کے حظیرے میں آسودہ ہیں۔ آپ کے انتقال سے تمام مہدوی سوگوار ہو گئے۔ آپ کی تعزیت کے بڑے بڑے جلسے ہوئے اور شاعروں نے لمبی لمبی نظمیں لکھ کر مجالس میں سنائیں۔ قوم ہمیشہ آپ کو یاد کرتے رہے گی۔ آپ کے جانشین آپ کے فرزند مولانا سید شہاب الدین قرار پائے۔

مولانا سید شہاب الدینؒ: آپ مولانا سید نصرتؒ کے فرزند ہیں۔ یکم ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ کو پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار ہی کے مرید وفقیر ہیں۔ علم ظاہری میں کامل واکمل تھے۔ اپنے والد بزرگوار ہی سے علم ظاہری کی تکمیل کی۔ حدیث' فقہ' تفسیر سے پوری طرح واقف تھے۔ آپ نہایت نیک نفس اور حلیم الطبع تھے۔ آپ میں غصہ نام کو نہیں تھا۔ آپ کی مجلس علمی مجلس ہوتی تھی۔ ہمیشہ فقہی مسائل پر گفتگو ہوتے رہتی۔ والد محترم کے بعد نماز جمعہ کو قائم رکھا۔ آپ کا حلم مشہور ہے کوئی کچھ ہی کہہ لے آپ برا نہ مانتے۔ آپ کسی مجلس میں جس وضع پر بیٹھتے اس وضع پر بیٹھے رہے۔ کوئی کیسا ہی

سوال کرے اس کو نہایت تشفی بخش جواب دیتے۔ علمائے مخالف مثلاً مودودی صاحب وغیرہ بھی آپ سے علمی استفادہ کرتے رہے۔ اس فقیر نے منشی جماعت کی ابتدائی کتابیں آپ ہی سے پڑھی۔ آپ کے علم وفضل کا تمام قوم کو اعتراف تھا۔ اور تمام مرشدین کے دل میں آپ کی عظمت ومحبت تھی۔ حضرت سید قطب الدین عرف خوب صاحب پالن پوری آپ کو گروہ مقدسہ کے امام شافعی کہتے تھے۔ ایک بار آپ لال گڑھی سے (جہاں اس وقت آپ کا قیام تھا) اپل گوڑہ آئے آپ کے ساتھ میراں بخش اہل اوسہ بھی (جو حضرت سید سعد اللہ سید نجی میاں اہل اکیلی کے فقیر وخلیفہ تھے) آتے ہیں۔ میں جب میراں بخش سے ملا تو مجھے کہنے لگے کہ میں شہنشاہ کے ساتھ آیا ہوں (اس وقت حضرت مولانا سید شہاب الدین صاحب جماعت خانہ میں اندر بیٹھے تھے میں نے اندر جا کر حضرت کی قدمبوسی کی) آپ میں قومی ہمدردی بہت تھی۔ قوم کے بچوں کی تعلیم کی آپ کو ہمیشہ فکر رہی۔ موضع اپل گوڑہ میں ایک مدرسہ قائم کرایا دو چار مہینے میں ایک بار ضرور اپل گوڑہ آتے بہت سے لوگ وہاں کے آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ کا قیام اکثر لال گڑھی میں رہتا۔ جب یہاں آتے تو پندرہ دن تک یہاں قیام رہتا۔ یہاں سے اپل گوڑہ اور پامل پڑتی آتے بالعموم پامل پڑتی میں جماعت خانہ میں قیام رہتا۔ پامل پڑتی میں ایک مسجد بنانے کی فکر بھی تھی مگر لوگ اس طرف توجہ نہیں کئے۔ سفر اور حضر میں ہمیشہ نماز تہجد پڑھتے تھے۔ نماز تہجد کے بعد صبح تک مصلیٰ پر ذکر اللہ میں بیٹھے رہتے۔ عصر سے مغرب تک برابر نشست ذکر کی پابندی رہی۔ آپ کے زمانے میں بندگی میاں شاہ ابراہیمؒ کے حظیرہ کی مسجد میں ہر ہفتہ عشرہ کو مرشدین ومشائخین کی اجماعیں ہوتی رہتی تھیں۔ جس میں آپ برابر شریک رہتے۔ کئی اجماعیں اس زمانے کی کتابی صورت میں بطور روئیداد اجماع چھپ گئی۔ قوم میں آپ کی عزت وتکریم بہت تھی۔ والد محترم کے بعد آپ قوم کے ماویٰ وملجا بن گئے۔ آپ کا انتقال بروز ہفتہ ۲۷/ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ م ۳۱/ اکٹوبر ۱۹۵۹ء کو ہوا۔ میت لال گڑھی لے جا کر حضرت شاہ نصرتؒ کے حظیرہ معلیٰ میں دفن کی گئی۔ آپ کے جانشین آپ کے فرزند میاں سید عطن شہاب ہیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید اشرف شہیدؒ: آپ بندگی میاں سید نجم الدین شہید کے فرزند ہیں اور فقیر باپ کے ہیں۔ جنگ چنچل گوڑہ کے اختتام پر جب حکومت نے حیدرآباد سے مہدویوں کا اخراج کرایا آپ گلسگور (لال گڑھی) آ کر مقیم ہوگئے اور وہیں دائرہ قائم رکھا۔ آپ کی ایک علاتی بہن تھیں جو نہایت حسین اور خوبصورت تھیں۔ اخباری سید و میاں نے ان کو اپنا پیام دیا لیکن میاں سید اشرف نے قبول نہیں کیا۔ سید و میاں کو اس بات پر بہت غصہ آیا ان کو آپ سے حسد پیدا ہوگیا۔ بادشاہ کے مصاحبین میں تھے ایک دن موقع سے بادشاہ کے حضور میں کہا کہ سید نجم الدین (روشن میاں) تو جنگ چنچل گوڑہ میں مقتول ہوگئے لیکن ان کے فرزند سید اشرف نے جا کر موضع گلسگور میں دائرہ قائم کیا اور لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ ان کا خیال اپنے والد کا بدلہ لینے کا ہے۔ جنگ میں حکومت اور عوام نے مہدویوں کے ہاتھ دیکھ لئے تھے۔ مہدویوں کا رعب سب پر چھایا ہوا تھا بادشاہ کو خوف ہوا کہ سید اشرف اگر خروج کریں تو بڑی مشکل ہوگی۔ کہیں حکومت پر حرف نہ آجائے۔ اس لئے اس نے ایک فوجی دستہ ایک فوجی جنرل کی سرکردگی میں گلسگور بھیج دیا۔ فوجی عہدہ دار نے آ کر آپ کو اخراج کا حکم سنایا۔ آپ نے کہا کہ ہم یہاں ایک گوشہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ذکر وفکر وعبادت الٰہی ہمارا مشغلہ ہے ہم کو سیاست اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر اس نے نہیں مانا اور بحث ومباحثہ شروع کردیا۔ بالآخر سپاہیوں کو حکم دیا کہ گولی چلائیں۔ سپاہیوں کے ساتھ بہت سے بلوائی بھی شریک ہوگئے۔ جن کے پاس ہتھیار تھے سب کے سب آپ کو اور آپ کی جماعت پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی اور آپ کے پانچ آدمی جن میں آپ کے دو بھائی سید شہاب الدینؒ اور سید مبارکؒ بھی تھے' شہید ہوگئے۔ یہ واقعہ ۸/ صفر ۱۲۴۶ھ کا ہے۔ میاں سید اشرف شہیدؒ کے فرزند میاں سید نجم الدین کے فرزند کا نام میاں سید عطن اشرف ہے ان کے فرزند سید مبارک صفا تھے۔

میاں سید مبارک صفاؒ: فرزند میاں سید عطن اشرف بن میاں سید نجم الدین بن میاں سید اشرف شہیدؒ آپ تربیت مولانا سید شہاب الدین کے ہیں۔ علم ظاہری بھی حاصل کی تھی۔ آپ صفا صاحب سے مشہور ہیں۔ قاری ہفت قراءت تھے۔ نہایت پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ قراءت سیکھنے کے بعد آپ نے تین سال تک ترتیل کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی ہے۔ پھر گردن میں گنڈ

https://theimammehdi.com

مال ہونے پر تراویح پڑھانا چھوڑ دیا۔ عالم جوانی میں مولانا سید شہاب الدین کے ہاتھ پر دنیا ترک کردی اور اپنا ذاتی مکان جو چنچل گوڑہ میں تھا بیچ دیا۔ پھر مولانا سید شہاب الدین کی اجازت پر دولت آباد چلے گئے۔ مکان کی فروخت شدہ رقم ساتھ تھی۔ دولت آباد میں مہدویوں کے محلے (سبزی منڈی پنی پورہ) میں مسجد مہدویہ کے پیچھے ایک مختصر مکان بنالیا اور وہاں اقامت اختیار کرلی۔ اور ہمیشہ کے لئے گوشہ نشین ہوگئے۔ صرف نماز کے لئے مسجد میں آتے روزانہ صرف ایک مرتبہ جوار کی روٹی دال یا چٹنی کے ساتھ کھالیتے۔ کسی کی دعوت قبول نہ کرتے۔ کبھی کوئی کچھ نذر گزرانتے تو قبول نہ کرتے کہدیتے کہ میرے پاس پیسے ہیں۔ کسی متوکل فقیر کو دو یہ میرے لئے جائز نہیں ہیں۔

میں جس زمانے میں ویجاپور ضلع اورنگ آباد میں برسر ملازمت تھا ۱۳۵۸ھ ان ہی ایام میں وہاں جناب سید مبارک پولیس سرکل انسپکٹر تھے صفا صاحب اس زمانے میں سید مبارک کے پاس آئے میں نے حضرت سے ملاقاتی ہوکر آپ کو دعوت دی تو میرے گھر آئے کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد میں نے دو روپئے پیش کئے تو لینے سے انکار کیا۔ میرے اصرار پر لیتے اور میری چھوٹی بیٹی کے ہاتھ میں دیدیتے میرے بار بار اصرار پر آخر روپئے لے لئے اور مجھ سے کہا کہ اب یہ روپئے میرے ہیں یہ کہکر وہ دو روپئے میری بچی کے ہاتھ میں اللہ دیا کہکر رکھ دیئے اور اٹھ کر چلے گئے۔ میں قیام گاہ تک پہنچا کر واپس آگیا۔ جب وہ دولت آباد جاکر بیمار ہوگئے تو سید مبارک نے ان کو حیدرآباد چلنے کہا۔ فرمایا میں حظیرہ شاہ یعقوب حسن ولایتؒ میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔ سید مبارک نے کہا اگر خدانخواستہ کچھ ہوجائے تو میں آپ کو دولت آباد میں لاکر دفن کروں گا۔ یہ اطمینان دلا کر حیدرآباد لائے۔ یہاں آکر اور سخت بیمار ہوگئے بالآخر چنچل گوڑہ میں ہی انتقال ہوگیا اور شہیدوں کے حظیرہ میں دفن ہوئے۔

میاں سید عطن شہاب مہدوی: مولانا سید شہاب الدین صاحب کے فرزند و جانشین ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ مہدوی کہتے ہیں۔ باپ ہی کے مرید و فقیر ہیں۔ والد محترم نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور اپنی خلافت عطا کی۔ والد کے دائرہ پر متمکن ہیں۔ اصول مہدویہ پر

https://theimammehdi.com

بہت سخت ہیں۔ عقیدہ میں کسی طرح کی کمزوری نہیں ۔ اخفاء مذہب کو نا درست خیال کرتے ہیں۔ ایک دفعہ علمائے اسلام جن میں علمائے مہدویہ مولانا سید نصرت مجتہدی اور آپ بھی تھے کسی مسئلے کے تصفیہ کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مہدویوں کے علیحدہ نماز پڑھ لینے کو دیکھ کر مخالف عالم صاحب نے کہا ہم یہاں ایک مسئلہ کے تصفیہ کے لئے جمع ہوئے ہیں اگر ہم الگ الگ نماز پڑھیں تو اس کا اثر اچھا نہیں پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہے سب ایک ساتھ نماز پڑھیں۔ سید عطن شہاب مہدوی نے یہ سنتے ہی فوراً کہا بہت اچھی بات ہے ہم سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے اور امام شیعہ مولوی کو بنائیں گے۔ یہ سن کر اہل سنت مولوی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی آپ نے فوراً کہا ہماری نماز بھی آپ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ آپ منکر مہدی ہم مصدق مہدی۔ ہمارے امام نے اپنے منکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ مخالف صاحب خاموش ہو گئے۔ آپ (میاں سید عطن شہاب) نماز پنجگانہ اور دووقت ذکر کے بہت پابند ہیں۔ نماز جمعہ وعید کو باقی رکھا ہے۔ خود آپ ہی نماز جمعہ پڑھاتے ہیں۔ (جب تک حضرت افضل العلماء زندہ رہے وہی یہ نماز پڑھاتے تھے) سید عطن شہاب کی مسجد میں فقراء کی جماعت بھی ہے۔ ان کو بھی نماز اور ذکر کی حفاظت کا سخت حکم ہے۔ مریدوں کو حکم ہے کہ اپنا عشر ماہ بہ ماہ بلا توقف دیا کریں۔ اس عشر کے وصول ہونے پر اس کو اپنے جمیع فقراء میں علی السویہ تقسیم کر دیتے ہیں۔ بزرگان دین کی تقلید میں عمل سویت کو باقی رکھا ہے۔ والد محترم کے مانند لال گڑھی (گلسگور) جا کر کئی کئی دن قیام کر کے آ جاتے ہیں۔ بزرگان دین کی سیرت کو عام کرنے کا بہت خیال ہے۔ کئی بزرگان دین کی سیرتیں لکھوا کر ان کو چھپوایا اور قوم میں تقسیم کئے ہیں۔

میاں سید نصرت ابن میاں سید مبارک: میاں سید نصرت ابن میاں سید مبارک ابن میاں سید یوسف ابن میاں سید خوندمیر ابن حضرت شاہ نصرت مخصوص الزمانؒ اپنے والد بزرگوار کے تربیت ہیں اور انہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے صحبت اختیار کی اور خلافت وارشاد کا حکم حاصل کیا۔ اس زمانے کے تمام بزرگ آپ سے وابستہ رہے ہیں۔ آپ کے فرزندوں کے نام باوا صاحب میاں، سید مبارک، خوزادے میاں، سید عالم اور میراں صاحب میاں ہیں۔

https://theimammehdi.com

سید مبارک ابن سید نصرت: آپ میاں سید یٰسین نبیرہ میاں سید یٰسین سلطان حظیرہ بسیط پورہ کے متنٰی تھے ان ہی سے تربیت اور علاقہ صحبت رکھا اور ان ہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کی۔آپ کا انتقال یہیں ہوا بسیط پورہ کے حظیرہ میں مدفون ہیں۔

سید عبدالرحیم رحیم شاہ میاں: میاں سید نصرت کے مرید اور فقیر ہیں ان کو دو فرزند سید مبارک اور سید خوندمیر جعفر میاں ہوئے۔ یہ دونوں والد بزرگوار کے انتقال کے وقت بہت چھوٹے تھے۔ان کی پرورش ان کے ماموں میاں سید نصرت اہل بیگم بازار نے کی ہے۔مسجد بیگم بازار ہی میں تھی۔ جب میاں سید نصرت کا انتقال ہو گیا تو ان کی حسب وصیت دونوں بھائیوں نے مولانا سید نصرتؒ سے علاقہ کیا اور صحبت میں رہے۔مولانا سید نصرت کی وفات کے بعد مولانا سید شہاب الدین صاحب سے علاقہ کیا اور صحبت میں رہے۔مولانا سید شہاب الدین نے میاں سید مبارک کو افعال ارشادی کی اجازت بھی دی۔مگر آپ نے اس سے معذرت چاہی ان دونوں بھائیوں کا انتقال مولانا سید شہاب الدین کی زندگی میں ہو گیا۔

سید عبدالرحیم گورے میاں: میاں سید خوندمیر سید عبدالرحیم' رحیم شاہ میاں کے فرزند ہیں۔ تربیت مولانا سید شہاب الدین کے ہیں۔میاں سید عطن شہاب مہدوی سے علاقہ کر کے ان ہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کی اور صحبت میں رہے۔اپنی عمر کے چالیسویں سال سے مرشد کی اجازت پر موضع لال گڑھی (گلسگور) میں حضرت شاہ نصرتؒ کے حظیرہ معلیٰ میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔اور اخلاق حسنہ کے پتلے ہیں۔عبادت الٰہی نماز اور ذکر کے سخت پابند ہیں۔جو زائرین آتے ہیں ان کی پوری مدد کرتے ہیں۔اور ان کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔گفتگو نہایت ہی نرم اور دل پذیر ہے۔

میاں سید شریف بن حضرت شاہ نصرتؒ: تربیت وصحبت باپ سے رکھتے ہیں اور پدر بزرگوں کی خلافت ہے۔مبشر ومنظور ہوئے ہیں۔توکل وتقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔۲/ ذلحجہ کو واصل حق ہوئے ہیں۔اور حظیرہ معلیٰ گلسگور میں دفن ہیں۔

https://theimammehdi.com

میاں سید عالم بن حضرت شاہ نصرتؒ: میاں سید عالم عرف شاہ صاحب میاں بن میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ بہت خوش شکل اور شائستہ تھے اور خوردسالی میں باپ کے بہت منظور نظر تھے۔ لیکن باپ کے حضور میں ترک دنیا نہیں کیا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کے ملازم تھے۔ پھر علاقہ میاں سید میرانجی سید و میاں (مرشد الزماں) سے کر کے آپ کے ہاتھ پر ترک دنیا کر دی۔ میاں سید میرانجی نے اپنی دستار اپنے سر سے نکال کر آپ کے سر پر رکھ دی آپ اپنے بھائی میاں سید شریف کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔ آپ نے حیدر آباد سے ہجرت کر کے رووال پہاڑ میں جو ضلع بجواڑہ میں ہے اور پنڈیال سے قریب ہے اپنا دائرہ قائم کیا۔ رووال پہاڑ میں ۲۹ رمضان ۱۲۶۶ھ کو آپ واصل حق ہوئے۔ مزار مبارک وہیں ہے آپ کو چار فرزند ہوئے۔ بڑے میراں صاحب' سید عبدا لکریم عرف خوب صاحب میاں' تیسرے میاں صاحب میاں چوتھے میاں سید محمود عرف میانجی میاں۔ آپ کے فرزند میاں سید ابراہیم بڑے میاں صاحب کے فرزند میاں سید عالم تربیت اپنے باپ کے ہیں۔ فقیر بھی والد ہی کے ہیں۔ آپ کو دو بیٹے ہوئے۔ شریف اجی میاں دوسرے میراں صاحب میاں' میراں صاحب میاں کو دو بیٹے ہوئے۔ ایک سید عالم شاہ دوسرے سید اشرف بابا صاحب میاں۔ سید عالم میاں بڑے میراں صاحب کو دو فرزند ہوئے۔ دو فرزند بچپن میں گزر گئے۔ سید یوسف اور سید خوندمیر عرف خانجی میاں زندہ رہے۔ بڑھاپے میں حضرت نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ اس سے ایک فرزند ہوئے روشن میاں۔

سید یوسف ' سید عالم کے فرزند بھی تربیت میاں سید ولی کے ہیں۔ پھر علاقہ میاں سید ہاشم سے کیا۔ پھر اپنے باپ کی خدمت میں رہے۔ آپ کا دائرہ موضع اپل گوڑہ میں تھا۔ آپ کو امر معروف و نہی عن المنکر کا بہت شوق تھا۔ لوگوں کو ہمیشہ عبادت الٰہی کی طرف رغبت دلاتے۔ آپ کو تین فرزند تھے۔ سید عالم' سید منور روشن میاں' سید اشرف باوا صاحب میاں۔ سید عالم ڈاکوؤں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔

سید منور روشن میاں شہیدؒ: والد کے مرید و فقیر ہیں۔ جب حیدر آباد چنچل گوڑہ میں ۱۲۳۸ھ میں جنگ واقع ہوئی۔ آپ یہ سن کر کہ منکرین مہدی چنچل گوڑہ پر حملے کرنے والے ہیں شوق

شہادت میں گھر سے نکل پڑے۔ آپ کے بھائی سید اشرف اور موسیٰ قلی حسن صاحب اور عبد القادر آپ کے ساتھ ہو گئے۔ اکثر اہل گوڑہ کے لوگ بہت دور دو میل تک آپ کے ساتھ آ کر تربیت ہوتے گئے۔ آپ جب چنچل گوڑہ پہنچے یہاں جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان میں کود پڑے اور توپوں پر قبضہ کر لیا اور ان کا رخ پھیر کر ان کو بتی دی۔ بہت سے منکر واصل جہنم ہوئے اس جنگ میں سید منور روشن میاں شہید ہوئے۔ اور موسیٰ قلی بھی آپ کے ساتھ شہید ہو گئے۔ عبد القادر برادر حسن صاحب غازی ہوئے۔ (حسن صاحب فقیر مولف ہذا کے والد کے نانا ہیں) حضرت روشن میاں شہید کے بھائی سید اشرف بھی شریک جنگ تھے وہ بھی غازی ہوئے۔ حضرت روشن میاں کے دو فرزند تھے میاں سید نصرت میاں صاحب میاں اور میاں سید خوند میر خانجی میاں۔

میاں سید نصرت میاں صاحب آپ اپنے والد بزرگوار روشن میاں شہید کے تربیت ہیں اور انہی کے ہاتھ پر ترک دنیا کی اور باپ کے جانشین قرار پائے۔ نہایت ہی دیندار اور متقی و پرہیزگار تھے۔ بچپن میں تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ نہایت ہی شیریں بیان تھے۔ آپ کی تفہیم نہایت اعلیٰ درجے کی تھی۔ علم تصورت میں آپ کو بڑا درس حاصل تھا۔ آپ نے لپیٹی کی تربیت وتدوین کی ہے۔ آپ کو چھ فرزند تھے۔ سید یعقوب من صاحب میاں، سید عالم شاہ صاحب میاں، سید یوسف میراں، میاں سید یحیٰ خوزادے میاں، سید اشرف باوا صاحب میاں اور سید و میاں۔

سید یعقوب من صاحب میاں باپ کے مرید و فقیر ہیں اہل گوڑہ کے دائرہ پر فائز تھے۔ میاں سید نصرت کی ایک مسجد کاچی گوڑہ حیدرآباد میں ہے۔ وہاں آپ نے دائرہ قائم کیا۔ اہل گوڑہ جاتے آتے تھے۔ بہت نیک پرہیزگار اور تہجد گزار تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں چھتیس سال رہے۔ سید ولی اور باشو میاں دونوں آپ کے فرزند ہیں۔ سید ولی کا انتقال باپ کی زندگی میں ہو گیا۔ ان کے فرزند سید منور روشن میاں اور عزیز محمد تھے۔ حضرت پاشو میاں (اپنے چچا کے) مرید و فقیر تھے اور ہجرت کر کے اہل گوڑہ سے پنڈیال چلے گئے۔ وہیں دائرہ قائم کیا۔ نماز جمعہ پڑھاتے تھے وہاں آپ کے باپ دادا کے بہت سے مرید تھے۔ وہ سب آپ کے مرید

https://theimammehdi.com

ہو گئے۔ حضرت سید شریف اجی میاں بن میاں سید عالم شاہ صاحب میاں سے علاقہ بھی کیا تھا۔ حضرت اجی میاں پنڈیال جا کر وہاں اپنے تمام آبائی مریدوں کو روشن میاں کے مرید کرا دیئے۔ روشن میاں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب ان کے فرزند سید ولی ان کے جانشین ہیں اور پنڈیال کے دائرہ پر ہیں۔

باشو میاں نہایت خوش طبع آدمی تھے۔ آواز نہایت ہی شیریں تھی۔ آپ کا خطبہ نکاح سن کر لوگ جھوم اٹھتے تھے۔ اپل گوڑہ میں بھی رہتے اور کاچی گوڑہ میں آ کر قیام فرماتے۔ آپ کا انتقال ہو چکا ہے آپ کے فرزند سید نصرت کاچی گوڑہ کے دائرہ پر فائز تھے۔ منکسر المزاج اور نیک طبیعت پائی تھی۔ بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ ذکر و فکر کے پابند تھے۔ آپ کا انتقال ۴/ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ م ۷/ اکٹوبر ۱۹۹۷ء کو ہوا۔ آپ کے فرزند میاں سید عبدالحئی سعید میاں دائرہ پر فائز ہیں۔

سید خوندمیر خانجی میاں بن حضرت سید منور روشن میاں شہید آپ مرید فقیر باپ کے تھے قیام اپل گوڑہ ہی میں رہا۔ آپ دن بھر مکان کے صحن میں ایک حجرہ بنا ہوا تھا اس میں بیٹھے رہتے باہر نہ نکلتے اسی حجرہ میں مشغول ذکر رہتے۔ آپ کو ایک بیٹی بوا بی ہوئیں جو میاں سید یوسف میراں صاحب میاں سے بیاہی گئیں۔

میاں سید عالم شاہ صاحب میاں: میاں سید نصرت عرف میاں صاحب میاں کے فرزند ہیں۔ والد ہی کے مرید و فقیر ہیں۔ والد نے اپنا دائرہ آپ کے حوالے کیا۔ آپ کے اخلاق عالیہ کی وجہ سے تمام مرید آپ کے گرویدہ رہے۔ آپ آدھی رات کے بعد گھر سے مسجد میں آ جاتے اور صبح دیڑھ پہر دن چڑھے تک مسجد میں رہتے پھر گھر جا کر کھانا کھا کر مسجد میں آ جاتے اور عشاء تک مسجد میں رہتے۔ عشاء کے بعد گھر جا کر اگر کچھ میسر ہوتا تو کھا کر پھر آدھی رات کے بعد مسجد میں آ جاتے۔ آپ کو فاقے بھی بہت ہوئے ہیں۔ اوقات کے سخت پابند تھے۔ آپ مسجد میں دن بھر تکیہ لگا کر شمال کی طرف منہ کر کے بیٹھے رہتے۔ مرید آپ کو گھیرے ہوئے رہتے۔ آپ فرمان خدا اور رسول او رنقلیات سناتے رہتے۔ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے۔ کوئی آتا تو بات چیت کرتے ورنہ سر نیچے کر کے ذکر و فکر میں لگے رہتے۔ میرے والد اکثر فرماتے تھے میں نے تین بزرگ دیکھے ہیں

https://theimammehdi.com

جن کی مثال قوم میں نہیں تھی۔ایک حضرت سید منور روشن میاں اہل اکیلی دوسرے سید حسین حسے میاں اہل زمستان پور تیسرے سید عالم شاہ صاحب میاں اہل اپل گوڑہ ان بزرگوں کا سر ہمیشہ نیچے رہتا۔کسی سے ان بزرگوں کو کوئی غرض نہیں تھی ان کو دو فرزند ہوئے سید شریف اجی میاں اور سید علی۔

سید علی والد کے مرید تھے پھر بھائی اجی میاں سے علاقہ کیا اور بھائی کے ہاتھ پر ترک کر کے حیدر آباد آ گئے کچھ عرصہ بیگم بازار میں قیام رہا پھر میسور کی جانب جا کر منڈیا میں دائرہ قائم کیا اور تا عمر وہیں رہے ان کا انتقال حیدر آباد میں ہوا تدفین لال گڑھی میں عمل میں آئی۔ان کے ایک فرزند سید عالم تھے ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

سید شریف اجی میاں' میاں سید عالم شاہ صاحب میاں کے بڑے فرزند ہیں باپ کے مرید ہیں۔باپ کے انتقال کے وقت کا سب تھے۔اور عادل آباد کی جانب ملازمت تھی۔ترک ملازمت کر کے اپل گوڑہ کو آ گئے۔اور اپنے تایا من صاحب میاں صاحب کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے احکام ارشادی کی اجازت لی اور باپ کے دائرہ پر قائم ہوئے۔نہایت ہی نیک دل اور ہمدرد آدمی تھے ہر ایک کا دل رکھتے کسی کی بات نہیں ٹالتے ہر ایک کا کام کر دیتے بہت سے لوگوں کی سفارش کر کے ملازمت دلائی ہے۔بعض لوگوں کا دلچسپی لے کر نکاح بھی کروایا ہے۔اور تصوف کی جانب میں میلان بہت تھا۔جو اعتقاد و محبت سے ملتا اس کو ذکر کی تعلیم دیتے۔آپ نے ایک محضر بھی کیا ہے۔اس زمانے میں ایک کتاب نقلیات سید اصاحب کو دلیل بنا کر بعض لوگوں نے بزرگوں پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا جس کی وجہ سے قوم کی فضاء میں بدمزگی آ گئی۔آپ نے اس کے خلاف ایک محضرہ کر کے چھپوایا جس میں نقلیات سید اصاحب کی حقیقت اور اس کی تحریر کی ذمہ داری کس پر ہے ظاہر کر کے اس کو چھپوا دیا۔جب اپل گوڑہ چھوڑ کر حیدر آباد آئے مشیر آباد کی جامع مسجد کو اپنی جائے عبادت قرار دیا۔ایک عرصہ کے بعد وہ مسجد اس کے وارثوں کو چھوڑ دی۔پھر اپنے انتقال کے عرصہ پہلے اپنے آبائی دائرہ اپل گوڑہ کو چلے گئے۔وہاں جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ کا وہیں انتقال ہو گیا۔۲۲/ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا اس زمانے میں اپل گوڑہ خالی ہو چکا تھا۔سب لوگ حیدر آباد آ گئے تھے۔آپ کی میت لال گڑھی میں دفن کی گئی آپ کی نماز جنازہ میں قوم کے پورے مرشدین شریک رہے۔آپ کو پانچ فرزند ہوئے۔سید عالم' سید ولی' سید اقبال' سید حمید' سید نصرت۔

https://theimammehdi.com

سید عالم بن سید شریف: میاں سید شریف ابجی میاں کے بڑے فرزند ہیں۔ منشی تک تعلیم حاصل کی۔ تاریخ پر بہت عبور تھا۔ شاہنامہ فردوسی اور شعرائے فارسی کا کلام اکثر زبانی یاد تھا اور دوران گفتگو اشعار بہت پڑھتے۔ آواز نہایت بلند اور دلکش تھی۔ والد کی طبیعت پائی تھی کچھ عرصہ سرکاری ملازمت بھی کی ہے پھر والد کی ضعیفی میں ترک دنیا کر کے دائرہ سنبھالا۔ ادبیات سے اچھی واقفیت تھی ہر ایک سے محبت اور خلوص سے پیش آتے والد کے انتقال کے بعد کسی مرض میں مبتلا ہو کر بیمار ہو گئے۔ بہت دن بیمار رہے پھر انتقال ہو گیا۔ میت لال گڑھی لے جا کر دفن کی گئی۔ آپ کے کئی فرزند ہیں۔ چھوٹے فرزند سید دلاور جانشین قرار پائے۔ (۱)

سید ولی حضرت سید شریف ابجی میاں کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت فراغ حوصلہ اور ہمت والے ہیں ہر کسی کی مدد کو فرض سمجھتے ہیں۔ وعدہ کے بہت پابند ہیں۔ بہت عرصہ تک زراعت کرتے رہے اب ترک دنیا کر دی ہے۔ کبھی اپل گوڑہ میں رہتے تھے کبھی حیدرآباد آ کر رہتے ہیں۔

سید یوسف میراں صاحب میاں: آپ سید نصرت میاں صاحب میاں کے فرزند ہیں اور سید عالم شاہ صاحب میاں سے چھوٹے ہیں۔ نہایت بے باک اور حق گو تھے دن بھر لوگوں کو نقلیات سناتے رہتے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے پر بہت لطف محسوس ہوتا اور دل اٹھ کر جانا نہیں چاہتا تھا۔ بزرگان کے حالات واقعات اور نقلیات سے آپ پوری طرح واقف تھے حضرت شاہ نصرت کے مانند اکثر حضرت شہاب الحقؒ اور سید نجی خاتم المرشدؒ کی نقلیات سناتے تھے۔ اپل گوڑہ ہی میں قیام رہا۔ میت گلسکو رلا کر دفن کی گئی۔ آپ کے دو فرزند تھے سید خوندمیر خانجی میاں اور سید محمود مرشد میاں۔

نوٹ: (۱) جناب فقیر میراں سید مشتاق حسین صاحب کاظمی کا علاقہ ان ہی سے ہے۔ حضرت سید دلاور صاحب مخصوصی ۱۳/ صفر المظفر ۱۳۸۲ھ م ۲۱/ اگست ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد کی زندگی میں ہی جانشین قرار پائے۔ آپ نے پہلی بار ۱۹۸۹ء میں فرائض حج وعمرہ ادا کیا۔ دوسری بار ۲۰۰۴ء میں اپنی والدہ اور اہلیہ کے ساتھ مل کر ارکان حج وعمرہ بڑی دل جوئی اور اخلاص کے ساتھ تکمیل کیا۔ ۲۰۰۸ء میں فراہ مبارک جانے کا بھی موقع ملا۔ زیارت مہدی موعود علیہ السلام کے بعد ۹ دن حضرتؑ کے روضہ مبارک میں قیام رہا۔ حیدرآباد' محلہ مشیر آباد میں مسجد مصدقین کے نام سے مسجد تعمیر کروائی۔ جہاں آپ کا اور فقراء کا ہر وقت قیام رہتا ہے۔ اپل گوڑہ میں ان کی جو آبائی مسجد تھی جو کہ تقریباً منہدم تھی اس کے پھر سے تعمیر جدید کروائی۔ وہاں مستقل نماز کا انتظام تو نہیں ہے مگر اکثر و بیشتر فقیر وہاں آیا جایا کرتے ہیں اور مسجد ہی میں قیام کرتے ہیں۔ بتاریخ ۸/ رمضان المبارک ۱۴۳۱ء بعد نماز مغرب لال گڑھی میں حضرت کے دست مبارک پر ۱۴/ افراد جو کہ سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے تصدیق مہدی موعودؑ سے مشرف ہو کر گروہ مصدقین میں شامل ہوئے۔

https://theimammehdi.com

سید خوند میر خانجی میاںؒ: میاں سید یوسف میراں صاحب میاں کے بڑے فرزند ہیں تربیت میاں صاحب میاں کے ہیں۔ اور علاقہ میاں سید عالم شاہ صاحب میاں سے کر کے ان کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے حکم خلافت حاصل کی۔ اور اپل گوڑہ میں اپنا دائرہ الگ کرلیا۔ نیک باطن تھے۔ غربت وفقیری چہرے سے عیاں تھی۔ مرید آپ پر دیوانہ وار فدا تھے۔ آپ کو اکثر فاقہ کشی سے سابقہ پڑا ہے۔ دو دو تین تین روز بھوکے رہتے نماز روزے کے سخت پابند تھے کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ اوقات ذکر کی پابندی برابر قائم رکھی۔ آنکھوں سے معذور بھی ہو گئے تھے۔ مگر پابندی اوقات میں فرق نہیں آیا۔ آپ کے فرزندوں کے نام سید شہاب الدین، سید یوسف، سید نصرت عالم، سید ابراہیم خلیل، سید عبداللہ ہیں۔

حضرت سید شہاب الدین والد بزرگوار کے تربیت ہیں۔ والد نے بغرض تعلیم بچپن ہی میں حیدرآباد لاکر چھوڑ دیا۔ منشی فاضل تک تعلیم پائی مذہبیات سے اچھے واقف ہیں۔ تحریر نہایت دلچسپ اور چست ہوتی ہے۔ قومی تاریخ اور اسلامی تاریخ سے پوری طرح واقف ہیں شاعری سے بھی لگاؤ ہے۔ تنہا تخلص ہے اچھے نعت گو شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی تحریرات سے آپ کا تبحر علمی اور ذوق مذہب معلوم ہوتا ہے۔ عبدالقادر مرتد اور مودودی جماعت کے لوگوں کو ان کے اعتراضات پر آپ نے منہ توڑ جوابات دیئے ہیں۔ جماعت مودودی کو کہیں کا نہ رکھا۔ عبدالقادر نے بحث میں عاجز آ کر آپ سے معافی چاہ لی۔ سید ابراہیم خلیل کو ادبیات سے بہت درس تھا۔ اچھے شاعر تھے انتقال ہو چکا ہے۔ سید عبداللہ تا حال روزگار پر ہیں۔

مولانا سید نصرت عالم: حضرت میاں سید خوند میر خانجی میاں کے تیسرے فرزند ہیں۔ مولوی کامل اور عامل وفاضل ہیں تربیت باپ کے ہیں اور ترک دنیا بھی باپ کے ہاتھ پر کر کے حکم خلافت حاصل کیا ہے۔ اب صاحب دائرہ ہیں دائرہ اور مسجد گڑھی مشیرآباد میں ہے۔ مذہبی ودینی کتب کا اکثر مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ ادب سے بھی کافی لگاؤ ہے۔ فرزند حضرت سید بختیار عالم بھی والد کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے تربیت پائے ہیں۔

https://theimammehdi.com

تیرھواں باب

بندگی میاں شاہ ابراھیم بن بندگی میاں سید خوندمیر نبی اسرائیلؓ

زبدہ مالکان طریقت خلاصہ واقفان حقیقت برگزیدہ رب کریم بندگی میاں سید ابراھیم بن بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ۔ آنحضرت ۱۰۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت کی عرفیت باوا صاحب میاں تھی۔ تربیت بندگی میاں سید علی ستون دین کے ہیں۔ اپنے والد کے آخروقت آپ بے حد بے چینی سے بے قرار ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے تو حضرت نے فرمایا باوا صاحب اس قدر کیوں روتا ہے۔ عرض کیا خوندکار اس وقت دعا فرمایئے کہ مجھے ایمان ملے۔ حضرت نے فرمایا تجھ کو ایمان حاصل ہے۔ تو جس کو ایمان کی دعا دے گا اس کو ایمان ملے گا۔

بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ ایک روز اپنی عادت کے موافق بندگی میاں سید خوندمیر کے گھر آکر چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور میاں سید ابراھیم کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی۔ حضرت کے پیروں کو سہلا رہے تھے۔ حضرت خاتم کارؓ نے فرمایا سید ابراھیم بہت دیر سے خدمت میں بیٹھا ہے۔ کچھ مانگ عرض کیا کیا مانگوں خوندکار کے صدقہ سے سب کچھ مہیا ہے۔ مگر حضرت کے صدقہ سے بہشت مجھ کو مل جائے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا تو ذات حق کا طالب بن وصال ذات حاصل کر اور بہشت جس کو دینا چاہے دے۔

بندگی میاں سید ابراھیم نے آغاز جوانی میں ترک دنیا کر کے بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؓ کی خدمت میں رہے۔ ایک روز آپ اپنی دستار باندھ رہے تھے دائرہ کے ایک فقیر آپ کی دستار پر سے چلے گئے۔ ان کی اس بے ادبی پر حضرت نے ان کو جھڑکا انھوں نے حضرت بندگی میاں سید نصرت کے پاس جا کر حضرت کی شکایت کی۔ بندگی میاں سید نصرت نے حضرت میاں سید ابراھیم سے فرمایا باوا صاحب یہ فقیر اللہ کی راہ میں اللہ کے واسطے آئے ہیں۔ ان کو جھڑکنا

https://theimammehdi.com

نہیں چاہئے۔ یہ بات میاں سید ابراہیم پر گراں گزری۔ آپ بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ کی خدمت میں چلے گئے۔ اور تین سال تک مجتہد الزماں کی خدمت میں رہے۔ ایک روز بندگی میاں سید خوندمیر بنی اسرائیلؒ کی روح مبارک سے حضرت مجتہد گروہ کو معلوم ہوا کہ فرماتے ہیں کہ قاسم جی باوا صاحب کو خوشنودی کے ساتھ اجازت دے۔ کیونکہ میاں صاحب (بندگی میاں شاہ نصرتؒ) اکیلا ہے۔ حضرت شاہ قاسم نے میاں سید ابراہیم کو بلا کر فرمایا کہ میں خوشی سے رضا دیتا ہوں۔ بھائی سید نصرت کے پاس جاؤ۔ تمہارا ان سے جدا رہنا چچا میاں کو منظور نہیں۔ پھر بندگی میاں سید ابراہیمؒ حضرت مخصوص الزماںؒ کی خدمت میں آ گئے۔ بندگی میاں سید نصرت نے بندگی میاں سید ابراہیم سے فقیری ایسی لی کہ کہہ نہیں سکتے۔ آپ ایک ایک گھنٹہ حضرت کی خدمت میں کھڑے رہتے۔ اور بیٹھنے کا حکم نہ ہوتا۔ آپ نے اپنی خدمت سے بندگی میاں سید نصرت کو راضی وخوشنود کیا۔ یہاں تک ایک روز بندگی میاں سید نصرت نے فرمایا ''اگر بندہ بندگی میاں سید نور محمدؒ کے جیسا فقراء سے فقیری لے تو کوئی بھی ٹھیر نہیں سکتا۔ سوائے سید ابراہیم اور بی بی شاہ کے'' حضرت شاہ نصرت نے میاں سید ابراہیم سے بارہ سال تک فقیری لینے کے بعد آپ کو ارشادی کا حکم دیا۔ آپ بسیط پورہ (موجودہ کاچی گوڑہ حیدرآباد) میں موسیٰ ندی کے کنارے دائرہ باندھ کر رہے۔ حضرت شاہ نصرت نے میاں سید ابراہیم کو بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ اور فرمایا باوا صاحب کو میری جگہ سمجھو۔ باوا صاحب بہت اچھا ہے فرمایا بندہ باوا صاحب کی مشت خاک کا امید وار ہے۔ بندگی میاں سید نصرت کے انتقال کے بعد آپ کے سب متعلقین نے بندگی میاں شاہ ابراہیم سے علاقہ کیا۔

حضرت کے دائرہ بشیر پورہ کے قریب بعض افغان رہتے تھے۔ جو مصدق مہدی تھے۔ ایک دن ایک افغان کے گھر میں اس کے گھوڑے ہنہنانے لگے۔ ان کو سنبھالنے اور اچھی طرح باندھنے کے لئے اس کا بھانجہ اس کے گھر اصطبل میں گیا اور بڑی جدوجہد سے گھوڑوں کو راست کیا۔ جب وہ باہر نکل رہا تھا اچانک اس کا ماموں آ گیا جو اس وقت گھر میں نہیں تھا۔ بھانجہ ہانپ

رہا تھا اس کو پسینہ نکل رہا تھا گھر میں سوائے افغان کی عورت کے کوئی نہیں تھا۔افغان بھانجے کا یہ حال دیکھ کر گمان کیا اس نے میری عورت کے ساتھ برا کام کیا ہے اس خیال سے غصہ میں بھانجے کو مار ڈالنے کی فکر کی۔ بھانجہ بچاؤ کی صورت نہ دیکھ کر بھاگا۔افغان نے دوسرے افغانوں کو بھی کہا بہت سارے لوگ جمع ہوگئے اور اس کا پیچھا کیا۔ بھانجہ بھاگ کر حضرت بندگی میاں سید ابراہیم کے دائرہ میں آ گیا۔لیکن ماموں دوسرے افغانوں کے ساتھ دائرہ پر پہنچے۔ بھانجے نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو جراءت سے باہر نکلا اور مقابلہ کر کے ماموں کو مار ڈالا۔ جب لوگ اس افغان کی میت تیار کر کے دائرہ میں لائے حضرت نے اس کی نماز نہیں پڑھی اور اس کو دائرہ میں گڑنے نہیں دیا اور فرمایا کہ وہ ظالم تھا لیکن لوگوں نے بغیر نماز پڑھائے نعش دائرہ میں دفن کردی۔ دوسرے دن دیکھا تو مردہ قبر کے باہر پڑا ہوا تھا لوگوں نے پھر دفن کیا۔ پھر وہی صورت پیش آئی تو لوگوں نے قہر الٰہی کے خوف سے اس کو دائرہ کے باہر دفن کردیا۔ایک شخص نے ایک روز شرارت سے اپنا پیر آپ کی طرف دراز کیا۔دفعتاً اس کے پیر میں آبلہ پڑ کر سڑ کر وہ مرگیا۔حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؓ کی والدہ بوابی (حضرت خاتم المرشد کی بیٹی) کے وقت آخر آپ کی چار پائی کے قریب میاں سید عالمؒ میاں سید قاسمؒ میاں سید ابراہیم کھڑے ہوئے تھے۔اس وقت بی بی تجلیات الوہیت کی تابش سے بے تاب تھیں اس حال میں بی بی نے فرمایا جو کوئی میرے جسم پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے گا اس کو بشارت دوں گی۔ میاں سید عالم و میاں سید قاسم پانی لینے دوڑے۔ بی بی کے پلنگ کے قریب ہی پانی کی ایک مٹکی رکھی ہوئی تھی۔ میاں سید ابراہیم نے اس میں سے پانی لے کر بی بی کے جسم پر چھڑک دیا۔ بی بی نے فرمایا سید ابراہیم جس طرح تو نے مجھے ٹھنڈک پہنچائی ہے خدائے تعالیٰ تجھے اپنے دیدار کی ٹھنڈک عطا کرے۔ایک روز بندگی میاں سید ابراہیم ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ میاں سید یداللہ (بڑے شاہ میاں) اور میاں سید یحییٰ (آپ کے فرزند) حاضر تھے۔سنت پڑھ کر حضرت کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔میاں سید یحییٰ نے دل میں خیال کیا حضرت سے نماز کے ارکان

https://theimammehdi.com

جیسے کہ چاہئے ادانہیں ہوتے۔نماز سے فارغ ہوکر بندگی میاں سید ابراہیم نے حضرت بڑے شاہ میاں سے مخاطب ہوکر فرمایا میاں بڑے شاہ ہماری نماز کیا ہے اورارکان کما حقہ ادانہیں ہوتے۔ ضعیفی کی وجہ تمام اعصاب جواب دے چکے ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے میاں سید یحیٰؒ کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔بڑے شاہ میاں نے حضرت کی نماز کی بہت تعریف کی اور فرمایا حضرت کی نماز صحابہ کی نماز جیسی ہے۔کیا مجال ہے جو حضرت کی نماز کے بارے میں کوئی کچھ کہہ سکے۔ جب حضرت بڑے شاہ میاں واپس آئے راستہ میں میاں سید یحیٰؒ سے کہا خوزادے اس جناب عالی میں سست خطرات نہیں لانا چاہئے۔حضرت کی نماز جوانی میں بالکل آداب وشرائط فقہ کے بموجب ہوتی تھی تم کواس کی خبر نہیں۔منقول ہے کہ بندگی میاں سید ابراہیم بغیر دیدار خدا کے حصول کے رکعت نہیں باندھتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کی روح مبارک سے آپ کے فرزند سید خوندمیر کو معلوم ہوا کہ خانجی میاں بھائی باوا صاحب کا وقت قریب ہے۔جلد جاؤ آپ شاہ ابراہیم کے پاس پہنچے شاہ ابراہیم نے پہلے بیبیوں میں بیان فرمایا پھر مردوں کو طلب کر کے بیان قرآن کیا اور واصل بحق ہوگئے۔آپ کے انتقال کی رات میں صبح صادق سے پہلے تین مرتبہ ایسی زبردست روشنی عالم میں نمایاں ہوئی کہ لوگوں نے ہر دفعہ یہی خیال کیا کہ صبح ہوگئی۔بعضوں نے دو تین مرتبہ نماز فجر ادا کی۔آپ کا انتقال ۸/ صفر ۱۰۸۹ھ کو ہوا۔نماز جنازہ میں آپ کے فرزند میاں سید ایوب امام ہوئے۔میاں سید ابراہیم کو دو فرزند میاں سید علی اور میاں سید ابوبکر ہوئے۔ دونوں بچپن میں وفات پاگئے۔میاں سید ابوبکر کی عرفیت بڑے میاں ہے۔

https://theimammehdi.com

چودھواں باب

بندگی میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں صاحبؒ

بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

واقف اسرار عرش عظیم حضرت بندگی میاں سید ابراہیم عرف بڑے میراں صاحب بنی اسرائیل بہت بزرگ اور مقتدا تھے۔ تربیت وصحبت وخلافت اپنے والد محترم سے رکھتے ہیں۔ آنحضرت کے امور عالیت وتقویٰ ہمت اور کمال پر تھا۔ آپ نے والد محترم کے بعد ہجرت کر کے گوکاک جا کر دائرہ باندھا اور وہیں گوکاک مضاف بیجاپور میں رہے۔ اسی مقام پر آپ نے ۱۱/محرم کو وفات پائی۔ مزار مبارک یہیں ہے۔ آپ کو پانچ بیویاں تھیں ان سے آپ کو پانچ بیٹے ہوئے۔ میاں سید ولی' میاں سید یعقوب' میاں سید حیدر' میاں سید طاہر اور میاں سید نعمت اللہ۔

بندگی میاں سید ولی بن بندگی میاں سید ابراہیم بڑے میاں صاحب: رازدان خفی وجلی میاں سید ولی عارف کامل ومتوکل اور تسلیم ورضا پر ثابت قدم تربیت اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔ اور علاقہ بندگی میاں سید عبدالکریم نوری سے کیا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز کسی نے گرم کیا ہوا دودھ لا کر حضرت کو للہ دیا۔ حضرت نے اس کو نوش کرنا چاہا دودھ سے آواز آئی میں مشکوک ہوں۔ حضرت نے کٹورہ ہاتھ سے رکھ دیا۔ جب تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ دودھ اس لکڑی کے چورے سے گرم کیا ہوا تھا جو مالک کی بغیر رضا کے لیا گیا تھا۔ حضرت کی وفات شریف ۲/ ذی قعدہ کو ہوئی ہے۔ مدفن گوکاک ہے۔ آپ کو بی بی آمنہ شاہ سے ایک فرزند میراں صاحب ہو کر بچپن میں فوت ہوگئے۔ اور سریت راج کلاں سے ایک بیٹا میاں سید روح اللہ ہوئے۔ دوسری سریت چندر کلاں سے ایک بیٹا میاں سید عبدالقادر ہوئے۔

میاں سید روح اللہؒ: میاں سید روح اللہ بن بندگی میاں سید ولی بندگی میاں سید ابراہیم بڑے میراں صاحب بنی اسرائیل جامع الکمالات معدن حسنات' مخزن نقائل ومنبع فضائل بہت متقی تھے۔ تربیت وصحبت اپنے والد بزرگوار سے رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار کے بعد حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماں سے علاقہ کیا اور صحبت میں رہے۔ اور حضرت کی خلافت حاصل کی آپ بہت گراں باروقار

https://theimammehdi.com

سلیم الطبع تھے۔اور چند آدمیوں کے ساتھ پالکی پر سوار ہوکر زیارت بزرگان دین کے لئے گجرات تشریف لے گئے۔ کتاب پنج فضائل آپ کی تصنیف ہے۔(جو ترجمہ کے ساتھ چھپ گئی ہے) آنحضرت کا دائرہ قلعہ گولکنڈہ سے مغرب کی طرف عالم خاں انصاری کے کوٹھ میں تھا اور وہیں ۱۲/ محرم کو واصل حق ہوئے ہیں عرس نامہ میں تاریخ ۴/ محرم درج ہے۔سنہ درج نہیں ہے۔آپ کی قبر وہیں تالاب کے کنارے قلعہ گولکنڈہ کے پیچھے اپنے بھائی میاں سید عبدالقادر کی چوکھنڈی کے قریب (ابراہیم باغ میں) ہے۔

میاں سید عبدالقادر: میاں سید عبدالقادر بن میاں سید ولیؒ آپ کی عرفیت قادر شاہ ہے۔مرد میدان توکل وتسلیم تھے۔ ۷/ رمضان کو رحمت حق سے جاملے ہیں۔آپ کی قبر میاں سید روح اللہ کی قبر سے متصل قلعہ گولکنڈہ کے پیچھے ابراہیم باغ میں ہے۔آپ کو سید ابراہیم اور سید قاسم عرف سیدن میاں دو بیٹے ہوئے ہیں۔میاں سید قاسم بلدہ سرہ میں رہتے تھے۔آپ کے فرزند میاں سید یونس ہے۔میاں سید یونس بن میاں سید قاسم سیدن میاں کو دو بیٹے تھے۔سید یعقوب اور چھجو میاں۔

میاں سید یعقوب بن بڑے میراں صاحبؒ: بندگی میاں سید یعقوب بن بندگی میاں سید ابراہیم بڑے میاں صاحبؒ تربیت اپنے باپ کے ہیں۔اور بہت کامل اور بزرگ تھے۔ ۶/ ربیع الاول کو رحلت فرمائی ہے۔آپ کو تین بیٹے ہوئے۔سید ابراہیم ' سید اشرف اور بڑے میاں۔ بڑے میاں کو ایک فرزند سید علی ہوئے۔میاں سید علی کو دو بیٹے ہوئے۔اشرف میاں اور ....اور اشرف میاں کو تین بیٹے ہوئے۔سید علی' سید یوسف اور سیدا میاں۔

میاں سید حیدر بن بڑے میراں صاحب: سید حیدر بن بندگی میاں سید ابراہیم بنی اسرائیل مقتدا اور وحید الدہر تھے۔آپ کی رحلت ۱۴/ ذی الحجہ کو ہوئی ہے۔آپ کو پانچ بیٹے ہوئے۔سید ابراہیم' شاہ میراں' سید اشرف وغیرہ۔سید عالم ' شاہ میراں کو ایک فرزند ہوئے۔خوب صاحب ترچناپلی میں رہتے تھے۔اچھے فقیر اور جواں مرد تھے اور اچھی ارشادی کرتے تھے ان کو شاہ میراں اور سیدن میاں دو بیٹے ہوئے۔دوسری بیوی سے اٹھارے بیٹے ہوئے جن میں ایک بڑے میراں اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پائے۔باقی سب شیر خوارگی میں فوت ہوگئے۔شاہ میراں کو اولاد نہیں ہوئی سیدن میاں کو ایک بیٹا خوب صاحب ہوئے۔ رجب ۱۱۷۵ھ میں شاہ میاں کے

https://theimammehdi.com

تربیت ہوئے۔ علاقہ میاں صاحب برادر شاہ میاں سے کیا۔

میاں سید طاہر بن میراں صاحب: میاں سید طاہر بن بڑے میراں صاحب فرید العصر تھے۔ باپ کے مرید اور فقیر ہیں۔ ان کو ایک فرزند سید ابراہیم ہوئے۔ جن کی عرفیت باوا صاحب میاں تھی۔ سید ابراہیم باوا صاحب میاں کے فرزند ابجی میاں تھے۔ ابجی میاں کو دو بیٹے ہوئے۔ ایک میانجی صاحب دوسرے سیدا میاں عرف اللہ بندے میاں اور ابجی میاں ۲/ شعبان ۱۱۸۰ھ کو فوت ہوئے ہیں۔ میانجی صاحب فرزند روشن میاں خوزادے میاں اور خوزادے میاں کو دو بیٹے خانجی میاں اور میراں صاحب میاں ہوئے۔ میراں صاحب میاں نے اپل گوڑہ میں خاموش میاں صاحب میاں بن سید جی میاں کی رضا سے دائرے باندھا ہے۔

میاں سید نعمت اللہ بن بڑے میراں صاحب: میاں سید نعمت بن بندگی میاں سید ابراہیم بڑے میراں صاحب درجات عالی اور مناقب تعالیٰ رکھتے ہیں۔ ۱۳/ ربیع الاول کو عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ اور قبر شریف دولت آباد میں بندگی میاں سید یعقوب حسن ولایتؒ کی چار دیواری کی سیدھی جانب ہے۔ ان کو ایک فرزند سید ابراہیم ہوئے۔

میاں سید ابراہیم نہایت متوکل اور پارسا تھے۔ ۲۸/ ربیع الاول کو آپ کی رحلت ہوئی ہے مرقد شریف کرنول میں ہے ان کو دو بیٹے سید نعمت اللہ اور سید یعقوب عرف میاں جی صاحب ہوئے۔

میاں سید نعمت اللہ اسد بیشہ طریقت اور شناء بحر حقیقت تھے۔ اور بندگی میاں شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کے تربیت ہیں اور صحبت وسند خلافت مرشد الزماں میاں میرانجی سے رکھتے ہیں۔ آپ کا دائرہ پنڈیال میں تھا۔ وہیں زوال کے وقت ایک شیر نے آپ کی کمر کو زخمی کر دیا چند روز زندہ رہے پھر اسی درد سے ۱۸/ شوال کو عالم بقا کا سفر کیا۔ مرقد پنڈیال میں ہے۔ آپ کو اپنی سریت سلکھن بائی سے دو بیٹے ہوئے۔ ایک کا نام میراں صاحب ہے۔ میراں صاحب کو دو بیٹے ہوئے۔ ایک بڑے میاں دوسرے لڑکپن میں مر گئے۔

میاں سید یعقوب عرف میانجی صاحب برادر میاں سید نعمت اللہ روزگار میں تھے اور امرائے بیجاپور سے ہیں۔ آپ کے بعد ایلچ پور کے صوبہ دار ہوئے۔ آپ کی وفات زہر سے ہوئی قبر ایلچ پور میں ہے۔

https://theimammehdi.com

پندرھواں باب
بندگی میاں سید محمود بنی اسرائیل عرف ننھے میراں بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

معنی المراتب المناقب میراں سید محمود عرف ننھے میاں مخاطب بنی اسرائیل شہباز ہوے۔عرفان واقف رموز سبحان۔ان کی ہمت وتوکل کا بیان تحریر میں نہیں سماتا۔تربیت والدمحترم کے ہیں۔اور صحبت بڑے میراں ہی سے رکھتے ہیں۔لیکن پدر کے وقت آخر چھوٹے تھے اس لئے علاقہ اور بزرگ یعنی بڑے میراں صاحب سے کیا۔۷/شوال کو عالم بقا کو راہی ہوئے مقبرہ گوکاک میں ہے۔آپ کو دو بیٹے میاں سید جلال اور میاں سید میرانجی ہوئے

بندگی میاں سید جلال بن ننھے میراں صاحب: بندگی میاں سید جلال بہت بزرگ اور کامل تھے آپ تربیت والد کے ہیں۔علاقہ بندگی میاں سید یحییٰ (بن بندگی میاں سید یداللہؒ) سے کیا ہے۔اور میاں سید یحییٰ کی صحبت میں رہے۔جب آپ صحبت میاں سید ابراہیم میں تھے راتوں میں نیند کے ڈر سے بالوں کو رسی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیتے اور مرشد کے حجرے کے دروازے پر کھڑے کے کھڑے رہ کر نوبت ادا کرتے۔آپ کی پہلی بیوی عجائب خاں سے تین بیٹے ہوئے۔سید حسن، سید اسداللہ اور سید محمود۔دوسری بیوی سے دو بیٹے سید عبدالحئی خوب صاحب دوسرے بیٹے پانی میں ڈوب کر رحلت کئے۔

میاں سید حسن: میاں سید حسن بن میاں سید جلال باپ کے تربیت ہیں اور صحبت میں باپ ہی کے رہے ان کو سید قاسم اور سید فتح اللہ دو بیٹے ہوئے۔

میاں سید فتح اللہ باپ کے مرید اور فقیر ہیں ان کو سید حسن اور سید یعقوب دو بیٹے ہوئے۔میاں سید حسن کا دائرہ بنور میں تھا۔میاں سید حسن، میاں سید یحییٰ کے خلیفہ ہیں۔بہت بزرگ اور متوکل اور مرد شجاع تھے اور فقیری بھی حسب الشرط بجالائی ہے۔ترچناپلی میں دائرہ تھا وہیں حضرت مہدی علیہ السلام کے نام مبارک پر شہید ہوئے۔نوبت میں مرشد کے حجرے کے

https://theimammehdi.com

دروازے پر ہتھیار لگا کر کھڑے رہتے۔ آپ کو چار بیویاں تھیں۔ ان کے بیٹے فتح اللہ‘ سید فتح اللہ کے بیٹے حسن میاں دائرہ بنور میں تھا۔ ۱۱۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ سید یعقوب بن میاں سید حسن حافظ قرآن تھے اور بہت خوش الحان بھی تھے۔ میاں سید یحییٰ کے خلیفہ ہیں۔ مرد کامل اور فضائل سے مملو تھے۔ اور معدن التقایل والدلائل تھے دائرہ ترچنا پلی میں تھا۔ آپ ۱۱۹۰ھ میں معہ اہل وعیال اور فرزندوں کے چودہ آدمی کے ساتھ بند کلی کوٹ سے حج کو تشریف لے گئے ہیں۔ اور جدہ میں وفات پائے۔ ان کو میرانجی میاں سید یوسف انجی میاں تین بیٹے ہوئے۔

میاں سید عیسیٰ بن میاں سید جلال بن میاں سید عیسیٰ بن میاں سید جلال بن میراں ننھے میراں بہت ہی با کمال وصاحب حال تھے۔ اور خصائل حمیدہ سے مملو تھے۔ باپ کے تربیت ہیں۔ صحبت بھی باپ سے رکھتے ہیں ان کے فرزند میاں سید یعقوب باپ ہی کے مرید وفقیر ہیں۔ دائرہ ایلچ پور میں تھا۔ وہیں رحمت حق سے جاملے ہیں۔ سید یعقوب کے فرزند سید اللہ بخش جو باپ کے جانشین ہوئے۔ سید اسد اللہ کے فرزند سید یعقوب تھے جو باپ ہی کے مرید وفقیر تھے۔ سید یعقوب کے فرزند سید عیسیٰ ہیں۔ سید عیسیٰ کے بیٹے اسد اللہ تھے۔ سید اسد اللہ کے بیٹے سید عیسیٰ تھے جن کو عالم میاں کہتے ہیں۔

سید عیسیٰ عالم میاںؒ: آپ کو ظاہری علم سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ ظاہری علم کے حصول کے لئے حیدر آباد سے چن پٹن گئے وہاں مطلب بر نہ آیا تو مدراس گئے اور عبد العلی بحر العلوم کی شاگردی اختیار کی۔ بحر العلوم نے آپ کو نہایت محبت اور دل بستگی سے تعلیم دی۔ آپ فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور بحر العلوم نے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ آپ بحر العلوم کی محبت وشفقت سے بہت متاثر تھے جب بحر العلوم سے دستار فضیلت بندھوا کر رخصت ہوئے آپ نے ان سے کہا کہ آپ کو محبت وشفقت اور مہربانیوں کو میں بھلا نہیں سکتا۔ بڑی محنت سے آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ گروہ مہدویہ کا فقیر ہوں میں آپ کو اس کا صلہ کیا دے سکتا ہوں۔ میں آپ کے لئے اللہ سے دعا کروں گا یہ کہکر نہایت ہی صدق دل سے دعا کی کہ یا اللہ تو میرے استاد بحر العلوم عبد العلی کو مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف کر۔ اس دعا کا اثر ہوا کہتے ہیں عبد العلی انتقال کے کچھ عرصہ پہلے مصدق مہدی ہو کر تصدیق اور اقرار کیا اور اپنے فرزندوں کو بلا کر کہا کہ میری موت کے بعد مجھے عام

https://theimammehdi.com

قبرستان میں نہ دفن کرنا مجھے بالکل علیحدہ ہی رکھنا۔ چنانچہ آپ کی موت کے بعد آپ کو قبرستان سے الگ ہی رکھا گیا۔ آپ کی قبر مدراس میں مشہور ہے۔ جب مہدوی وہاں جاتے ہیں زیارت کرتے ہیں۔ میاں سید عیسیٰ عالم میاں فارغ التحصیل ہونے کے بعد حیدرآباد آئے۔ دل میں تبلیغ دین مہدی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مخالف علماء کو تصدیق مہدی کے تعلق سے بہت سے خطوط لکھے۔ بڑے بڑے علماء جن کو دینداری کا بڑا دعویٰ رہا انہوں نے کبھی اس خطوط کا جواب دینا گوارا نہیں کیا مگر اس کے برخلاف آپ نے جب ۱۲۸۰ھ میں برطانیہ کی حکمران ملکہ وکٹوریہ کو جو کہ ہندوستان کی شہنشاہ بھی تھی اور جس کا لقب ''قیصر ہند'' تھا ایک خط لکھ کر اسلام اور تصدیق مہدیؑ کی دعوت دی۔ عالم میاں کے ان خطوط کے جواب میں ملکہ نے نہایت شائستہ اور اصولی طور پر جواب دیا کہ ہم کو کاروبار سلطنت سے فرصت نہیں ہے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہم اس وقت مذہب کی طرف توجہ کر کے اس کی تحقیق کرسکیں ہمارے مذہب عیسوی کے بہت سے پادری ہندوستان میں ہیں۔ آپ ان سے مل کر ان کو تشفی کردیں تو ہم غور کرسکیں گے۔ عالم میاں اس وقت پنڈیال میں مقیم تھے۔ کلکٹر ضلع کرشنا نے جو بجواڑہ میں رہتا تھا شہنشاہ ہند ہونے کی وجہ سے ملکہ وکٹوریہ کا خط اس کے اعزاز کو پیش نظر رکھ کر خود جلوس اور باجے کے ساتھ خط اپنے سر پر رکھے ہوئے ایک میل تک پیدل پنڈیال آکر حضرت عالم میاں کو وہ خط پہنچایا۔ عالم میاں نے قاضی دلاور علی حیدرآباد کو خط لکھ کر اس کے ساتھ چند رسالے جو ثبوت مہدیؑ میں تھے بھیجے تھے۔ قاضی نے وہ رسالے زماں خاں (میر محبوب علی خاں بادشاہ کے استاد) کے حوالے کردیئے اور کہا آپ ان کا جواب لکھیں۔ زماں خاں نے مختار الملک سے جواب لکھنے کی اجازت طلب کی۔ مختار الملک نے اجازت دیدی۔ زماں خاں نے عالم میاں سے مذہب مہدویہ کی مزید کتابوں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے بہت سی کتابیں فراہم کردیں۔ زماں خاں نے اپنے شاگردوں کو فراہم کر کے ان سب کی مجلس بنا کر ان سب کے ساتھ مل کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''ہدیہ مہدویہ'' رکھا۔ ۱۲۵۸ھ میں اس کو شائع کیا اس کے نسخے عالم میاں کے پاس بھیجے جس میں مذہب مہدویہ پر اعتراضات کے علاوہ امامنا مہدی علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور اہانت تھی جس کی وجہ قوم میں ایک انتشار مچ گیا۔ بالآخر ابجی میاں شہید نے ۷/ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ میں زماں خاں کو مار ڈالا۔ جس کی وجہ ابجی میاں کی گرفتاری عمل میں آئی اور عالم میاں، میاں صاحب میاں،

https://theimammehdi.com

سیدن میاں بھی گرفتار کر لئے گئے۔ زماں خاں کے قتل کی تحقیقات کے لئے مجلس قائم ہوئی۔ مولانا سید نصرت صاحب نے بحث ومباحثہ میں مخالفت علماء کو سخت شکست دی۔ ہدیہ مہدویہ کا جواب بھی بعض علماء نے لکھا۔ حضرت شاہ صاحب میاں اہل کڑپہ اور مولانا سید نصرت نے بھی جواب لکھے۔ خود حضرت عالم میاں نے ''اخگر سوزاں اور درخرزن خاں زماں'' کے نام سے اس کا جواب لکھا بہر حال عالم میاں کو گرفتار کر کے آپ کو اور میاں صاحب کو حبس دوام کی سزا دے کر جگتیال بھیج دیا گیا۔ میاں صاحب میاں کا انتقال حالت قید میں ہو گیا۔ اسی زمانے میں حضرت انجی میاں شہید کو شہید کرنے کے بعد قوم مہدی کا اخراج حیدرآباد سے عمل میں آیا۔ عالم میاں بیس سال قید رہے آپ کو ایسی تحریر داخل کرنے کے لئے کہا گیا جس میں زماں خاں کو شہید لکھا گیا تھا۔ آپ نے اس پر دستخط سے قطعاً انکار کر دیا اور کہا میں ایک ظالم اور مردود کو شہید نہیں لکھ سکتا۔ بہت کوشش کی مگر آپ انکار کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو قید سے اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ مما لک محروسہ سرکاری عالی یعنی ریاست حیدرآباد میں نہ رہیں آپ قید سے رہا ہو کر پہلے کریم نگر پھر ورنگل آئے۔ وہاں سے پنڈیال آئے۔ ملکہ وکٹوریہ سے آپ کے خطوط کا جواب وصول ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھر آپ پنڈیال سے چن پٹن پھر پالکوڈ تشریف لائے۔ پالکوڈ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

میاں سید موسیٰ بن میاں سید محمود ننھے میراں: آپ والد بزرگوار کے مرید وفقیر ہیں حکم ارشاد والد محترم سے ہی حاصل کیا ہے۔

میاں سید میرانجی بن حضرت ننھے میراں: بہت بزرگ وار مجمع الحسنات تھے ان کو ایک فرزند سید ابراہیم ہوئے۔ میاں سید ابراہیم کو سید میرانجی اور سید ولی اور سید مرتضٰی خزادے ہیں۔ میاں سید ولی کو سید یعقوب، سید محمود، سید روشن میاں نام بیٹے ہوئے۔ سید ابراہیم کو چار بیٹے ہوئے۔ سید مبارک، سید محمد تقی، سید شیر محمد اور سید میرانجی۔

میاں سید مبارک مرید اپنے والد کے ہیں۔ اور بڑا دائرہ جا کر یعقوب میراں کی صحبت میں رہے ہیں۔ آپ کا دائرہ کڑپہ میں تھا۔ ان کی اولاد میں میراں صاحب، امین صاحب کے ہمراہ مقتول ہوئے ہیں۔ منور میاں مخبوط الحواس تھے اکیلی میں رہتے تھے۔

سید محمد تقی عرف خوزادے میاں تربیت وصحبت میاں سید زین العابدین سے ہے۔ حسین

https://theimammehdi.com

ساگر (مشیر آباد) میں رحلت کئے۔ ان کے ایک بیٹے خوب میاں امین صاحب کے ہمراہ احمد آباد کے دروازے پر کام آئے اور بندگی میاں یوسف سہیت کے پائن میں دفن ہیں۔

میاں سید یعقوب عرف میانجی صاحب بن میاں سید ولی عرف سیدن میاں ان کو ایک بیٹے سید محمود ہوئے اور سید محمود کو چار بیٹے ہوئے۔ سید ولی سیدن میاں' سید ابراہیم' سید میرانجی' سید شیر محمد۔ سید ولی بن سیدن میاں کو دو بیٹے ہوئے۔ ننھے میراں اور سید یداللہ۔

سید یداللہ باپ کے جانشین تھے۔ ان کے فرزند بھی سید ولی نام کے تھے جو باپ کے دائرہ پر قائم رہے۔ ان کا مزار مشیر آباد میں ہے۔ ان کے دو فرزند تھے۔ سید یداللہ اور سید منجو میاں' سید منجو اپنے باپ میاں سید ولی کے جانشین تھے۔ ان کے بھائی کاسب تھے۔ اس لئے ان کو باپ کی خلافت ملی آپ نے علم ظاہر بھی حاصل کیا تھا۔ علامہ زماں مولانا سید نصرت کے شاگرد تھے دائرہ بھولک پور پر قائم تھے وہیں انتقال ہوا اور مزار حظیرہ مشیر آباد میں ہے۔

میاں سید یداللہ بن میاں سید ولی کو تین بیٹے ہوئے سید ابوالقاسم' سید خوندمیر' سید ولی' سیدن میاں' سید خوندمیر عرف خانجی میاں فقیر اپنے چچا میاں سید منجو کے ہیں۔ اور ان ہی سے خلافت حاصل کی ہے۔ ان کو ایک فرزند ہیں سید عزیز محمد میاں سید خوندمیر کے فرزند ہیں اور دائرہ بھولک پور کے وارث ہیں۔ باپ کی زندگی میں کاسب تھے۔ سرکاری ملازمت کی ہے۔ ایک عرصہ کے بعد بمقام بھیلوٹ شریف میں افضل العلماء سید نجم الدین اہل بچپڑی سے علاقہ کیا ان کے ہاتھ پر ترک دنیا کی۔ ان کے بعد میاں سید حسین بن میاں سید فتح اللہ صاحب دائرہ بنور سے علاقہ کیا۔ اب اپنے باپ کے دائرہ پر ہیں۔ نہایت نیک اخلاق کم سخن ہیں قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ شاعر ہیں۔ تخلص عزیزؔ ہے نہایت خوش اطوار اور رفتار و گفتار میں اپنے اسلاف کی پیروی پر ہیں۔

سید یعقوب بن سیدن میاں: سید یعقوب بن سیدن میاں بن سید ابراہیم بن سید میرانجی کو ایک فرزند سید محمود ننھے میاں اور میاں سید محمود کو چار بیٹے سید ولی' سیدن میاں' سید ابراہیم' سید میرانجی ہوئے۔ آپ ترچنا پلی میں رہتے تھے ان کو ایک بیٹا سیدن میاں بھی ہوئے تھے۔ اور سیدن میاں کو ایک بیٹا ننھے میراں ہوئے۔

https://theimammehdi.com

سولھواں باب
بندگی میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ

اشجع عرصہ توحید منبع فیوض توکل وتجرید اعلیٰ ہمت والا کرامت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سالک الاعظم والاکرم حضرت بندگی میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ مخاطب بنی اسرائیل تربیت بندگی میاں سید میراں بن بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشد کے ہیں۔اور علاقہ صحبت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار آخر حاکم سے ہے۔

نقل ہے کہ جب میاں عالمؒ نے ترک دنیا کا ارادہ کیا اور بندگی میاں سید میراں ستون دینؒ کے پاس جانے کے لئے جالور روانہ ہوئے اثناء راہ میں بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؒ کے دائرہ میں نزول کیا۔حاکم الزماں نے پوچھا بھائی سید عالم کدھر کا ارادہ ہے۔عرض کیا خوندکار میاں سید میراں کا قدوم فیض لزوم میں جارہا ہوں۔حاکم الزماںؒ نے فرمایا یہیں رہ جاؤ کہ سیدو بھائی (میاں سید میراں) کے متعلقین بھی یہیں آئیں گے۔مطلب یہ تھا کہ میاں سید میراں کے متعلقین ان کی حسب وصیت سب یہیں آئیں گے۔اور حضرت خاتم المرشدؒ نے فرمایا تھا کہ "نورو میرا آخر حاکم ہے" میاں سید عالم نے فرمایا اگر ایسا ہے تو خدمت شریف میں رہ جاتا ہوں۔پھر بندگی میاں سید نور محمدؒ سے علاقہ کیا پھر عرض کیا خوندکار بندگی میاں سید میراںؒ جدا نہیں ہیں۔اور دونوں کے مشاہدہ کی مخالفت اس فقیر سے نہیں ہوسکتی۔اس کے بعد بندگی میاں سید نور محمدؒ نے تربیت کیا اور پچیس سال تک میاں سید عالم سے صحبت الشرط فقیری لی ہے۔اور آنحضرت کو عطا کیا۔اور آنحضرت نے ریاضت اور مجاہدہ اور مرشد کی اطاعت میں ہمہ تن کوشش کی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن زرین انگوٹھی حرم محترم حاکم الزماںؒ بی بی خاں کی باؤلی میں گرگئی۔

https://theimammehdi.com

حضرت حاکم الزمانؒ نے فرمایا کسی مزدور کو لاؤ تا کہ وہ انگوٹھی نکالے۔ فی الفور میاں سید عالم لنگ باندھے ہوئے آئے اور باؤلی میں کود کر انگوٹھی نکال کر دی۔ خوشی اور سرور خاطر سے مرشد سے آنحضرت کے بارے میں اتنی بشارات عالیہ عنایت ہوئی ہیں کہ ان کی شرح سے کتاب ملول ہو جائے گا۔ سب بشارتوں میں بڑی بشارت یہ ہے کہ حضرت حاکم الزمانؒ کے دس خلفاء میں حضرت اول ہیں اور حاکم الزمانؒ نے اپنے فرزند کی تربیت اور پرورش کی اجازت بمعنی وصیت آپ کو کی ہے۔ آنجناب نے حسب وصیت ان کی تربیت و پرورش میں بہت کوشش کی ہے اور جو کچھ کہ مرشد کا ترکہ زرین انگوٹھیاں وغیرہ تھے فرزندوں کو پہنچا دیا ہے اور حاکم الزمانؒ کے فرزندوں نے آنحضرت سے علاقہ کیا ہے۔ میاں سید عالمؒ نے نہایت ہی نفس کشی، نیستی اور بے خودی اور مشقت سے اخذ فیض کیا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ہرگز نہ شوی شیر بیاباں حقیقت
تاخوار شدہ چوں سگ بازار نہ گردی

نقل ہے کہ ایک شخص نے میاں سید عالم سے کہا کہ میاں سید نور محمدؒ نے فرمایا ہے کہ سید عالم اپنی بیٹی ہدیۃ اللہ کو بہلول خاں کو دیں تو بہتر ہے۔ میاں بہلول خاں بی بی خاں کے برادر حقیقی تھے اور حاکم الزمانؒ کی خدمت اور لوازم جانفشانی ان کو بہت دولت تھے۔ میاں سید عالم نے کہا ایک بیٹی کیا اگر سو بیٹیاں بھی ہو تو حضرت کی ایک بات پر فدا کر دوں۔ کہنے والے سے کہا کہ پوچھو اگر بہلول خاں قبول کریں تو بیٹی دیتا ہوں۔ وہ شخص بہلول خاں کے پاس آ کر کہنے لگا۔ میاں سید عالم اپنی بیٹی تم کو دیتے ہیں قبول کرو۔ میاں بہلول خاں نے قبول کیا لیکن حاکم الزمانؒ کو اس معنی کی اطلاع نہیں تھی۔ جب نکاح کا آغاز ہوا میاں سید عالم کی خاتون نے دینے سے منع کیا۔ میاں سید عالم نے کہا اس مدت سے کہ میں میاں کی خدمت میں ہوں سخن عالی کو ضائع اور رد نہیں کیا۔ اور بیٹی کہ نہ دینے سے میاں کی بات فوت ہوگئی۔ یہ کام ہرگز مجھ سے نہ ہوگا۔ بی بی خاموش رہیں نکاح کے

https://theimammehdi.com

چندروز گزرنے کے بعد حضرت حاکم الزماںؒ نے فرمایا برادرم سید عالم کو کچھ دیکھنا نہ تھا۔لیکن کف غیر کف تو دیکھنا تھا اس وقت میاں سید عالم کو معلوم ہوا کہ مرشد کو اس کام کی اطلاع نہیں ہے۔اس پر سید عالم کی خاطر شریعت اس آدمی پر جس نے نسبت کی بات کہی تھی۔دیگر ہو گیا اور میاں سے واقعہ عرض کیا۔میاں نے فرمایا مجھے کوئی خبر نہیں ہے اب تاسف سے کیا ہوگا جب شخص مذکور مرگیا قبر میں اس کو رکھ کر صورت دیکھنے کے لئے کفن کے بند کھولے گئے دیکھا کہ اس کا منہ کالا ہو گیا اور منہ مشرق کی طرف پھر گیا (معاذ اللہ) تمام لوگ خوف سے لرزنے لگے۔حضرت حاکم الزماںؒ کے حضور فیض گنجور سے خدا نے کسی کو ضائع نہیں کیا یہ کیا واقعہ ہے؟ میاں کو معذوری چشم تھی، عرض کیا گیا فلاں کا حال قبر میں ایسا ہے میاں نے فرمایا جو شخص اس سے دل گیر ہے اگر وہ راضی ہو کر بخش دے تو تب کہیں اس کا منہ روشن ہوگا۔پھر فرمایا اے بھائیو تم میں ایک بھائی کا یہ حال ہے کہ کوئی ہے جو اس کو باز رکھے لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔لیکن سب خاموش تھے اس وقت میاں سید عالم کمر سے چادر باندھ کر قبر میں اترے اور میت کا سر پر پکڑ کر فرمایا اے شخص اپنے خدا کی طرف پلٹ جا اس کی گردن سے ناگاہ آواز بلند ہوئی اور ایسا تڑاقہ ہوا گویا کسی نے نیزہ مار دیا ہے۔اس کا منہ اسی وقت خدا کی طرف ہو گیا اور روشن بھی ہو گیا اس کے بعد اس کو دفن کیا گیا۔میاں سید عالم کا کمال اور قرب دیکھنا کہ آپ کی رنجیدگی دارین کی خرابی ہے اور آپ کی خوشنودی راحت کونین کا سبب ہے۔

نقل ہے کہ میاں سید عالم نے بہت سی نقلیں بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ سے سن کر ایک کتاب میں جمع کی ہیں اس کا نام "نقلیات میاں سید عالم" ہے یہ کتاب ترجمہ کے ساتھ چھپ گئی ہے۔اس کی ایک نقل یہ ہے کہ میاں سید نور محمد کے دائرہ میں لاڈلی کی زچگی ہوئی۔لاڈلی نے میاں سید نور محمد سے عرض کیا۔حکم ہے میاں سید نور محمدؒ نے فرمایا روزے کھالے (روزے مت رکھو) اور تیس پاٹلی (پاٹلی کے چار سیر موجودہ چار کیلو ہوتے ہیں) گیہوں دیدے لاڈلی نے کہا میں طاقت رکھتی ہوں۔ساٹھ پاٹلی دے سکتی ہوں۔آنحضرت نے فرمایا کوئی حاجت نہیں ہے لاڈلی نے کہا

https://theimammehdi.com

کوئی ایک سبب نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ تو جانے لاڈلی نے ساٹھ پاٹلی گیہوں راہ خدا میں دیئے اور ایک نقل ہے کہ حضرت خاتم المرشدؒ کے حضور میں کسی نے اپنا گناہ جو اپنی عورت کے ساتھ حالت نفاس میں ہوا تھا عرض کیا حضرت نے فرمایا اس کو کفارہ نہیں ہے۔ اگر ترک کر دے گا تو خدا بخش دے گا۔ یہ نقلیات میاں سید عالم حضرت حاکم الزماںؒ سے سن کر کہتے جاتے تھے اور میاں عبد الباقی جو بندگی میاں سید نور محمدؒ کی خدمت میں از جملہ علماء جو تھے لکھ لیتے۔

بندگی میاں سید نور محمدؒ کے انتقال کے بعد سید عالمؒ نے اپنا دائرہ بیڑ میں قائم کیا۔ وہیں ۱۹/ رمضان ۱۰۴۰ھ کو عالم بقا کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی بیوی کا نام عجائب حاں بنت اخلاص خاں مصاحب شاہ بیجاپور رہے ان کے شکم سے آپ کو ایک فرزند ہوئے جو بالغ ہو کر فوت ہو گئے۔ ان کے دو بیٹے ہوئے۔ میاں سید ایوب اور میاں سید اسمٰعیل اور سریت ستی رومانہ کے پیٹ سے ایک فرزند سید نجی ہوئے۔

میاں سید ایوب بن میاں سید عالم: میاں سید ایوب صاحب مجاہدہ ریاضت تھے تربیت باپ کے ہیں۔ علاقہ اور صحبت بھی باپ سے ہے آپ کی رحلت ۳۰ ذی الحجہ کو ہے آپ کو سید عالمؒ سید برہان دو بیٹے ہوئے۔ سید عالم کسی جنگ میں شہید ہو گئے آپ کو ایک فرزند سید ایوب تھے۔ میاں سید ایوب بن میاں سید عالم بن سید ایوب بن سید عالم۔ بندگی میاں سید ابراہیم (برادر حضرت مخصوص الزماںؒ) کے تربیت ہیں۔ جو آپ کے نانا تھے۔ بندگی میاں شاہ ابراہیم کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی ہے بندگی میاں سید ابراہیم نے اپنے آخری وقت فرمایا سید ایوب کو میرا دائرہ دیا جاتا ہے۔ آپ کا قدم بہت عالیت پر تھا اور نہایت متوکل تھے اور دائرہ ارکاٹ میں تھا۔ وہیں واصل حق ہوئے ہیں۔ روضہ بھی وہیں ہے تاریخ وفات ۲۲/ صفر ہے۔ آپ کی بیوی بندگی میاں سید یداللہ کی بیٹی ہدیۃ اللہ عرف ہدو ماں ہیں۔ جن کے حق میں حضرت میاں سید یداللہ بڑے شاہ میاں نے اتنے خلفاء و نامدار اور فرزندان عالی وقار رکھنے کے باوجود فرمایا تھا۔ اگر ہدو

https://theimammehdi.com

ماں نہ ہوتی تو ہم بانجھ تھے۔اور معصومہ مریم مکانی موضع ہروڑ میں رحمت حق سے جاملی ہیں آپ کوکوئی اولادنہیں ہوئی۔

میاں سیداسمعیل بن میاں سید عالم: برگزیدہ رب جلیل میاں سیداسمعیل تربیت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ اور صحبت وسند بھی باپ ہی سے رکھتے ہیں۔اورحرمین شریفین کاحج بھی کیا ہے اورآنحضرت کی عالیت اورکمالیت عجیب تھی۔آپ کا قیام ملک گجرات میں تھااوردساڑہ اور پالن پورمیں رہتے تھے۔پالن پورمیں ۵/ جمادی الاول کورحمت حق سے جاملے ہیں۔مرقدشریف وہیں ہے۔آپ کوایک فرزندسیدنعمت اللہ ہوئے۔آپ کی بیوی میاں سیدولی بن میاں سیدخوندمیر کی بیٹی خونزاپیاری ہیں۔نہایت خداترس تھیں۔ریاضت میں بہت کوشش کرتی تھیں۔پالن پورمیں ۱۰/ محرم کوفردوس بریں کوراہی ہوئے ہیں۔آپ کوایک فرزندسیدنعمت اللہ ہوئے۔

میاں سیدنعمت اللہ بن میاں سیداسمعیل پدربزرگوار کے تربیت ہیں لیکن اولادکی زندگی میں کاسب تھےلیکن عبادت اورعرفان میں اتنی کوشش فرماتے تھے کہ اس زمانے کے اہل ارشادآپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔آپ کی شادی میاں شہیدکی بیٹی آجے صاحب سے ہوئی تھی۔انہیں ایک دختربی بی لاڈلی ہوئی جن کی شادی ملک نصرت سے ہوئی۔میاں سیدنعمت اللہ اورآجے صاحب کی رحلت پالن پورمیں ہوئی ہےاوروہیں آسودہ ہیں۔

https://theimammehdi.com

سترھواں باب

بندگی میاں سید مصطفیٰؒ بنی اسرائیل
بن حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؓ

شمع شبستاں حضرت بندگی میاں سید مصطفیٰ بنی اسرائیلؒ حضرت کی ارشاد کا پورا طریقہ باپ کی روش پر تھا۔تربیت وصحبت وخلافت اپنے بڑے بھائی بندگی میاں سید اشرف سے رکھتے ہیں۔دائرہ بیجاپور میں تھا۔وہیں میاں سید اشرف کے حضور میں ۲۷/ ذی قعدہ کو روضہ رضوان کی طرف سفر کیا آپ کے دو فرزند ہوئے۔ایک میاں سید عثمان دوسرے سیدن میاں، سید عثمان تقویٰ میں کامل تھے۔اور ریاضت وتزکیہ نفس پر حامل تھے ۲۹/ ربیع الثانی کو خلد بریں کو راہی ہوئے ان کو سید بڑے سید عبداللطیف دو بیٹے ہوئے۔

نقل ہے کہ بیجاپور میں میاں سید مصطفیٰؒ کو بہت درد ہوا میاں سید اشرف عیادت کے لئے آئے میاں سید مصطفیٰؒ نے عرض کیا خوندکار میرے مرشد ہیں اور میرے والد کی جگہ ہیں دعا کریں تا کہ درد میں تخفیف ہو۔میاں سید اشرف نے کہا ٹھیک ہے دعا کروں پھر اپنے گھر چلے گئے اور تازہ وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر دعا کی اور فقیر سے کہا سید مصطفیٰؒ کے پاس جا اور پوچھ کہ اب کیا حال ہے میاں سید مصطفیٰؒ نے کہا درد دور ہو گیا۔

(حصہ اول ختم شد)

https://theimammehdi.com